

اِنَّ الشَّعْرَ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(غالب)

تازید و اتم که سر مست سخن خود شنیدن : این می از قحط خرد پراکن خود شنیدن  
کو کیم را در عدم اوج قبولی بوده است : شهرت شعری که بگیتی بعد از خود شنیدن

کلا را در شاه

نصف لطیف است اعرار خیال کشیدن

عاجز الحاح خطیب قادر باد شاه صبا باد شاه مرحوم

ریش و نه باری ضلع شالی ارکات

برادر گجیا و این جنگ مولوی احمد صبا باد سی ایسی جیف سگری حقو نظام خلیلک  
مرتب ما

جناب محمد اسماعیل شیخ صاحب التخالص به مستموم ساکن در اهس  
با هس نام خاکسار خطیب محمد عبدالرشید عفی عنه فرزند مصنف مرحوم

سنة ۱۳۳۵

بیت طبع افق طبع کبریا

# فہرست مضامین گلزار بادشاہ

۱۵۳	غزلیات	۱	دیباچہ از مترتب
۱۵۶	تاریخات مساجد	۱۰	دیباچہ اول از مصنف
۱۵۸	تاریخات متفرق تعمیرات	۱۳	دیباچہ دوم "
۱۵۹	تاریخات شادی	۱۴	حمد مارتعالی جلشانیہ
۱۶۳	تاریخات ولادت	۱۸	نعت رسول مشول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۶۷	تاریخات وفات	۵۷	غزلیات حسن و حسن
۱۷۵	تاریخات متفرق واقعات	۵۸	مستزاد العینہ
۱۷۹	تاریخات کتب	۵۹	مدح خلفائے راشدین
۱۸۱	نظم اور قطعاً تاریخ جو متفرق و تعامین	۶۱	مدح اہل بیت رض
۲۰۰	تاریخات مساجد و مسجد گاہ	۶۵	مدح غوث الاعظم رض
۲۰۱	تاریخات شادی	۶۸	محمضات
۲۱۹	تاریخات ولادت	۷۱	مسندس و ترجیع بند
۲۲۳	تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان	۷۶	نصائح
۲۲۵	نظم و تاریخات وفات	۸۵	اشعار و دعائے
۲۳۹	تاریخات کتب	۹۱	نظم ہکا متفرق مفید قوم
۲۴۳	رباعیات	۱۳۱	ہینیت خیر مقدم حکام وقت ہمدروا ملت فیاض
۲۴۶	مضامین نشر	۱۵۰	معروضات رعایا بہ حکام وقت
۲۵۵	تقریبات و قطعات تاریخ طبع نسخہ ہذا		کلام فارسی



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سرانہ حمید آہی میں خندلیب خامہ بسجود ہے جسے گلزارِ سخن کو سرسبز و سنا داب کیا اور نوع بشر کو اس سے استفید فرمایا سحر جحر سے اس کے مدح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چین اس کی نعمت سرائی میں ترزا  
 جانِ جلالہ عجم نوالہ نعت رسولِ مہول میں زباں بجز کا کہا مارا کہ کشائی کرے جس نے اپنے اعجاز سخن سے  
 اقطاع عالم کو سحر کر لیا اور اعدائے دین کو ابی سحر یانی سے مطیع بنا لیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ جمعین۔  
 اما بعد خاکسار خوشہ چین اربابِ علوم محمدؐ سے تعلیم فرما اربابِ علم فن اور دلدراؤگان سخن کی خدمت میں عرض  
 پرداز ہے جو کہ عرصہ دراز سے مجھے مصنف رسالہ ہذا کی منبشی کا حق حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست  
 اور میرے مونس و ہدم تھے لہذا ان کے پاکیزہ خیالات و انفس جذبات سے میں جہدِ رستنا تر ہوا ہوں غالباً اس کا  
 ذکر یہاں بجا نہ ہوگا نیز ادنیٰ طبع اور کو روشنی میں لانا ہی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو ان کے کلام کا موازنہ  
 کرے جس سے ہولت حاصل ہوا دینی پاک اور بے لوث زندگی گہی ہو و حب میں صرف نہوی مذہبی امور میں ایسے  
 نہمکے تھے کہ دنیا سے فانی کی ذرہ ہر وقعت ان کے دل میں نہ تھی اگرچہ دنیا ان کے قدموں کے تلے تھی اور  
 حوائج ان کو مال دولت سے سرفراز کیا تھا مگر وہ حب دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بدل  
 و ایتار سے فائدہ پہنچانے تھے قومی کاموں میں بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنوں کو ادنیٰ

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباری میں بعضے انجنون کا وجود بھی نہیں کے دم سے ظہور پذیر ہوا  
صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اور کما مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ وقتیا نویں خیالات  
کے بزرگ تھے کہ پرانی لکیر کے فقیر بکر جدید تعلیم سے متفرق ہیں اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو  
خیر و بکھریں بلکہ خیر و کم موافق و وسطیٰ اور کما طوائف امتیاز تھا نہ بھی ضرورت اور کما پاس مقدم تھی اور کما  
بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے میں چند ان قباحت تھی جسکا نبوت  
جا بجا اور کما شعار سے ملگا بجز و کما کار کا جو ہر آدمی کی طبیعت سے نمایان تھا غرض جو شہنودی خدا میں انکی  
عمر برہم ہوئی اور خوف خدا اور کما دین جاگزین نہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

اے بادشاہ اسیرین یوں تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری  
نقرتبا تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوئے خداوند کریم انکی پاک روح کو اعلیٰ عقیقت میں جگہ دے  
شعر و سخن میں وہ اعلیٰ درجہ کی ہمارت رکھتے تھے ہر شعر انکے دل جذبات کا موقع ہے مذاق سخن  
اور کما فطری عطیہ تھا اس سے پہلے انکے دو دیوان شائع ہو کر بقائے دوام کا ٹیٹھکٹ حاصل کر چکے ہیں  
انکی شہرت عالمگیر ہے یہ انکے مسروق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا حسین ہر  
کا مذاق اور سامان لچھی موجود ہے اس دیوان میں آپ تین قسم کے شعرا پائیگے ایک تو وہ جس میں  
بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے  
اشعار وہ ہیں جس میں سلاست بیان کیساتھ شععارت بدیع اور حسن بندش کو سادگی کا لباس بھنا یا گیا ہے  
اور وہ اعراق و غلو سے مبرا ہیں تیسرے شعرا وہ ہیں جس میں نہ بلند پروازی ہے نہ دوران کا تخیل ہے نہ شعرا  
بدیع ہیں ہاں حسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ میں صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا  
ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے بادشاہ کا شاعری سے ور نہ کیا ہے مدعا

کلام فارسی ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی میں کشش کھربائی کا اثر رکھتا ہے جس سے  
مذاق سخن رکھنے والے حط و افراط ہاں سکتے ہیں آپ حیران ہونگے کہ اردو شعرا میں اسقدر تبدیلی کیوں واقع

ہوئی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کے سعت خیالات میں کمی آگئی یا جدت طبع باقی نہ رہی بلکہ وہ جمع اضاف  
 سخن پر قادر تھے ان کے خیالات زنی پذیر تھے ان کے جذبات کا دریا موجزن نہا باوجود اس کے ان کی نہ ریش  
 ان کی صدمت شعاری پر بنی تھی اس لئے کہ وہ فرضی عشق کے پارنید و استان کو خیر باو کہہ چکے تھے اغراق و غلو  
 سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کیے عاشق نہ اون کا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حُسن و عین کے  
 انعامین ایک مدت تک زور طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت ان کے اگلے دو دیوان سے مل سکتا ہے  
 اگرچہ اوکھن بھی نغمیہ اشعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی زالی شان کیساتھ کیونکہ عشق تحقیقی کا ذوق  
 ان کی طبیعت میں موجود تھا۔ خدا کی شان کہ اسی عالم شباب بانی تھا اور ان کی طبیعت نے پلٹا کہا کی فرضی  
 عشق کی فرسودہ داستان سے ثابت ہو گئے اور عہد کر لیا کہ سوائے حمد و ثناء اور فصاحت کے کچھ نہ  
 لکھو گنا جیسا کہ وہ خود دہراتے ہیں۔

حمد و ثناء ہو یا کوئی نصیحت ہو ہر قسم بادشاہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے  
 اس عہد کو آخر وقت تک بنا یا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی ان کی زبان تو سلم سے نہ نکلا مطلقہ دیوان کے  
 سوائے جہد و شعرا اس مذاق میں لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے نند ہوئے۔  
 بڑی تحس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوئے نمونہ درج کئے گئے غرض ایک فلیل  
 مدت تک نغمیہ اشعار کا رنگ وہی تھا جس سے ان کی خصوصیت نمایاں ہوئی تھی جن کو میں نے پہلے قسم کے  
 اشعار میں شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے ان پر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تھا لہذا رفتہ رفتہ انھوں نے دور از  
 تخیل کو خیر باد کہہ دیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھ کر اغراق و غلو سے اپنے فلم کو باز رکھا کی الحقیقت دور از کار  
 تخیل سے ایسی کہیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ  
 پیدا کر کے معمولی باتوں میں نتیجہ خیر مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا مابہ الامتیاز ہے دوسری بات جو  
 ان کے دل میں پیدا ہوئی وہ یہ کہ روائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے مدام باہر نہ ہو  
 چونکہ ان کے کلام کی شہرت قطع ہند میں پھیل چکی تھی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے  
 بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تھے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکھی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان بانو کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ خود  
فرمانے ہیں۔

حسنِ صلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ سادگی کو غنیمت ہے بلکل مرے شعار پر  
او کو اپنی صدفِ شکاری یقین نہا کہ وہ رنگ لائے بعزیز ہنگی اور اب نہیں تو میرے بعد ضرور او کو  
فروغِ حال ہوگا چنانچہ وہ خود فرمانے ہیں

بادشاہ نے فکر ہے کیا کر نہیں اب قدر سخن خلق کو میرے سخن کا ہے مرہ میرے بعد

جبے جی فسخن ہوتی ہے کب لای ثناء بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدر دان

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا غم یک روز فیتی ہو ہر ہر سخن ہمارا  
یہ او کی پستہ بنگوئی مٹی جو حرفِ صبح ثابت ہوئی اور لوگ اونکے ہر ہر سخن کی قدر کرتے ہیں نعتیہ شعار کے  
ذوق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشاہ ہوگا کہان بجان تھا یوں نعتیہ شعار سے پہلے

بادشاہ نے من لکھو نگا کبھی نہ نصرتِ بنی سارے شعار ہیں اس نچے میں ڈھونڈ لے  
وہ اپنی تبدیلیِ خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادوں کو میرا طرزِ بیان  
بند نہ آئیگا مگر او کو اسکی پروا نہ تھی چنانچہ متعدد شعراء میں اسکا ذکر ہے جس میں سے چند شعرا نفل کرتا ہوں  
سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ واقعی ہے بات لطیف بیان کچھ ہی نہیں

اعراق اور غلو اور جدت نہیں ہے میں مرغِ شاہِ عراق ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ  
بے تکلف بے تقصیر ہے زرا ہر ایک سخن

۹

مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین  
پہول گر کذب غلو کے مرے دام میں نہیں

۹

سخن بادستہ کا ہے بس سیدنا سادہ  
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے  
عرض اد کو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہ دیکھائے  
ورنہ دہشلم کے دہنی تھے  
خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نہ تھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مصون نگاری میں بھی مددگار تھے  
وہ ناظم سرین رباب تھے تو نثار جادو زبان بھی تھے جہاں پر ان کے مضامین آئے مغلطیات میں نایاب  
ہوا کرے ہے او کی نصیف یا دگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی  
شاعری کو ترک کئے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کر دی جس میں ان کے بہت سے شعرا موجود  
ہیں پھر شعرا کو نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں اس کے چند تجاویز ذیل میں ہیں  
عشق جو سچا ہے نسل و زرتوں ہر عیا  
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب و بچہ کا

۹

محبوب چھوڑ دو جو بڑے ناسانے  
پڑ ہو تیراں اور تیرا دیکھو

۹

گیا وہ اگلا زمانہ و شاعری بھی گئی  
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

۹

ایسی بے صیغہ کہ ہم ہونگے نہ ہرگز قائل  
چھوڑ بن کلینت وہ بوسیدہ خیالات  
ایک سر موجود اہم سے تشریف ہو جائے  
فرضی عشاق کو یا رب یہ ہدایت ہو جائے

۹

کر دیجی محنت شاعر و تانفع ہو تم کو  
بھلا کیا باد گئے عشق تباں میں مبتلا ہو کر

پاک فرضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری مجھ سے اے نگین مزاج لطف کیا پائے آپ

بتوں پر فربہ ہیں ہم خدا اپنے پیسے پر کیکامیے کے دیکھ اجارہ ہر بہین سکت

مجھ سے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی لبر سے بن سچا ہوں مجھے سچی محبت سے پھر سے

ہم میں نیارنسد تہی بہ کو کیا ضرور فرضی بتوں کے ناز جو جیا اوٹھائے

خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت بن ہشتاق بنی اور وہ بتوں کے مثلاً ٹھہرے  
تیسرے قسم کے شعار وہ ہیں جو بنی خلاف خواہش اوں لوگوں کی درخواست بر لکھے گئے جو بن شناس اور ذی علم  
نہ تھے ان شعرا میں نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مد رتبہ ذیل شعرا سے مل سکتا ہے  
روکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن کیا جمے رنگ سکا محفل میں  
بتنارہ ہے دشتبہ سخن میں تیرے بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتوں سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ اوسکا اخباری اور تھار ور نہ وہ بلند پروازی فکر میں کسی سے  
کم نہ تھے عرض مختلف لمبا تع کیلئے اوسکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل  
کر سکتے ہیں۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جو جملہ شعرا ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں نعتیہ کلام نے  
اونکے دھوار شوق پر تازیانی کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑھا کہ زیارت روضہ اطہر کے تئیں  
وارفتہ ہو گئے۔ اونکے نعتیہ شعرا سی یا تقلیدی نہیں بلکہ بینائی عشق اور طلب صلوٰۃ کے جذبات سے لبریز ہیں  
جو شتاقان سخن کے دلچسپ تر کا کام کرتے ہیں غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم  
بیت اللہ ہوئے اور پھر روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اتنا



سفر میں بہت سے استعار لکھے ہیں جس میں اوکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ مارگاہ بنوی میں کمال سور و گداز  
کیساتھ نغمہ شہار پڑھ کر اپنی قوت قلب کا اظہار کرتے ہیں جن میں محمود بن سب کے سب وچ ہیں دیا چے میں  
اوکی گنجائش نہیں ایک سفر نامہ ہی ضرب ہو کر تالیف ہو چکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے  
سفر کے بعد وطن کو محبت فرمائے اوکو لویہ خیال تھا کہ اپنا وطن مقصد پورا ہونے کے بعد دل کو سکون حاصل ہوگا  
مگر بخلاف اسکے اوکے جذبات کو چھڑ ہو گئی۔ آتش عشق بھڑک اٹھی رشتہ صبر نامہ سے جا آتا اور نام مرگ  
یہ شیمانی تھی کہ حواری رسول سے کیوں جدا ہوا اسی قلعہ نے اوکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر نفوس  
کہ اوکی تمنا پوری نہ ہوئی اور حسرت اپنے ساتھ لے گئے کیونکہ اوکا مزاج سخت علیل ہو گیا بارہا تونے لے آمادہ کیا۔  
مگر امراض جسمانی نے باز رکھا۔ اظہار تبتانی اور دوبارہ سنون زبانت میں جو شہار لکھے گئے ہیں وہ قابل و مدہن  
جس کے ملاحظہ سے ایک حکاموں تڑپے بغیر نہیں رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ۱۰  
خدا کے واسطے اب اجل تھی نہ سہی کر دینے کی دوبارہ حسرت و بدار باقی ہے

دوبارہ جا کے جب پھنچوں مدینہ کرونگا نالہ و سر یاد کیا کیا

بلو الو پھر دوبارہ مدینے میں یا بی ارمان بہت یہ باد تہ خستہ جا بے ہوا

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مرٹے ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا عا تارٹا

ملک تیر میں مجھے آئے اگر خواب اجل میں کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

ضعیفی میں اے باد تہ غم ہی ہے رٹا میں نہ تیرب کو جانے کے قابل

ہر آن تیرے شوق زمارت میں یا بستی      سیما کے طح ہے مرا بقرا دل

دوبارہ دیکھ لوں آنکھوں سے میں رضیہ پیکر      کوئی ارمان نہیں دین ہی ارمان باقی ہو

میں مدینہ جا کے آیا مرا مدعا نہ پایا      نہ تھے فیض میرے کہ دستان مزار ہو

مجھے ہر یقین اس دم ترے در پہ پورائی      مری زلیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوا

ان اشعار سے ادب کے دلی اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں پیشتر اوکھو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نہ تھا اور نہ چند ان کی حفاظت کی گئی چیدہ چیدہ کاغذوں پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی کس میں ڈال دیا اور کبھی اس کو یوں ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا غرض اس کا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقی ماندہ کو شش ماہ میں ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ فتر میں انھوں نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہیں کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سرورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضہ مبارک پہر کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور اس کا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر میں مبتلا ہو گئے اس کے بعد قلیل عرصہ میں راہی عقبی ہوئے۔ کام پورا نہ ہوا تھا نہ ہوا جو ان کا توں رک گیا ان کے لکھے ہوئے ہر دو دیباچے درج کئے گئے ہیں بعد ان کے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصدق اس شعر کے مع اگر پدر نتواند پس ز نام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہیں۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لبائف اور فراست میں بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے انہوں نے صرف ادب کے محفوظ کلام کو ترتیب نہیں دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے میں جو جانفشانی ان سے ظہور پذیر ہوئی وہ مستحق داد اور سراورائیں ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر کتاب کی ورق گردانی کی گئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے رومی کاغذوں کا انبار بھی اونکے ٹمٹکے سے نہ بچا اور وہاں سے بھی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالوں سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے اجاب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے میں کو ناہی نہ لگی بیرونجات کے اجاب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگا آگیا نوض کامل ایک سال تک کوئی کوشش اسی تھی جو باقی رکھی گئی ہو اون کے نائب ہونے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہ تھا مگر جس کے بعد صرف دو غزلین دستیاب ہوئیں جو درج رسالہ کی گئیں نثر مضامین سے صرف چار مضامین ملے جس میں دو مضمون نو محفوظ تھے اور دو رسالہ رنی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اون کے لائق فرزند کی محنت ٹھکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادت مند فرزندوں سے یہی امید کہنی چاہئے عین کاراز تو

آید و مردان چنین کنند ناظرین سے التجا ہے کہ اس سال

سے استفادہ ہو نیکی بعد مصنف مرحوم کو دے

خبر سے یاد فرمائیں

## دیباچہ از منصف

افسوس کہ حق سخن ہے حمد خلاق جہاں لمعہ سن بیان نعت رسول انس جان  
بھجے روح ہم پر پروای بادشاہ روز و شب ہر اک ساعت ہر زمان ہر اک آن

اما بعد بنائے ہیچان کج حجب بیان خاکسار خطبہ در بادشاہ متمنس بہ بادشاہ ارباب سخن کی  
خدمت میں عرض رسا ہے فلان سکے کہ میں اس نسخے کی و تصنیف بیان کروں سب سمجھتا ہوں کہ  
کچھ اپنے حالات مجھلا قلم کروں اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ مقصود نہیں بلکہ بعض لوگ  
اسکو خود ستائی اور تعالیٰ پر محمول دوائے نگر میں اکتوں میں دلا نا ہوں کہ ہر گھر ہر گھر مبرا بہ مشائین ملکہ آئندہ  
آنہو الی نسلیں اس سے مستفید ہونگی اسد نے مجھے اسکے سحر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا دور  
میرے آبا و اجداد کا وطن و انباڑی ہے جو قلم و مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے  
مردم شماری سرکار شاہ ۱۹۰۷ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چچوتے برادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل  
فی رمانا اعلم حضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار میں معتمد شیشی کے معزز عہدہ پرتین (۳۰۰۰) ہزار  
روپیہ کے خواہ سے مامور ہیں سرکار نظام سے اوکے تعلق کی مدت تا الی الان تقریباً ۱۸-۱۹ ہزار سال ہے  
اسکے آگے دو ڈہائی سال تک برادر موصوف گورنٹ انگریزی میں ڈپٹی کلکٹر و میجر شیشی کے خدمت سے ممتاز تھے  
غرض اپنی خدا داد دیانت و لیاقت سے اسکا اس اعلیٰ درجہ بر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے  
باعث فخر ہے تحصیل زبان انگریزی میں انھوں نے جو کچھ محنت کی اسکا عمدہ ثمرہ اکتو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد  
کا مبنیہ خطاب و تضادات اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد مجدد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے  
اس مشبہ سے قطع تعلق کر کے تجارت بارچہ آغاز کی۔ مدراس میں گونگ گلی مشہور ہے جس میں ہزاروں لاکھوں روپیہ کی  
تجارب بارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مانی میرے والد بزرگوار ہیں یعنی انھوں نے ۱۸۵۷ء میں پہلے وہاں تجارتی کوٹھی  
فایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو مثل عمارت فرض کیجئے تو اسکا بنیادی پتھر گویا میرے والد مجدد کا رکھا ہوا ہے اور کتنا

ظلِ حیات میرے سر پہ نوزِ قایم ہے خدا کرے کہ تادمِ زمیت یوں ہی قایم رہے عمر کی انسی مال سے تجارت  
 ہے خاص کر تجارتی ابواب میں جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام محترف میں میں بھی  
 ابتدائے عمر سے تجارت کی طرف مائل ہاں شہر مدراس میں جناب ساہو کا الحاج قادری الدین صاحب مرحوم کے  
 پارچہ کے کوٹھی میں چند سال تک شریک رہا بعد اُسکے ساہو کا موصوف اپنے حبیب القدر خسر ملک التجار الحاج محمد شاہ  
 صاحب مرحوم کے طرف سے کڑیہ میں خریدی نیل کے چٹ پتھر رکھے گئے اور مجھے بھی کڑیہ کو ہمراہ لگئے ہر سال نیا  
 بارہ لاکھ روپیوں کی نیل مان خریدی جاتی تھی غرض ساہو کا مرحوم کے تمام داد و ستد اور کاروبار کا میں ہی مسند  
 تھا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تھا چھینچا تین سال تک میں اس کام پر مامور رہا مجھے پیرکار  
 مرحوم کی نہایت درجہ کی شفقت تھی اور وہ میرے بڑے غم تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ میں تجارت نسل میں بالکل  
 کاٹکی آگئی اسلئے اُن سے قطع تعلق کر کے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی میں جب جگہ میرا والد ماجد نے تجارت  
 یا رجہ کی ابتدا کی تھی من نے ۱۹۰۷ء میں مختصر عرصہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے نہایت  
 آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یوں نو میرے مسند و اولاد کسی میں مضامین مگر نہیں مری ایک  
 اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب میں بعارضہ طاعون انتقال کی جبکا دلغ مفارقت میرے دل پر تادمِ مرگ  
 بانی بیگا دختر کو رکے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ میں درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہیں ایک میری  
 بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد باوندنا صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب  
 سے ۱۳۲۷ھ ہجری ماہ ذی الحجہ میں ہوئی تھی خدا کے فضل و کرم سے اسکے اولاد بھی ہیں اور ایک میرا فرزند جس کا نام  
 رنخور و خطیب مجھے عبدالرشید ہے جسکی شادی من نے سال گزشتہ کر دی تھی مادہ تاریخ نکاح خطیب عبدالرشید  
 ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی میں شریکیش کے درجہ کی لباقت رکھتا ہے اور وہی بخاری کوٹھی کے  
 کاروبار میں مصروف ہے جبکا ذکر ہو چکا ناظرین سے اسبہ ہے کہ مجھے او بر میرے اولاد کو دعائے خیر سے  
 محروم نہ رہا ینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام میں مسکرو والد امجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل و عیال  
 مدراس میں اقامت گرین تھے اسلئے میرا اور میرے رادر مرقومۃ القدر کے عمر کا ٹھرا حصہ مدراس میں منقض ہوا  
 ہم دونوں کی تعلیم و تربیت اسی مقام میں ہوئی یوں تو عالمِ طفلی میں متعدد ہوتا دونوں سے من نے سبق لیا تھا۔

مگر حاصل کرج سے فارسی درسی کتب میں نے طے کئے اور جن سے جن انشائین نے حاصل کیا اونکا اسم گرامی حضرت مولانا مولوی سید قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ ہے حضرت مدوح نواب کرناٹک کے مدرسہ اعظم من شاہراہ سادہ سے تھے اور انکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تجرود و استعلا و خدا نے غایت کی نچی من بے تاریخ ۱۵۰۵ ہجری ۲۲۰۰ شمسی ہجری حضرت شہداء محمد بن الدین حسینی حسینی القادری المعروف بہ حضرت صاحب جو صاحب مدظلہ العالی ساکن دم ٹی مصل زبافور سے سلسلہ قادریہ میں سبقت کی چونکہ حضرت مدوح کے والد امجد سے برے والد نے ہی سعیت کی تھی اور اکثر برے اجدادی ررگوں کا سلسلہ تبعث اوکے ہی حادثان میں مدت مدد سے جاری ہے علاوہ اوکے حضرت مدوح کو میں نے علوم باطنی میں ینگاہ یا یا اوکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہا نہ چاہا میری عمری الحال باؤن سال کی ہے فہوس کہ میں نے اپنے گران پائ عمر کی کچھ فہرہ نہ کی نہ مجھ سے احکام الہی کی پوری تعمیل ہوئی نہ میں نے اپنے قوم کی غلے قدمے درے کوئی تابعداری بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔



دانی کہ برسمند سکر و سوار کیت      عمر عزیز ماہست کہ بر باد می رود

ہاں کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغلہ ہے اس شغلہ کے لطیفین جو نمایاں کام ہوا وہ یہی ہے کہ میں نے یہ من کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ بادگار بادشاہ و جوہر خیال۔ یہ من کتاب وقتاً فوقتاً زبور طبع سے مرین ہو کر شائع ہو گئے علاوہ اسکے بعض بعض اوقات سرے قومی ہفتہ مضامین اور تائینین بعض شمالی ہند کے احمارات۔ کر رن گزٹ۔ کول۔ وطن من اور جنوبی ہند کے اخبارات و تجرود کن۔ نبر آصفی تحفہ قصیری نمیں لآخبا میں طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو بن ناظرین ہیکسن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسکا نام میں نے گلزار بادشاہ رکھا ہے اس نسخے میں ان تمام نظموں کو میں نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع بادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزوں کئے گئے تھے اس میں نہ کمی نہ رضی مین کے جس و جمال خط و حال کی داستان ہے۔ یہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان میں نے عرصہ دراز سے عشقہ اشعار کا لکھا ترک کر دیا ہے لیکن غیب خواہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔



چون پریشانی حافظ از سکدہ بیرون شو      رمدی و سیتی در عہد شباب اولی



سرف دوہی امر تھے جو مجھے اس لمحہ کے مرب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست جہا بکے شادی دینی کے میں نے یہیں لکھے ہیں جو کہ انکے پاس ان کو خدا کا محفوظ رہنا دستور امر ہے اگر کسی فتح کا سند دریافت کرنا مقصود ہو تو مجھ کو عربی لغت اور کئی صورت کو پوری کر سکتا ہے دوسرا امر جن کی طبیعتوں میں حدانے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک خبر یا کوئی ایک صریح یا کوئی لفظ انکے بند آجائے تو میری محنت چیز ہوئے کہلے کافی ہر ہی وجہ تصنیف ہے اور بس

فج کے دیکھنے والے نو بہت ہیں لے بار پر یہاں حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں

## دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور میں لکھے گئے قبقات کے بعد جو قبقات گزرے ہیں وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۷ء مجھے سفر میں تشریف کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس والے ہمارے ہمسایہ کیساتھ جنکی تعداد ۳۰ نہیں میں بھی سفر نامہ برے ہمراہ صرف میرے بلخانہ اور میرا بیسی ہمسیرہ زادہ عبدالشکور نامی بھی درج حاصل ہمسیرہ کی شمولیت سے عازان حج کی تعداد چالیس ہوگئی حکیم صاحب مدوح ہم سب کے مرقطہ نصے مکہ معظمہ میں مدب اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ میں مدت اقامت چالیس روز رہی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے میں اختتام پایا ہے بتاریخ ۱۹ اگست ۱۹۰۷ء ہم سب مع انیس و اربعہ وار و مدراس ہوئے میں اثنائے سفر میں و محلات سفر طلبہ کر کے محضر کن نامی اخبار کو بھیجتا رہا و اضافتاً ممبر اسفر نامہ اجاباً مذکور میں شائع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور پسند کرتے تھے جو حق میری اقامت مکہ معظمہ میں تھی مبرے والد بر گوار حضرت خطیب حاجی محمد فاقم صاحب کے انتقال کی خبر کو درت اثر مدربہ تاریخ پچھنی جو کچھ صدر ممبر دہلی گزرا وہ جیلہ تحریر و غیر سے باہر تمام مقامات متبرکہ میں میں نے اوکے لئے دعائے معفرت کی اوکے وفات کی میں نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات و وفات فصل میں مندرج ہے بعد اختتام سفر میں تشریف میں مدراس سے جب میں اپنے وطن الو فدیہ و انباری بھیجا لشکوہ بنجارت سخت علیل ہو گیا سلسلہ علالت ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے تمام خویش و اقارب کو میری زبست بالکل مایوس کر دیا تھا بارے خدا کا فضل شایع حال ہوا مزاج میر صحت بذریعہ ماہرین اپنے پاک پروردگار کا کن لہا طہا میں تسکریہ و اکرول کر اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی

اے خدا مرزا ان احسانت شوم  
این چہاں است قربانت شوم

## حمد یا رب تعالیٰ اعلیٰ شانہ

بہ نظم الکلیف سل بزرگوار کے رسالہ کلمۃ بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب ہی ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک  
نزدیک نہیں ہے عرش سے تو  
نزدیکی و دوری و مسافت  
تو جسم ہے عرض ہے نہ جو ہر  
بچوں و چہرے ذات جیسی  
ہے ذہن میں کیفیت جو ہر ایک  
بیشک عالم سے تو جدا ہے  
یعنی عالم کے جوہن صفتیں  
تیرے صفین نہیں بعالم  
اجسام کی جیسی ہے جدائی  
اجسام کی کیفیت ہر ایک دم  
پس ہم جو کرین قیاس اُسپر  
تے کوئی نہ مجھ سے متصل ہے  
فوق عرش برین ہی ہے تو  
اس فوق کی تفسیر کی حقیقت  
نویہی بھیدا اس کا جانتا ہے  
جیسا تیری ذات کو ہے لائق  
یا رب تو کرم سے اپنے یکسر

جہت اور مکان سے ہے تو پاک  
دوری نہیں اس زمین سے بھگو  
اجسام کے ہن یہ سارے نسبت  
محدود نہیں ہے تو اے وا اور  
ایسی ہر ایک صفت ہے تیری  
پاک اس سے نری صفتے بیشک  
مفہوم ہی جدائی کا ہے  
ہرگز ہرگز نہیں ہن نہ ہر ہن  
کہنے ہن جدائی اس کو ہی ہم  
ہرگز نہیں ہن جدائی تیری  
رکھتے ہن جو اپنے ذہن میں ہم  
بیجا یہ قیاس ہے سراسر  
اور تو کسی سے منفصل ہے  
ہے قرب بھی بند گون سے بھگو  
ہم کو نہیں جانے کی طاقت  
انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے  
تیری ہر ایک صفت ہے فائق  
توفیق ایسی ہمیں عطا کر

نیزیہ ہر یک طرح کریں ہم	نیزے داب و صفت کی دیم
ہر حال میں اعفاد ہو پاکٹ	افزوں ہو ہمارا فہم و ادراک
ہے اس سے بھی بڑھکے مدعا کیا	ایمان سے ہو خانہ ہمارا
ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم	ایمان رہے جب ہمارا حکم

کر ختم سخن اسے پاؤں شہاب  
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

لذت ہر دہن ہے حمد خدا	تاج فرق سخن ہے حمد خدا
اختر و آفتاب و ماہ مبین	عرش و کرسی و آسمان و زمین
گوہر و لعل و بحر و نخل و حجر	خور و غلمان و دیوجن و بشر
دو جہاں سب ہیں حمد میں اکے	ترربان سب ہیں حمد میں اکے
پتا پتا اسی کے حمد میں ہے	ذرہ ذرہ اسی کے حمد میں ہے
بے نہایت ہے بے نہایت ہے	ہوا داکس سے کس کی طاقت ہے
رحمت جان ہے ذکر شاہ اعم	نعت ہی حمد سے نہیں کچھ کم
نہوا اس پھر نہ ہو و یگیا	مثل اسکے جہاں میں کون ہوا
جتنے حق سے وہ مرتبے پائے	جتنے دنیا میں انبیا آئے
نور فیض خدا سے لامع نخی	ذات افدس وہ کی جامع تھی
اسکے نایب ازل سے کون دیکھا	دین اسکا تھا نسخہ ادیان

روح پر اسکے ہو صلوة و سلام  
آل و صحاب پر ہی اسکے مدام

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح - ”اگر کچھ ہے تو اکدن قرم کے نشٹے کا سامان ہے“

تری نو حبد و کیتائی الہی تجھ کو تیا مان ہے  
تو وہب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی  
نہ نو مے مفصل ہم سے نہ ہم بہن مفصل تجھ سے  
تے تھر غضب سے کوئی ہرگز بچ نہیں سکتا  
نہ جو ہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جب و مکان بچہ کو  
نہ تو ہر سہر سیکا ہے نہ کوئی مثل ہے سیرا  
ہے تو ہی اول آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن  
تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت  
فشتہ پانہیں سکے بہن کند ذات جب بیری  
سمبر نیر استجا و بن استجا اور نو استجا

ترے توصیف کا ہیکو نہ یا رہے نہ امکان ہے  
مبرا تو ہے سب عبون سے ہم میں غیبیان ہے  
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے  
ہے حمان جبہ تیرا سپہ کل عالم کا احسان ہے  
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھے کوئی پہنان ہے  
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہو نہ پابان ہے  
ہی فرمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے  
وہ وسعت کرتی ہے جس سے ہماری عقل حیرا ہے  
ہے دعویٰ جسکو دامنائی کا اسجا سخت نادان ہے  
ترے احکام سچے اور سچا ترا قرآن ہے

عوض فومی منزل کے حمد لکھی با دستہ نونے

سمند خامہ نیرا کسلے لون آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرہ مدراس کلبے لکھی گئی اور گلہ ستہ نور شد مدراس میں طبع ہوئی

صرع طرح مسل جو رستہ چکی ہوئی مینانی ہے

دب احبانی ہے سہ کے سوا فانی ہے  
مہلا عشق محازی میں رہو گے کب تک  
دست و پالا کھ ہلا میں بھی نو کیا ہوتا ہے  
خود بند آئینہ سے ترے ہوا ہے عالم  
خوب تھا کیسے اپنے اعمال کی سیسے تصویر  
جب بے مثل ہر یک صوف میں تو ہے یارب  
درام میا و نے چوڑا نہ کسی بلب کو

مانی جبرون سے محب ہو یہ نادانی ہے  
لدت عشق حقیقی بھی نو کچھ پانی ہے  
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آئی ہے  
عقل پر تب سے سکندر مجھے حیرانی ہے  
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے  
اکساری سے بندون کی بھی لاثانی ہے  
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

<p>سہل خورشید جی ہوی شانی ہے</p>	<p>سجدہ خالقِ حق کی یہ دیکھی تاثیر</p>
<p>حمد پہنخت ہو یا کوئی نصیحت ہو رستم</p>	<p>بادوشہ کی نہ کوئی اور سنجیدگی ہے</p>
<p>بہ غزل</p>	<p>شاعرہ مدراس کلبے لکھی گئی اور گلہ ستہ خورشید مدراس میں طبع ہوئی</p>
<p>مصرع طرح</p>	<p>ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا</p>
<p>ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا</p>	<p>پہلا ہوا نہ کہوں گلشن ہے دنیا کی خلقت کا ہر ایک پناہ چمن کا گویا دستِ حقیقت کا اشارہ ہے ہی ہر دم مری چشم بصیرت کا تماشا کیوں نہ دیکھیں عالم کثرت میں وحدت کا وہ کما حقہ ہیں ہے مادہ کو فرست کا محل ہے تعجب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا صدقت کے قلم نے لوحِ دل پر لکھ دیا مصرع</p>
<p>زبان بادوشہ اور حد تیری اس سے نابت ہے</p>	<p>ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا</p>
<p>بہ غزل</p>	<p>میدانِ عرفات کی تعریف میں لکھی گئی اور اخبار "نجر کوئن" مدراس میں شائع ہوئی</p>
<p>ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات نہ ہے عالم خوشا میدانِ عرفات ہے کیا حیرت فرا میدانِ عرفات ہے کیا دکھار ما میدانِ عرفات اور دکھین ذرا میدانِ عرفات زمین سے تاسما میدانِ عرفات</p>	<p>نہ پوچھو ہے یہ کیا میدانِ عرفات فرہم آج ہیں لاکھوں سماں گدا و شاہ سب یک رنگ میں ہیں خدا کے اب خدائی کا تماشا کہاں ہیں منکر بن حشر آئیں صدالبیک کی پھنچا رہا ہے</p>

منازل ہم میں نفع اپنا لیک  
مقدر کھینچ لایا ہے وگر نہ  
تو وہ بارعب منظر ہے جہاں کا  
ملفیل جج ہے اللہ اکبر  
ملایا آدم و حوا کو حق نے  
زمین پر تیرے ہی یک روز ہوگا

چمن بے دین کا میدان عرفات  
کجا ہم اور کجا میدان عرفات  
نہیں ثانی سرا میدان عرفات  
عجب تر بلا میدان عرفات  
اسی جا پر کجا میدان عرفات  
عیان روز جزا میدان عرفات

ٹیگادل سے کیونکر بادشاہ کے  
یہ خوش منظر تراسیدان عرفات

## نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں جز بہت بنی لطف ہے گویائی کا  
دیکھئے عالم جو ترے روضہ کے زیبائی کا  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
اک کلمہ سے دیکھ لیا روضہ حضرت میں نے  
پہلے نہ میں دوبارہ مجھے بلو ایسے  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
سورہ کر غیر خدا کیلئے ہوتا حجاب  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو  
نہاں عشق ہم کو سمجھتے کیا ہو

سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا  
عمر بہ دل ہے حیرت میں تماشا کی کا  
پہلا زینہ ہے ہی میں کی سنا سائی کا  
مدعا ہو گیا حاصل مری میسائی کا  
یا نبی اب نہیں یا را ہے یکسانی کا  
فتیس کس طرح ہو ہمسرے سودائی کا  
نظر کر تا میں ترے درکے حسین سائی کا  
تہا مقدر میں حلیمہ کے شرف دائی کا  
گورین ہی مجھے کچھ قسم نہیں نہائی کا  
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا  
ہم قدر تازہ نہ کیوں آپ کو یکسانی کا



شاعر و مکمل ان شاعر سے کیا نفع ملے  
عشق فرضی میں نہیں نام ہے سچائی کا

بادشاہ نزع میں تم کلمہ طیب پڑھ لو  
کہو یہ سب کچھ کہیں قافلو ہے بدوانائی کا

ہر غزل گلہ سنہ عروج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح باجرس کو چے میں جانکا گلستان ہو گیا

<p>ہر سخن میرا گل گلزارِ رضوان ہو گیا واہ کیا سبز بکا باغِ ایمان ہو گیا صفیہ فرط اس میرا نرگس منان ہو گیا یا جس کو چے میں جانکا گلستان ہو گیا آب زمزم مجھ کو گویا آبِ حیات ہو گیا دہرین ہر مورچہ شکل سلیمان ہو گیا اشرف المخلوق جسے نام انسان ہو گیا سوز الفت تبر او کے حق میں دریا ہو گیا نفس سرکش پر اگر غالب سلیمان ہو گیا رتبہ یوں اگلے کتبہ کا پیش قرآن ہو گیا</p>	<p>رنگِ نعت مصطفیٰ جدم مایان ہو گیا نیرے غم میں جو مثالِ برگریان ہو گیا شوقِ دیدارِ بے حجبِ رقص کرنے لگا دیکھ کر رفا حضرت اہل شرب بول اٹھا کب سے میں بائی ہے سیر مردہ دل نے زندگی دوستِ دین بنی نے دی وہ مذر و منتر نوعِ انسان میں کیا خلاق نے بنایا بچائے ناجہنم سے مرضیانِ فرانی نخ گو با ہو گئی سب دشمنانِ دین پر مہر کے آگے نہیں جبرطرحِ انجم کی ضیا</p>
---	--

میں جو سلطانِ ریل کے در کا ہون ادنیٰ گدا

بادشاہ تخلص مجھ کو نشانیاں ہو گیا

یہ غزل شاعرۂ وائسباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح ہے مرا مرغِ نظر پر دانہ شمعِ طور کا

بہول جاتین حضرت موسیٰ بھی عالمِ طور کا  
صبحِ شرب میں ہے عالمِ مرہم کا خور کا

یابنی جلوہ دکھا دو عارضِ بر نور کا  
عاصیو در مان کرو تم جرم کے ناسور کا

<p>و اترہ ہر حرف کا حلقہ ہوشم حور کا          کہا نقد ہے تمہارے عشق کے مخمور کا          شہد کے طالب کو بجا ہے خطِ زبور کا          شہرہ دنیا میں ہے بے صورت ایک منصور کا          آئینہ کا غد ہو خامہ پائے بلور کا          کیون نہ دل اچلے خوشی سے خاطر بخور کا          میں موافق ہو نہیں سکتا ہوں اس دستور کا          عشق فرضی تو نمونہ ہے شبِ دیبور کا          ہے مرامِ غ نظر پر وانہ شمع طور کا          ہے مرامِ غ نظر پر وانہ شمع طور کا</p>	<p>وصف لکھتا ہوں بنی کے حُسن کا میں کیا عجب          سارے شیاروں کو قربان کیجئے اس مست پر          سنو قیثرب اور ہے خوفِ سفر کچھ اور ہے          راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہیں ہم          کیا مصطفیٰ مسجد نبوی ہے جس کے وصف کو          حشفاعت کی تہاری دہوم عشر میں مجھے          ساعر و شاعر فرضی عشق بازی چوڑ دو          عشق جو سچا ہے مثلِ روز روشن ہے عیا          دل ہے میرا عند لبِ گلشن تو حبِ حق          بعدِ بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے کیا</p>
--	---

آستانِ مصطفیٰ کا ہوں گدا ای بادشاہ

میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و غفور کا

یہ عنزل گلدستہ عروج خیال "مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طبع، علاج دردِ دل تم سے سیکھا ہو نہیں سکتا،

کبھی قطرہ کے منہ سے وصف دربا ہو نہیں سکتا  
 علاج دردِ دل تم سے سیکھا ہو نہیں سکتا  
 کرو تم لاکھ بھی سنت یہ اصلاً ہو نہیں سکتا  
 قسم حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہیں سکتا  
 بحرِ اللہ کے کوئی شناسا ہو نہیں سکتا  
 مدیہ سے کبھی فردوس اچھا ہو نہیں سکتا  
 تیغِ المذنبین کیا اپنا بلجا ہو نہیں سکتا

کسی سے وصف شاہِ انبیا کا ہو نہیں سکتا  
 مریضِ عشق احمد ہوں معالج سے یہ کہہ دو گنگا  
 رخِ حضرت سے لائے شمسِ قمر شبِ کیونکر دو  
 تنِ اقدس پہ زیبا خلعتِ ختمِ رسالت سے  
 تمہارے قدر و عزت کا مدارج کا مراتب کا  
 یہاں محبوب حق ہے اور وہاں سحر و غلاباں  
 دلانے خوف کیوں ہو دغ و غم روزِ محشر کا

<p>سون پر سب دار ہیں من فدائے ہمیں          بنی کے عاشقوں سے قسین مسر ہو یہ بچا ہے          ملا۔۔۔ ناک مہری بعد مردن ناک طبع ہے</p>	<p>کسی کا میرے دل پر کچھ جا رہا ہوں نہیں سکتا          خذف پارہ کسی دن دُرِ کیتا ہوں نہیں سکتا          صبا کیا بچھ سے اتنا کام میرا ہوں نہیں سکتا</p>
<p>ہے انکی یک نگاہ لطف کاں پاؤں شہ مجھ کو          جوادنی اتنی ہوں کہا بن اعلیٰ ہوں نہیں سکتا</p>	
<p>بہ غزل متاعہ ماس کیلے لکھ لکھی اور گلدستہ جو رشید مدراس بن طبع ہوئی</p>	
<p>مصرع طرح بیگانہ سے ہے جو ترا آشنا ہوا          مجھ سے فم جو وصف انبیا ہوا          یز تو فگن جو حشمت حبیب اہوا          ہر ایک حرف مابل صل علی ہوا          من دل سے آسمان بنی کا گلہ ہوا          دل مبرا گویا آئینہ جن کا ہوا          جامع ہے نہ جمع فضائل کا باہی          مام نہا باد شہر ہو کجا بجا ہوا          سہو۔ مانہ و سر زمین کوئی دوسرا ہوا          سہری نظر نے کر دیا دڑ کہ آفتاب          بگو۔ مانہ و سر زمین کوئی دوسرا ہوا          نیز کے سجا فیض ہدایت کا فضل          کرنا ہے قصہ طبرہ طیبہ جو میرا دل          رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا          اپنی خبر ہے مجھ کو نہ غیر و نہا ہے خیال          بیگانہ سے ہے جو ترا آشنا ہوا</p>	
<p>بہشتِ خدائین جاوگنا محشرین بادشاہ          نعتِ بنی کا ہاتھ من دست لیا ہوا</p>	
<p>مدرجہ ذیل عزیزین گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں</p>	
<p>مصرع طرح ایک شل ہدم کر پہلو سے کیا جاتا رہا</p>	
<p>بحرِ احمدین نہ پوچھو مجھ سے کہا جاتا رہا          وائے ماکامی پٹے بن ہندین مایوس ہم</p>	<p>صبر و استقلال کا ہی حوصلہ جاتا رہا          سوئے طیبہ قافلہ برد قافلہ جاتا رہا</p>

عشق احمد نے مثلاً بدل سے میرے عشق غیر  
 لے گیا وہ سا اٹھ اپنے رحمت و صبر و قہر  
 محبت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی  
 ہم مدینہ تر گئے لیکن نہ اس جا مرے  
 لطف شوق و دین ہے آنکھ میری مبتلا  
 نرن سے تاغرب جب ڈکنا بجاوحید کا  
 کہے تھے روح الامین وقت وفات مصطفیٰ  
 جب آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہا

آشنا فایم رہا نا آشنا جاتا رہا  
 ایک دل بدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا  
 جس گلی جس رہ سے شاہ انسا جاتا رہا  
 ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا  
 دیکھنا روضہ کا وہ صبح و سا جاتا رہا  
 زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا  
 لطف اس دیا میں آنے کا جو تھا جاتا رہا  
 شوق اے رضوان مجھے فزوس کا جاتا رہا

سچی سچی مع گونی کا ہے چرچا بادشاہ

اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح "معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا"

دین تین ہے پہلا نزدیک دور تیرا  
 تیری بدلتیوں سے ہے تفتض ہریک  
 کفار و شرکین سب بچتا ینگے سر اسر  
 قدرت ہے وہ خدا کی فضل ہے خدا کا  
 فعلی رضائی قوی سنت کے ہیں جو پرو  
 ہن صاب تر متبشر نوریت اور بخیل  
 تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان ہے  
 ندانہ ہو جو تیرا مومن وہ کس طرح ہو  
 ہنا عرش لب ای موسیٰ موعج گاہ احمد  
 و وزخ سے توجہ اگر حبت ہمیں دکھائے

گوا ہے اے پیر ہر جا طہور تیرا  
 معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا  
 جاہ و شہم خود دیکھیں روز نشور تیرا  
 پائینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا  
 لطف و کرم نہیں بر ہو گا و فور تیرا  
 اور دے گیا ہے بیشک قرہ زیور تیرا  
 رتبہ رستم کروں کیا میں ای حضور تیرا  
 رکھتا ہے عشق دل میں ہریک ضرور تیرا  
 معراج گہ زمین پر ہفت اکوہ طور تیرا  
 ہو گا زہیرت دل نا صبور تیرا

ای بادشاہ تنفع محترمی ہے اپنا  
کہا غم ہے گر ہے مجرّم و قصور میرا

مصرع طرح ”کسی گردن کو جھکا تاہنیں جان تیرا“

<p>کون مدّاح نہیں صاحب ایمان تیرا کسی گردن کو جھکا تاہنیں جان تیرا عشق خود رکھنا ہے جب حضرت رحمان تیرا حدہیں میری کوئی اور نہ پایاں تیرا ہیک وسیلہ ہمیں بس دین کے سلطان تیرا فوقیت رکھتا ہے دارا یہ بھی دربان تیرا جسم نیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا آئینہ رہنا ہے ہر آئینہ حیران تیرا نور رکھنا تھا جہیں ہر کہنگار تیرا نور سے کسکے تھا عارض یہ و خشان تیرا یا بنی تجھ پہ ہر رکاب و صف ہے نازان تیرا ہو مبارک تجھے رضوانِ یگستان تیرا</p>	<p>یا بنی کے نہیں دل میں ہے ارمان سفر بازی ہے ہر بیت سے ترے عالم کو کون ہوں کہا ہوں کروں عشق کا دعویٰ کوئی حمد سے نفع یہی کہتی رہی صبح و مسا عاصبانِ حشر میں لون تجھ کو پکارا دھینگے کشتراں اسکی ہے کبوتری سے اگر نسبت دونا وقف سب کچھ ہے بہ تیرے لئے اے عشقِ بنی کہوں سکندر بھی نہ شذر ہوائے رح سے مصر میں اسلئے کھلا یا عرعر عالم نا گلزار پہلا کیوں نہوای ابراہیم محر کرتے ہیں رسلِ فداں معلنیٰ پر تے بلبل باغِ مدینہ ہوں مجھے کیا پروا</p>
--	--

بادشاہ کو نہیں کوئی میں کچھ خوف و ہراس

حشر میں ہاتھ مارا اور ہے دامان تیرا

مصرع طرح ”ترہتا ہے دلِ شاہ کیا کیا“

<p>ترہتا ہے دلِ شاہ کیا کیا ہمے دوزخ سے ہم آزا کیا کیا مٹا یا کفر اور الحاد کیا کیا</p>	<p>مدنہ کی ہے مجھ کو یاد کیا کیا ہے تیری حشر میں امداد کیا کیا مناوی تو نے کی نوحیہ کی جب</p>
---	---

<p>بدلت سے ہو معمور عالم          بہار وحدت حق کا ہے جلوہ          لکھا ہے مین نے وصف چہم سرور          ہزاروں سیکڑوں بہت مین تیرے          بنوت کو ہے جن و ملک مین          طپان ہوں غمزدہ ہوں مضطرب ہوں          دوبارہ جا کے جب پھنچوں مدینہ</p>	<p>ضلالت ہو گئی برباد کبا کبا          ہے پھولا گلشن ایجا د کبا کبا          ہے اسناد و کٹا اس جرسا د کبا کبا          ہوے قطاب او او نا د کبا کبا          معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا          تری فوقت کی ہے بیدا کبا کبا          کر دنگا مالہ و سر یاد کیا کیا</p>
---	--

مین تلح نی ہوں بادشاہ آج  
 ملیگی شاعرون سے داد کبا کیا

مصرع طرح ”یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال مار ہوتا“

<p>تری روضہ پرد و مارہ جو مر اتر ہوتا          مین مدینہ جا کے آبا مراد عسا نہ پایا          نری و بد خواب مین بھی نہوی مجھے سر          کبا خانم الرسالت تجھے خالق جہان لے          کبھی سنا کار ہوتی نہ خدا کی یہ خدا کی          مری آنکھ کیوں نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر          مین درود پڑھے ہر دم ترا نام لے رہا ہوں          تری بھجری مصیبت نہ اگر مجھے ستانی          مجھے ہو یقین اس دم ترے در پہ ہو رسانی          دم گریہ وصف کرتا جو ترا لے بحر خوبی          تری یک نظر جو پڑتی لے سماں لطف رحمت</p>	<p>مری جان صدقے ہوئی مرادل تار ہوتا          نہ نچھے یہ نصیب میرے کہ وہاں مزار ہوتا          مرا بخت خفہ شا بدین ہوشیار ہوتا          تو بنی جہان مین کیونکر کوئی زنبہار ہوتا          نہ ترا وجود اظہر اگر آشکار ہوتا          ترے گور کا مہر جو مجھے غبار ہوتا          یہ لحاظ مین نہ کرتا تو قصور وار ہوتا          کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو میقرار ہوتا          مری زبست کا اگر کچھ مجھے استبار ہوتا          مرا اشک قطرہ قطرہ دُر شا ہوار ہوتا          مرا گلشن مقاصد ابھی پر ہبار ہوتا</p>
---	--



نہ رہے اگر وہاں تو مجھے حلد ہے بیابان  
گل رہا ہر ایک۔ ہاں کامرے حق میں خار ہوتا

یہی خرابادستہ کو دم باز پرس لب نہا  
نرے حادین میں تباہا جو مراشتہ ہوتا

بہ منزل مجلس شاعرہ مکہ معظمہ میں بڑی گلی اور اخبار "خبر دکن" مدراس میں شایع ہوئی

مصرع طے "لینا تہا دل بہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا"

<p>جلوہ ہے داعِ دین مرے آفتاب کا آنسو کو میرے آج ہے ربہ گلاب کا عالم ہے منکروں کے دلوں پر کباب کا میں ہوں غلامِ تنافع یوم الحساب کا ڈکنا بجا ہے دین کے جب رعبِ داب کا ہجرِ بنی میں ہے وہ سمانِ اضطراب کا وہ اور بونگے خوف ہو چکو عذاب کا افنی سایہ اشر تھا بنی کے لعاب کا ہے زندگی ہماری نمونہ حباب کا لینا تہا دل بہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا</p>	<p>ہوں بیعتِ نقائے رسالت مآب کا یاد آ رہا ہے وہ گلِ عارضِ جناب کا نشہ ہے مجھ کو عینِ بنی کے شراب کا جرم و گناہ میرے بہلا کس حساب میں نوبتِ زوال کفر کی پہنچی کہاں کہاں یہ مآب پارہ پارہ ہو غیر سے کیا عجب ہم کسکے امنی ہیں ہی و وزخ رنہ کر شہرین ہوا ہے چاہ افس کا وہ آبِ نہر افس بھر جس میں حین ہیں ہی حرم کسے بغضِ بدرِ نبی نہیں دل لگی نری</p>
--	---

ملہ میں آئین اوکھیں شوخیہ غزل

ای یادشاہ کام نہیں پڑا بکا

مذربہ ذیل غزلن گلستہ غزوحِ میاں مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طے "حضرتِ دل بھر بکا کیا رنگ دکھلائیے آپ"

رشتکاری بہت عاصی کو دلوایئے آپ  
گر نہ ہوں ہمراہِ جنت میں کب جائیئے آپ

اللہ اللہ حضرت بن سنان سے آئیئے آپ  
کیسی بھاری لوارش کسقا بہت پہ سے

نور کے لیا طیق وقت ولادت سب ملک  
خوش نفسی پر حری کیا اس سے بڑھ کر خوش ہو  
جب مدینہ میں تھا بچہ جو شش اظہار طرب  
بگیاں حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی  
کس کو تھا معلوم یوں ہوگی ضلالت کا عدم  
یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا سلام  
ریشک رخ سے آپ کے خورشید ہوگا زرد رو  
جو مصدق آپ کے ہیں خوش رہینگے حشر میں

کہے تھے اس دہریں نسر فیاب لائینگے آپ  
گرد و بارہ پھر مجھے نربین بلوائینگے آپ  
حضرت دل بھر میں کبارنگ دکھائینگے آپ  
گو یا فرمان الہی ہے جو فرمائینگے آپ  
اور یوں نور ہدایت بنا چکا نینگے آپ  
خاک کو میرے مدیے میں جو بھینچینگے آپ  
پارہ بارہ ہر قمرنگی جو بتلائیگی آپ  
جو کذب ہیں وہ دل ہی دل میں پختا نینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری  
مجھ سے ای رنگین مرزا جو طوف کیا پائینگے آپ

مصرع طبع تب سے پھلو میں ہے وہ رشک قمر آجکی رات

شب معراج ہے اہل نظر آجکی رات  
پردہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے  
کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امن  
سبز گون کیوں نہوں انجم بھی کہتا ہے رواق  
میک تجلی سے او دہر طور یہ بچو دتھے کلیم  
خلق کین خالق عالم نے بہت سی راہیں  
حورین جنت میں فلک پر یہ ملک کہتے ہیں  
قاب قوسین او اونی کا جو کچھ تھا مضموم  
نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو  
نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ

کشف رحمت چھٹا ہے اثر آجکی رات  
ہو مبارک اے مسافر سیفر آجکی رات  
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات  
پشت پر میرے ہے یک شک قمر آجکی رات  
ہم کلامی ہوئی خالق سے او ہر آجکی رات  
رکھتی ہے نہیں مگر شان و گھر آجکی رات  
صدقے تم پر ہیں دل و جان جو گزر آجکی رات  
ہے مکمل اے شہنشاہ و بشر آجکی رات  
تم نے پایا ہے جو کچھ غرضت آجکی رات  
اہل دوزخ کی سہلی تم نے خبر آجکی رات

طاعت حق میں ہیں تاہم سحر آجکی رات  
صدف ماہ جب بن ہے گہرا آجکی رات

بہت خوشنم ہے جب کی یہ مبارک تاریخ  
قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہر

یا دوشمہ پاؤ گے کس طرح بہ اکل کے ان  
نحوہ غفلت میں اگر ہوگی بسر آجکی رات

مصرع طبع اسے دل میں تو وقت ہے بہت نہ ہاراج

میرا دین ہے سہری زبان پر تار آج  
صل علیٰ کی کبوں ہنہو ہر جا پکار آج  
اے دل میں تو وقت ہی بہت نہ ہار آج  
کیا خوشنما ہے میرے چین کی بہار آج  
مہر قصور کا میں نہیں خواہ سنگار آج  
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج  
صدقے مے سخن پہ ہے شک تار آج  
تیرے سوا ہے کون ہین غمگسار آج  
عد سے گز گیا ہے مرا انتظار آج  
شاعر میں یوں جہاں میں ہزاروں ہزار آج

کس کا ہے نام و روزبان بار بار آج  
نعت نبیؐ ہے میرا دار و مدار آج  
اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے  
سب نہ ہے میرا بحر پیر سے داغ داغ  
جنت میں بھی کہو نگا تری دید بس مجھے  
با صدق دل غلام شہ انبیاء ہوں میں  
لکھتا ہوں وصفہ بہت گیسوئے مصطفیٰ  
ہمت یہی ہوگی قیامت میں یا نبیؐ  
کیا جانوں میں کہ کب سے مدینہ کا بھرہم  
تقدیر اہل فہم کی نہیں قلیل سے

مداح مصطفیٰ ہوں مخلص ہے بادشاہ  
غیروں کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

کل نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد  
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد  
بس ہے اس شمع کی مرقعین ضبا میرے بعد

سُوق دیدار نبیؐ ساتھ رہا میرے بعد  
لطف کچھ مدح نبیؐ کا نہ ملا میرے بعد  
بابی داغ محبت ترا لیب تا ہوں

دست و پا میرے گناہوں کی گواہی دینگے  
کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا دو چھوڑ  
بھی دو چھوڑتا رہے لئے میں جہل سنیں  
نیک اعمال فقط حشر میں کام آئیں گے  
خاک کو میرے ذرا خاک مایہ میں ملا  
میں اٹھوں حشر میں عتاف غمی کے صف میں  
آہ کس درد سے فرمائیں گے ستر میں بی

یہی دشمن ہیں میرے روز جزا میرے بعد  
ایک قرآن و گمراہ آل عبا میرے بعد  
یہی دکھلائیں بہمن راہ ہر امیر کے بعد  
ہیں عبت قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد  
اتنا احسان کراے باد صبا میرے بعد  
سہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد  
میری امت تیرا کیا حال ہو امیر کے بعد

بادِ شتم نہ کرے کہ اگر نہیں اب قدر سخن  
خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

بطلم حلیہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی۔

میلادِ مصطفیٰ کی ہے کہا بہارِ بد  
یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا  
یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو ہی ہے طرب  
اس عید کے تھے فرودِ رسان لکھنؤ انب  
اس عید کی نو دہم ہوتا کم ہے نہ میں  
قربان اسچہ کہوں نہ یہ حیرانہ کی مدام  
توحید بھلی کھڑی ہو اس ت یا کمال  
جسدِ رسول پاک کا دنیا میں ہو مظهر  
جنس ہوئی عمارت کسہ دین بیک  
آئندہ محسوس کافی الفوج بچہ گیا  
سب ہونوں کی آنکھ ہے رگس کی طرح وا

بہ عید وہ ہے جبہ فداہین ہزار عید  
یہ عید وہ ہے جس سے ہوں بیتا عید  
یہ عید وہ ہے فخرِ روزگار عید  
بلاؤ اس سے اور کوئی بادِ فار عید  
ملک عرب میں ہے یہی بافتخار عید  
عبا الفطر کو کرتی ہے نہ شرمسار عید  
یہ عید ہے ہمارے لئے اسوار عید  
اسدن کی کیوں مایں نہ ہم شاز عید  
کیا بہر کفر تھی نہ نزل تعار عید  
تھی گویا ابر حمت یرو روگار عید  
یوں تیرا سال بھر ہے ہین انتظار عید

نظارہ تیرا کرتا ہے میل و نہار عید  
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید  
کل حشر میں ہماری ہے بے غمگار عید  
ہم سے بس ان امور کی ہر خوشگوار عید  
کرتی نہیں ہے اسکی طلب زینہا عید  
کرنے میں آج تیری خوشی بار بار عید  
اکسوں ہر را مکہ گفت نیامد بکار عید

عینک لگا کے پیر فلک مہر و ماہ کی  
بیشک دل اسکا حب بنی سے بعید ہے  
جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی  
کہا میں کھلائیں دلوں دلائیں خوشی کرین  
از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو  
حورین جنان میں ارض پہ ہم چرخ پر فلک  
داریم مار طرز حیا لات اوچہ کار

ہر وقت لفظ عبد زما نبر ہے بادشاہ

میری زبان کو کیوں نکرے مشکبار عید

یہ نظم بھی اسی جگہ کیلئے لکھی گئی

کیا خوشی لاتی ہے عید المیلاد  
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد  
تبراشیدائی ہے عید المیلاد  
نوںے جو پائی ہے عید المیلاد  
دل تنائی ہے عید المیلاد  
آج اترائی ہے عید المیلاد  
محفل آرائی ہے عید المیلاد  
تیری زیبائی ہے عید المیلاد  
تم نے دکھلائی ہے عید المیلاد  
وقف گویائی ہے عید المیلاد

مرحبا آئی ہے عید المیلاد  
سرور ہر دوہان کی بچہ بن  
دل میں جسکے ہے بنی کی الفت  
پاؤں کس عبد نے عرت ایسی  
جان معمور ہے الفت سے ترے  
دیکھ کر اپنے طلبگاروں کو  
آج کسستان سے اس جا پہ تری  
کھب گئی آج نظر میں سب کے  
خوب اے تنظیمیں مجلس  
نعت میں آج زبان ہر یک کی

بادشاہ غل بھی ہر جا ہے بسا

آئی ہے آن ہے سید المسیحا

ابو عیسیٰ مسیح عید المسیحا

مرزا خورشید عید المسیحا	کہا خوش انور ہے سید المسیحا
امن ہم دنیا حبیب حق کے	ہم کہ نبو ہے عید المسیحا
یہ ہر ایک حید کی بریک کو طلب	ہم کو مطلوب ہے عید المسیحا
بانی نیکو ہے الفت سری	اسکو مرغ ہے عید المسیحا
جسکو الفت بہن ہاں اسکے لئے	حت معیوب ہے عید المسیحا
ہم کسی کے بن غلاموں کی غلام	جس سے مشو ہے عید المسیحا
سب پر غالب ہے تو جب سے ہر عید	آج مغلوب ہے عید المسیحا
نزد حق تو ہیں غفلت ایام	انین محو ہے عید المسیحا

بادشہ کے ہے ہی ورد زبان  
خوب ہے عید المسیحا

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام ”رحمتہ العالین“ ہے

کیا نہ میلاد آما صورت باد ہزار	چنچہ تائے دل ہمارے ہیں شگفتہ بار بار
ہم ہی ہیں ہر رنگ سخن اپنے بنی کے مدح خون	ارعین ہیں بلبلون کے جب طرح ہے ہزار
مثل سنبل غنہ بریشان ہم اسی مد کیلئے	آمد آمد کا تھا اسکے سہل رنگس انتظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ بہین آگیا	اللہ اللہ جب حوا بیدہ ہوا پھر ہوشیار
بہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی	یہ خوشی وہ ہے اترا سکا ہے نار و زشمار
اس خوشی سے واقعی حالی نہ رہنا جاہئے	کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہنی ہن حورین خلدین	چرخ بر صلی علی کی ہے ملا یک بین پکار
وہ بنی ابیدہ کیا جس کے لئے حلائی نے	مہر و مہ ارض و سما جن و بشر تیل و نہار

وہ سی! جسہر نبوت اور رسالت ختم ہے  
وہ سی! اکھرو ضلالت کو کیا جس لے تباہ  
وہ ہی! در کا گدا جسکے ہے سلطانِ من  
وہ بنی! بل بن زمین سے لامکان مکھو گیا  
وہ بنی! کھار ہی قابل نھے جسکے علم کے  
وہ بنی! جسکے مضایل کی نہیں کچھ انتہا  
وہ بنی! انگلی سے جسکے ہو گیا ستق القمر  
وہ بنی! بہر سفاغت جب ربان اسکی کھلے  
وہ ہی! جسکے نن افدس کو سایہ ہی نتہا  
وہ بنی! دیا من جس نے بہر سربائی فوج  
وہ بنی! جہر نبوت جسکے پشت پاک پر  
وہ بنی! احس راہ جس کو چے سے کرتا نہا گزر  
وہ بنی! جسکی نظر تہی دور و نزدیک ایکسان  
وہ بنی! جسکا پسینہ نہا معطر سربس  
دوستو مطلوب کل عالم کو ہے حقکی رضا  
وہ بنی! جسکا محمد مصطفیٰ ہے پاک نام  
یہ جہی دن ہن کہ وہ پیدا ہوا اس دہر من  
کسکے اس دن کے فضیلت کا نہیں اعتراف  
یا اتہی تو فضل اس دن کے ہم بر جسم کر  
صدق دے خلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ  
مین سے اس دن کے ہمے دور کہ بغض و نفاق

سل اسکے کب ہو اکوئی نہ ہو گکار بھار  
کرد با بر پا علم تو حسد حق کا اسوار  
سب سلاطین کو گدائی ہے جسکے افتخار  
قاب نو سین کا ملاج کو وہاں عرو و قار  
جسکے ہنا خلق و لواصع کا سنجہ رورگار  
وہ بنی! جسکے خصائص کا بہن حد و شمار  
عالم علوی پہ جو اپنا دکھانا اختیار  
کمون نہون لاکھون گنہگار ان ہمت رسکار  
تہا سراطہر پہ جسکے ابر دایم سادہ دار  
انگلیوں سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار  
صاف تر موجود نھی کا نشس فی النصف الدہار  
وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تہی یکسر مشکبار  
پیش و پس کا حال کسان دیکھنے ہے آشکار  
وہ بنی! ان پر گس بیٹھی نہ جسکے زینہار  
لیک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار  
رحمتہ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار  
ان دنون ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار  
اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار  
ہمکو ہر مقصد میں کیجے کامیاب و کامگار  
شرع کے احکام پر ہن محصور می شعار  
اتفاق و یکدل دے ہم میں بارب پائیدار

ہوا اگر زائل عجب اسکا نہیں یہ رہنہ سار  
 اور کہلائے بہن سیکے امی ہم جاں سار  
 اپنی غفلت پر بہن ہوئے ہیں غلوں سر سار  
 آمین : آمین ! کہتے سارے سامعین نامدار  
 ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاسل پر مدار

من سے اس روز کے میری نصابت کا فور  
 قول فیل مصطفیٰ کی کچھ نہ رہا ہے سرودی  
 کبھی یہ غفلت ہماری اور کیسی کاہلی  
 با آہی اس دُعا کو دیکھئے فشر قبول  
 کوئی جدت ہے نہ زنجینی نہ اغراق و غلو

مرح خواں کس کا ہوں کیا علم ہے مجھ کو بادشاہ

میری محنت کا صلہ دینگا مجھے پردہ دگار

سرد جہ ذیل غزلن گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرعہ طرح ”ب پچنائیگا اے سیو فاجیہ سے جدا ہو کر“

مرا ہر ایک سخن چمکیگا دڑے بہا ہو کر  
 یقین ہے سوق بھر لجاوے مجھ کو رہا ہو کر  
 عجب کس طرح جا بیٹھے وہاں باد صبا ہو کر  
 ہوا مفضول بہتہ سا کون ختم الا ننب ہو کر  
 گدا اور آگ کا پل من نو غرسن علا ہو کر  
 رہوں نامرگ بارب محوش مصطفیٰ ہو کر  
 ایک پڑتی ہن میرے ہنک عطر موتیا ہو کر  
 علا ہے آب زمزم کیا اہن آب بقا ہو کر  
 کھڑن بسب سبکڑوں عاصی کر زیر لو ہو کر  
 ہزاروں جا بیٹھے جست کو دوج سے رہا ہو کر  
 ہر ایک ذرہ درخشان ہے یہاں تہمتیں لٹکی ہو کر  
 بھلا کیا ماؤ گے عشق بتان میں مبتلا ہو کر

رہوں بین بونعت مصطفیٰ سے آشنا ہو کر  
 پڑا ہوں ہندین اب بن مدینہ سے جدا ہو کر  
 خیال گشتن تہرب رہگا بعد مردوں بھی  
 ترا عز و سرف کس سے بیان ہو بارسل اللہ  
 شب معراج پایا تو نے ربہ قاب قوسین کا  
 اسی کا دیہان ہوں بن اسیکا کر ہوس پر  
 تصور میں گل رسا حضرت کے جر و زما ہوں  
 تن مردہ بن مشتاقان حج کے جان آئی ہو  
 سما اس وقت محشر میں رہیگا دبد کے قابل  
 تنہا امت کیلئے مک جس لب سری کافی ہے  
 جہاں بن ترے الواد ہدایت میں عجب پھیلے  
 کرو سچی محبت ساع و نافع ہو تم کو



خطاب بادشاہ تہہ زور ہے میرا جو عالم میں  
شرف پایا یہ میں نے کوئے احمد کا گد اہوگر

مصرع طبع ”ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر“

و اغمائے عشق پیغمبرین قلب زار پر  
شفیقتہ ہوں دل سے سن احمد مختار پر  
داغائے دل و دہر کھین ادھن تنکبار  
جا پھینکتا اور کے طیبہ میں پیمبر کے حضور  
شربت دیدار پلوادو مسیحائی کرو  
شوق سے جب یا محمد کا کروں غریب بند  
ملک شرب میں اگر آئے مجھے خواب جل  
دوست اور دشمن پتی یکساں تو جبر کی نظر  
فرج بشیدی کو کیا بھین غلامان نبی  
وصف ہے توحید کا شاہان اگر حق کبے

ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر  
کب نظر سیری پڑ گئی کسی دلدار پر  
سچ تو ہے بارش ہی ہونی چاہئے گلزار پر  
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر  
یا نبی کیجے کرم اس بھگت بھار پر  
زلزلہ ڈالوں زمین پر دشت پر بھار پر  
میں کرو گناہا زانے طالع بیدار پر  
لطف نہایت برابر بار پر اغیار پر  
شوکت دار خدا ہے آپ کے و بار پر  
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کما زور کی حاجت بادشاہ  
سادگی کو غنیمت بالکل مرے اشعار پر

مصرع طبع ”یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل“

زبان نعت کے ہے سنانے کے قابل  
بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے  
شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ  
بنوت ہوئی ختم اب مثل تیسرے  
پس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی

ہے دل انہی قربان جانے کے قابل  
ہے یہ کون بچھسا بنانے کے قابل  
خدا کو ہیں کیا سمجھ دکھانے کے قابل  
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل  
مقط تو ہی تھا اسکے پانے کے قابل

نہو تا جو غیر دل کو ممنوع سجدہ  
عجبت و نینداری کا دعویٰ ہے سب کو  
نثران اسکو برباد کر دیگی یک دل  
جنا دو کوئی جا کے سب بلبلوں کو  
تم اے شاعر و عشق فرضی کو چہ وڑو  
زار و نہ تہا سہ چکانے کے قابل  
بہت کم بین ایک نہانے کے قابل  
یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل  
نہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل  
یہ ہرگز نہیں اس زمانے کے قابل

ضعیفی میں ہی بادشاہ غم یہی ہے  
ربا میں نہ تیرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح ”مجسمانہ دے زمانہ کو پرودگار دل“

عشق رسول پاک میں ہے بیعت ابد دل  
سر از سر میں یہ ہے میرا اشارہ دل  
لگتا نہیں ہے دل مرا جز نعت مصطفیٰ  
دنیا کی خواہشیں نہ مسخر کر بن اسے  
اعد اکو ہر دعا کے عوض تو نے دی دعا  
اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چیز کیا  
کیونکر ہوں منکر ان بنی سب سے بھر و برو  
معدوم نیکیاں ہیں ہجوم گناہ ہے  
محکم ہیں جو عشق خدا و رسول میں  
ہر آن تیرے شوق زیارت میں یا نبی  
ہے شک لالہ زار مرا پڑ بہار دل  
کعبہ سے عرش سے ہر فردن با وقار دل  
صحتے ہوں بیگ دل پہ نہ کیوں شیار دل  
بہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل  
اگر دے ترا وہ عطف و شعار دل  
امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل  
مبدان عشق میں ہے تہا ہوا ر دل  
کہا لیکے جاؤں ہش خدا شرمسار دل  
دہونڈیں تو اب سے سو میں طینگے دو چار دل  
سیما کے طرح ہے مرا بقرار دل

بکسان فراق و وصل میں مضطر ہے بادشاہ

مجسمانہ دے زمانہ کو پرودگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید الیلا ۱۳۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہیں کدھر آج محبتان ربیع الاول خبر و برکت ہے جلو میں تو سعادت ترین بہر نئے سرے لگی آنے بہار عشرت بہر لگے ہوئے کو مولود کے جسے ہر جا نہ نظارہ ہے بہر ویدہ اکہم سے فلک زنک و لوکل کو زلسل کو مہل لگی ہے سے زبہ جلوہ آئیام لہور احمد کیسی نعمت عمدہ ہوئی حاصل ہم کو ساری تاریخوں میں ہے بارہویں تاریخ ہی یہ وہ تاریخ ہے بہار ہوئے سر و جسمین یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہاں کو جس سے سال بہر میں فقط یکبار ہے جلوہ دکا ہم کو کیا کام ہے گلہائے جان سے بونا دل میں بستے ہے ہم پر کی محبت شکم ختم کیا سر پہ تعظیم فلک نے اپنا حورین جنت میں نکاح چرخ پہ یوں کھنچیں	دل جان کیجے مر بان ربیع الاول آیا کس شان سے یہاں ربیع الاول پہر ہوا تازہ گستان ربیع الاول بہر ہوئے جمع نسا خان ربیع الاول بہر منور ہیں چراغان ربیع الاول ہم نوہن رزمہ سجان ربیع الاول اے خوشادورہ دوران ربیع الاول خسرت تک ہم ہے احسان ربیع الاول گو یا حبیب ہیں وہ جان ربیع الاول ہے ہی مرکز فیضان ربیع الاول پانی اس مے شان ربیع الاول بورے کھا کھینکے امان ربیع الاول بس میں بخشہ د امان ربیع الاول ہیں وہی رتہ شانسان ربیع الاول دیکھ کر رفت ایوان ربیع الاول ہم میں سب حلقہ بگوشان ربیع الاول
---	---

رہے طالع کہ ہوا باد شہد ہمچہ دران

داخل مدح سرا بان ربیع الاول

یہ غزل گلدستہ غوج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرعہ طبع "یک تماشائے جانتے ہیں تیرے ترسانیکو ہم"

ایک تماشائے جانتے ہیں تیرے ترسانے کو ہم

سوئے طیبہ ای فلک میں پہر سفر جانے کہ ہم

دہر میں آئے نہ عشق بنی کہا نے کو ہم  
 رکھتے ہیں سینے میں اپنے سکھائے داغِ عشق  
 دل میں عشقِ مصطفیٰ ہے کبھی اچھا دلِ غم  
 ہتی یہی حسرت ترے شمعِ حزارِ پاک پر  
 خبرت کا لقب بھلو ہے اے حیرانِ رتی  
 تو شفیع المدین ہے ہم ہیں عاصیِ برخطا  
 یروی کرنے ہمن کچھ سرے قول و فعل کی  
 آفرین ہے جوشِ برحمت پہ اس کے مرجا  
 ہم مدبر نہ ہو گئے لیکن نہ اس کا مر مٹے

خدا میں جانے کو ہم ہیں نعمیں بالے کو ہم  
 نذرِ دربارِ بنی میں ساتھ لیجا نے کو ہم  
 کس طرح کعبے میں رکھیں آہِ بنجا نے کو ہم  
 کاش کر دینے بعدِ فی دلاکے پروا نے کو ہم  
 خوش نصیبی برس ہیں اپنے خوب اترانے کو ہم  
 حررے کس کو سنا تین اپنے فسانے کو ہم  
 کہا نقطہ ہیں اہنی دنیا میں کہلانے کو ہم  
 رہے دانا جانے ہیں تیرے دیوانے کو ہم  
 عمر بہر تقدیر پر ہیں اپنے بچتا نے کو ہم

بادشاہ عاجز نہ کرنا کر بصارت کا فتور

بچے بہت رنگِ سخن عالم میں دکھلانے کو ہم

بہ غزلِ مشاعرہ و امناٹھی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرحِ نگشتہ یاس ہوں مقبول تھا ہونین

موج ہوں سیل ہوں قلزم ہوں نہ دریا ہوں  
 طالبِ دید ہوں شاق ہوں شیدا ہوں نین  
 روضہ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہوں  
 دستِ چپے ذرا دیکھتے بترب کی بہار  
 قابِ فوسین کے اسرار کہوں میں کیونکر  
 کہا حالِ نیکی تو لے آتشِ دوزخ مجھ کو  
 کہا خالق نے کہ سب چاہنے ہیں میری رضا  
 نہیں اسید فقط حشر میں ہے مجھ کو یقین

ہاں مگر طبعِ روانِ نعت میں رکھتا ہوں نین  
 ہوں فقط اپنے بنی کا نہ کسی کا ہوں نین  
 چشمِ بد و عجب مرتبہ رکھتا ہوں نین  
 تم نہ ہو جاؤ فدا اُسپہ تو جھوٹا ہوں نین  
 چھوٹا منہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہوں نین  
 پہلے تو غوریہ کر امتی کس کا ہوں نین  
 یا بنی تیری رضا چاہنے والا ہوں نین  
 باتِ نجائیگی کو لا کر بھی بگڑا ہوں نین

نظر آیا جو مدینہ کا چھ گورستان پیر و بارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر نہ رہی جگہ کسی تیغ و سنان کی منت لحدِ داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا	دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہو نہیں کشتہ یاس ہوں مقتولِ نمنا ہو نہیں کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہو نہیں کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہو نہیں
---	---

بادشاہ ہوں یں فقط ملک سخن کا اپنے  
نہ فریدوں نہ سکندر ہوں نہ دارا ہو نہیں

مدرجہ ذیل غزلین گلدستہ مدعرج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح ہنم او نکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرنے ہیں

ہنسی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہیں سطا کہا ہے خدا نے ہمیں رسولِ ایسا جوں ہے عنقِ پیہر کا مومنو ہم کو ہنسِ فلک پہ یہ پھرتے ہیں مہر و مد و نون ہمیں بقیں ہے کہ اعمال نیک عالم میں فرستو چوڑ دوہت میں ہوں محمد کے سلام جلد حضور نبی میں پہنچا دے نکالو فرضی محبت کو شاعر و دل سے گیا وہ اگلا زمانہ و شاعری بھی گئی سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان	چمن کو دین کے ہم بُر بہار کرتے ہیں کہ سپہ سارے سل افتخار کرتے ہیں ہم اپنا دین دل تار مار کر لے ہیں طوافِ روضہ کا با انکسار کرتے ہیں پیادہ جو ہے اسے نہ ہسوار کو نے ہیں ستار کیوں بجھے روز شمار کرتے ہیں نرا اسے باد صبا انتظار کرتے ہیں جو دیندار ہیں وہ اس سے عار کرتے ہیں ہر دم طرہ گو کیوں اختیار کرتے ہیں امور فرضی پہ کیوں انحصار کرتے ہیں
--	--

ای بادشاہِ سخن لطف طول گوئی میں

سخن کو اسلئے ہم انحصار کرتے ہیں

مصرع طرح ”فلک دیتا ہے جنکو عیش او نکو غم ہی ہوتے ہیں“

صف عساق پیغمبر میں داخل ہم بھی ہونے ہیں  
مدینہ کو گئے پھر آگئے ہم حیف - سچ ہے  
نہ جانِ خلدین ہر گز نہ ہو ہمراہ گرامت  
ادھر ہے عالم دیا اور دھر ہے عالم عقیقی  
ہنہیں ہے بک رسالت کا شرف ذاتِ محمدین  
ہے بہ حکمت حد کی بیروان ملت اسلام  
احادیثِ نبی بہر ہدایت ہی ہنہیں ہرگز  
وہی مومن آئین جو دل سے خدا ہیں نام حضرت پر  
ترا تہ ہے علی ای سرشک عشقِ مصطفوی  
یہ وہ دینِ نبی کی ہے صداقت و روبرو ہے

نقطہ مصطر ہیں دل چشم ہے ہم سہی ہوتے ہیں  
فلک دینا ہے جنگو عیش اونکا نہ ہی ہوتے ہیں  
بھلا روز جزا اسے کوئی جہم ہیں ہوتے ہیں  
یقین ہے بہرہ ورقم سے بدو عالم ہی ہوتے ہیں  
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہیں  
کسی حابر ز بادہ میں کسی جا کم ہی ہوتے ہیں  
نبی زخم دل عتیاں کے مرہم ہی ہوتے ہیں  
وہی احکام کے قبل من حکم ہی ہوتے ہیں  
کہاں تیسے بے باطل کرد و زمر م ہی ہوتے ہیں  
ہزاروں سرکش و معرور کے سرجم ہی ہوتے ہیں

جوستے ہیں کلام بادشہ وہ داد دیتے ہیں

۱۰۔ صانعِ دق کرتے ہیں خوش و خرم جس پر نے ہر پیر

مصنوع جلوبہ ہر ماں نگاہ میں اور زمین کا کچھ نہیں

خواہاں نہ فرضی جس کے فرضی بتان کے ہیں  
محشر میں وہ شفع تمام عام یہاں کے ہیں  
ہر ذرہ میں ظہور ہے اور رسول کا  
سب کچھ طفیلِ رحمت عالم کا بے عین  
ہلکویاں کے دلت و عزت سے کام کیا  
لعل و گہر جو اہر و رے سے ہیں بتمنی  
دل کو خیال اپنے بنی کا ہے ہر زمان  
طبیب کے مدح خوان سے نہو ہمہری کبھی

۱۰۱۔ اتمہم ازل سے سنہ آس و جان کے ہیں  
شہوار جمل عا جو - بے جا رنگوں کے ہیں  
جامے مری نگاہ میں کون، و مسکن کے ہیں  
دنیا میں جو مزے ہیں امن و امان کے ہیں  
عزت کے خواستہ نگار فقط ہم وہان کے ہیں  
الفاظِ نعینہ ہو ہمارے زبان کے ہیں  
اور شغفے زبان کہ آہ و فغان کے ہیں  
اسے دے دو جو صبح کنان تم خان کے ہیں

روح یہ گرمبان نوکسی اور کوتبا  
کہنے لگے ملک شب سراج یا حرا  
ہم امتی پیسہ آ خر زمان کے ہیں  
کیا کیا تو اضع آج نری یہاں کے ہیں

بلو الو پیر دوبارہ مدینہ میں یا بنی  
اران بہت یہ یاد شہ خستہ جان کے ہیں

مصرع طرح توہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

ہم عشق پیسیر کا اثر دیکھ رہے ہیں  
مرقد سے بہن خیر بشر دیکھ رہے ہیں  
روضہ پہ تصدق نہ ہونے ہیں ہمیشہ  
پر تو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا  
اے مصحف رخسار نبی میری بدولت  
امت میں ہیں ہم شافع محترنے وہ یا اور  
اللہ اے شادابی گلزار شریعت  
آتا ہے نظر جلوۂ نو حید الہی  
کہ صاحب زرعا نام حرمین ہوا ہے  
انسوس نہ کیوں فہم خلائق پہ ہو ہو  
بتیاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہیں  
وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں  
گردش میں جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہیں  
سنگریزوں کو ہم لعل و گہر دیکھ رہے ہیں  
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہیں  
جونا جہنم کا صحر دیکھ رہے ہیں  
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہیں  
ہم چشم بصیرت سے بدر دیکھ رہے ہیں  
بے زر کو گناہ بستہ کمر دیکھ رہے ہیں  
جب بے ہنری کی یہ ہنر دیکھ رہے ہیں

صد شکر ہے ہم یاد شہ ہجید ان کو  
مراح نبی شام و سحر دیکھ رہے ہیں

یہ نخل شاعرا مدراس کیلئے کہی گئی اور گلہ ستہ تھوڑے میں طبع ہی

مصرع طرح توہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہیں  
خالی کوئی زمین نہیں مجسرو بر نہیں  
دل میں اگر محبت حیر البشر نہیں  
است نبی کی ہکو بتاؤ کد ہر نہیں

<p>دنیا میں اس سفرِ مبارک نہ نہیں کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زہن ہادی نہیں رسول نہیں ڈاہر نہیں عظمت نہیں بجاہ نہیں ہے وقر نہیں جس جا پہ جبریل امین کا گزر نہیں محشر کا خوف کچھ نہیں دوزخ کا ڈر نہیں بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہیں جاتے ہیں سب او دہر کوئی آتا اوہر نہیں سر و چین کو دیکھے اس میں نمر نہیں دل میں بہت جوش زبان میں اثر نہیں عہدہ ترین لب نہر ہے وہی جسمیں شر نہیں گو تیرے نعمتوں کا الہی حصہ نہیں</p>	<p>نیرب کو حاوراہ میں کوئی خطر نہیں میں مالا مال دولت عشقِ نبی سے ہوں دونوں جہان میں تیرے طرح کوئی یا نہیں تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی پھنچا ہے تو وہاں شبِ معراج یا نہیں سُن سُن کے مژدہ تیرے شفاعت کا ہلکا ہوا شیطان کو کون نہ جنتِ دل سے نکال دوں دلچسپیاں ہیں ملکِ عدم کے عجیب نر آزاد جو ہیں دین سے کیا اونے نفع قوم کس منہ سے دعویٰ کیجئے اصلاحِ قوم کا نیت اگر ہو خبر کی ہر طرح خیر پائی ہے ہم نے نعمتِ اسلام عمدہ تر</p>
--	---

انہما کر کیا سناؤ گے پری میں بادِ شہ

وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں

بہ عنزل مشاعرہ دانسباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طح "نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

<p>گل افشاں ہے مری تقریر دیکھو ہماری خوبی لقتدیر دیکھو صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو ہنو باور تو اس کو پسیر دیکھو تم انکی شر میں تو قیر دیکھو</p>	<p>ریاضِ نعمت کی تا نیر دیکھو ہوے ہیں کس کے ہم ہمت بین پیدا نہیں لاتی ہے اب بوے مدینہ بہر ہے دل مرا عشقِ نبی سے یہاں کیا مدرِ عشاق ہی کی</p>
---	--



<p>بڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو دل کفار کو ہی تسیر دیکھو گناہوں کی اوہر تو فیر دیکھو یہ امت ہے برا زلف سیر دیکھو شر ہو قرآن اور نفسیر دیکھو عبت ہے آپ کی تحریر دیکھو نہ کہا وگے کبھی انجیر دیکھو ہین بنی کوئی مذہبیر دیکھو ہین بنی کوئی مذہبیر دیکھو</p>	<p>قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب نقط ایک جہنم مژگان حضرت نفاعت کی اوہر اسید ہم کو کرو رحم ہم پہ اسے عالم کے حمت محبو چوڑ دو جھوٹے منا نے ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور درخت سرو سے رہنا ز رہنا ز کہات طبع کی کہتی ہے ہم سے کرو کوشش مگر اب نہ کھٹے</p>	
	<p>مدینہ دیکھنے ای بادشاہ پھر نہین سی کوئی مذہبیر دیکھو</p>	
<p>مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ عروج خیال مدراس سبیلے لکھی گئیں۔</p>		
	<p>مصراع طرح چٹلیگی تیغ سر رہ ذرا سنہل کے چلو</p>	
<p>براہ نعت بنی ہے یہاں سنہل کے چلو عقاب حق ہو بہین گردراہل کے چلو جلو تو ساتھ مگر نوشتہ رعل کے چلو خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے ہل کے چلو طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کھل کے چلو دراہی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو ہو سو رعق بنی بن بکھل بکھل کے چلو</p>	<p>سنہو رو نہ کبھی بون چل چل کے چلو مدام ترع بنی پر دم رہے ثابت سفر ہے ملک بفا کا ہر ایک کو دریش نہین ہے خوب گناہوں کی یہ گرا بناری شفیع اپنا ہے محشر میں احمد مرسل نہین ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعت میں نی کے ہتی ہو کیکاف خیر جبار سے چہان میں نام مہار اہو شمع ساروشن</p>	

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکمان کر لو  
اجل یہ سر پہ کپڑی کہہ رہی ہے تمام و سحر  
ملال و حزن سے فردا زباۃ مل کے چلو  
چلیگی بیخ سر رہ در اسنبہل کے چلو

ای باؤ شاہ کھوسادہ سا، و غنم بنی  
کبھی نہ ملے رہی، شقیہ عمر کے چلو

امورِ طرح سے باوجود بیمار و نکو دم بہرہ کیے باؤ

بنی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ  
لکھا نعت بنی کا میں نے دفتر کھنے جاؤ  
کرم سے مت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ  
بہارِ روضۂ حضرت کے آگے خلد ہے کہا  
شب معراج حضرت سے یہی جہل کہتے تھے  
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے  
مبارک قبر سے اپنے نکل کر یا رسول اللہ  
بیچ الاوّل آیا غلغله صل علی کا ہے  
سمجھ لو شکر خوف الہی کی ہے فیروزی  
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے  
خدا کے پاں درج لینے برابر دیکھتے جاؤ  
قدسِ قدسان ہیں آج اسپر دیکھتے جاؤ  
میں کا جو بیمار و نکو دم بہرہ دیکھتے جاؤ  
رنگِ کوہی۔ ساری عمر کسر دیکھنے جاؤ  
تمہاری عظمت و شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ  
ہمارے کتب ان سب کا مقدر دیکھتے جاؤ  
اس امت کا تمہارے حال بدتر دیکھتے جاؤ  
سبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھتے جاؤ  
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھنے جاؤ  
لو کہلے جو خدا تم کو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھو گئے کیا عقد ثریا کو

ہمارے شاہد معنی کا زبور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح ہمیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو

خدا کی شان ہے تم بادقار کیسے ہو  
شفیع کون نیامت میں تمہارے سو  
جو خامنہ خدا ان نہ لائے ہو ستران  
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو  
گناہگار و گنہگار کیسے ہو  
رسول کیسے ہو تم نادرار کیسے ہو

تمہارے گیسو رخ پر فردا بن ہم دے  
خجل جوئے بن جوین تو سفلعل علان  
خدا کے بعد تو ہم سبے فضلِ دِ اعلیٰ  
تمہارا سرمہ ہمیں سرمہ جو اہر ہے  
نہ محو ہو گئے کبھی اے غنائے عشقِ بنی  
خجستہ حالِ امت کا یا بنی دیکھو  
بنی کے قول کی یار و نہو اگر تقلید  
نہ جو چھ کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو  
ہر ایک طرح سے تم طرحدار کیسے ہو  
میں کا بتاؤں کہ با افخار کیسے ہو  
نم اے، بندہ کے گرد و غبار کیسے ہو  
مکمل دل کے اسی لفظِ نیکار کیسے ہو  
دہر زار سے زبیر زار کیسے ہو  
بھرائے ہتی جان نثار کیسے ہو

خدا جو حیا ہے عجب کیا مدد بھیجے گئے  
ای بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے اجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

سُفیع المذنبن تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو  
خدا کے بعد فضل کوئی تہ میں نہیں تم سا  
خدا کی ہے قسم ہکو بنین طوفان کا خدشہ  
خدا کے گو کہ ہو بندے خداوندِ اپنے ہیں لیکن  
بنی کا عشق ہے ہکو بنی کے مدح خوان ہم ہیں  
نہیں ہو باعثِ عالم ہو غمِ خسرو بنی آدم  
اگر ہے دینِ مثلِ آسمان خورشیدِ تم اس کے  
خدا نے کیسے پیغمبر کے امت میں کیا دحل  
مقرب بارگاہِ ابردی میں کون ہے ایسا  
خدا کے اور بقا کے بہت ہے جو کوئی واقف ہے  
مریضیاں گنہ ہم ہیں دو اتم ہو شفا تم ہو  
صفت ہر ایک ہے تم میں سرا وارتنا تم ہو  
یقین ہے کتنی امت کے اپنے نا خدا تم ہو  
خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو  
عجب ہے شاعر و رضی ہون کے متبلا تم ہو  
نبیِ اعظم و اکرم رسولِ رہنما تم ہو  
ہمیں خورشید کو گردِ بن ہم اسکے ضیا تم ہو  
ای ہفت تک نہیں ہے حدِ حاجتِ رسا تم ہو  
جہاں میں جتنے مل آئے ادب کے سفیو اتم ہو  
وہ یہ کہتا ہے ہم عینِ فنا عینِ لبِ اتم ہو

اے انی میں در احمد کے لطف بارِ نثار ہے

ہزار ان شکر ہے ای بادشاہ اسکے گدا تم ہو

بہ نصیہ ایک دوست متوطن بکھور کے فرمائش سے لکھا گیا

خدا ہو کیون نہ دل تجھ پر ہمارا یا رسول اللہ  
تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حورو غلاما ہے  
رہیگا سرخ رو بینک وہی مومن قیامت میں  
جو کچھ ہے آرزو دل میں مدیہ کے سفر کی ہے  
عروج عظمت تو حید تہی منظور سرتاسر  
ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا  
سیندید تہی یکتائی تری کس درجہ خالق کو  
عبت ہیں یہ مری آنکھیں عبت میری بصارت

ہنیں تجھ سا کوئی خالق کا بیارا یا رسول اللہ  
ہمیں بس ہے ترے رخ کا نظار یا رسول اللہ  
ہے تیرے عشق کا جب کو سہارا یا رسول اللہ  
ہنیں ہے خواہش بلج و حبا را یا رسول اللہ  
جو تجھ پر حق نے قرآن کو اتارا یا رسول اللہ  
کر کے کیا ہکو دوزخ کا شہارا یا رسول اللہ  
نہ تھا سایہ کا ہونا ہی گوارا یا رسول اللہ  
نہ دیکھا آج تک روضہ تہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہنا ہے کلک بادشاہ ہر دم  
ہے نیری نعت کب لکھنے کا یا را یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول کے روضہ مطہر کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑھا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ  
کہاں ہوں کون ہوں کیا دیکھتا ہوں آج پہنچو سے  
بہار گنبد خضر کا نظارہ جو پایا ہوں  
نہ تھا میں بندہ نا چیز قابل ایسی نعمت کا  
ہنیں پہلا سنا تا ہوں خوشی سے اپنے جام میں  
ملا مک کر رہے ہیں در پہ تیرے جبہ و سائی  
ہے وارف مطرح سے تو خدا کی شان عظمت کا  
کمالات و فضائل جمع در سب انبیاء میں تھے

میر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ  
مجھے اس حوت بھبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ  
نہ کیوں ہو میری کشت قنوت یا رسول اللہ  
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ  
ملی ہے جیتے جی اب سیر حبت یا رسول اللہ  
بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ  
خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ  
ملی ان سب کی تمجید جامعین یا رسول اللہ

مہمان عالم و حق رزخ کبریٰ ہے نو بیشک  
کہوں کیا میں ہے تجہ منکشف حالت مری کیس  
ہوئی اسوں کچھ مجھے نہ باندی شریعت کی  
وہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت تھی گماہو  
سراپا مجرم و عاصی ہوں مادم ہوں ہنہان ہوں  
نری امت میں ہونیکا نہ کیونکر خسر ہو مجھکو  
شفیع المذنبین ہے رحمہم للعالمین ہے  
ترے اصحاب کے میرے مکرّم آل کے صف  
ربان کو کس لشکر ہے نری توصیف کا یا را

نری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ  
ہیں کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ  
نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ  
رہا کس درجہ مجھکو خواب غفلت یا رسول اللہ  
مگر ہوں داخل اوراد است یا رسول اللہ  
ہی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ  
گاہ لطف ہے نری کفایت یا رسول اللہ  
قبالت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ  
قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

اگر اہوں نیسے در کا پاؤں کہتے ہیں سب مجھکو  
میر کا فی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

صریح طرح بندہ پر دیکھی مجھ پر بھی عنایت ہو جائے

پہر دو مارہ مجھے تیر کی زبانت ہو جائے  
کسلے دیر ہے اب جلد قبالت ہو جائے  
جائیں ہم خلد میں کفایت ملین  
حھر کا لیکے لو احشر میں جب تو نکلے  
اٹک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل  
تیری شیریں سخن کی جو لکھوں میں توصیف  
گنج فارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے  
اگر مہنابت قدمی میری رضائے حق میں  
ایسی توصیف کے ہم ہو گئے نہ ہرگز قابل

اوج پر پہر جو مرا نیر قسمت ہو جائے  
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے  
غم او ہر انکو او ہر بھکوسرت ہو جائے  
انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو ہی حیرت ہو جائے  
کہا عجب کو تو تر و نسیم پہ سبقت ہو جائے  
میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے  
اگر تیر تری دیدار کی دولت ہو جائے  
جو نصیب ہو مرے واسطے رحمت ہو جائے  
یک سر مو جو جاہم سے شریعت ہو جائے

جو دین بیکت تو وہ بوسیدہ خیالات اپنے فرضی عشاق کو یارب یہ بہت ہو جائے

شاعری سے یہی مفصود ہے اسے تباہ دل  
بادشہ کی ترے مداحوں میں شہر ہو جائے

مصرع طرح بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے

خوش رسول پاک کا بیڑا اوٹھائے  
نام پایا دنداری میں اچھا اوٹھائے  
مقدم کی حرمت خالق منائیگی  
رغبت بہن ہے وہیں تنکو کھنکے وہ  
محسوس کیا جواب وہ دینگے جو کہے ہیں  
دل میں ہمارے گواہے یفش کا لجر  
ہم میں سار سبب ہی ہکو کیا ضرور  
آبا ہے جو کہ ہمدین دیکھ گیا وہ لمحہ  
وہ بار دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں  
خیرو کا عش اور ہے عشق نبی ہے اور

درب خدا کا اس سے نیچا اوٹھائے  
حلد برین کا لطف دو بالا اوٹھائے  
ایسا قدم جو سوتے مدینہ اوٹھائے  
بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے  
بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے  
کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائے  
رضی نبیوں کے نماز جو بجا اوٹھائے  
اس زندگی کا دل سے پہرہ اوٹھائے  
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائے  
کھو سنگر سیہ اور درگیتا اوٹھائے

مسطور کر سرت عقی ہے بادشاہ

بار ختم رسول ہمتہ اوٹھائے

مصرع طرح ستم سے باز آطالم قیامت ہونے والی ہے

ترے عشاق کی محشر میں عزت ہونے والی ہے  
نہ گہرا و گہرا، وہ نہیں اپنے ہمیں سے  
حیرت و ہیبت ہیں بیکے دل میں نور ایمان ہے  
سبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفتن ہے

انہیں حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے  
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے  
یعین کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے  
مبارک وہ زبان ہے جس سے حجت ہونیوالی ہے

<p>نہیں بکدن قیامت میں قیامت ہوئی ہوئی ہے  نہ دنیا میں نبوت اور رسالت ہوئی ہوئی ہے  زمین پر پانی تیری ولادت ہوئی ہوئی ہے  دوبارہ گردنہ کی زیارت ہوئی ہوئی ہے  ستم سے باز آطاہم قیامت ہوئی ہوئی ہے  مہذب سلسلے میں اس سے نفرت ہوئی ہوئی ہے</p>	<p>دُرُود اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر  کہا حق نے تو ختم المرسلین تک ہے میرے بعد  گھنڈ سوطت کا تھا گردن کو لیکن یہ نہ تھا سگوا  مزاحم ہو نہیں سکتے کبھی سباب دنیاوی  ہمیں اے نفس بدو نے ہی ڈالا قہرِ دولت بین  بتوں کے عشق کے اشار کا خواہاں نہیں کوئی</p>
<p>نہ چوڑ و نہ خنہ نہت بنی کا بادشہ ہرگز  طفیل اس کے رما اپنی طبیعت ہوئی ہوئی ہے</p>	
<p>مصرع طرح نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خجرے</p>	
<p>جہاں بھی غیر ممکن ہے عرض کو جسے جوہر سے  مری آنکھوں کو چسپی مدینہ کے ہے منظر سے  میں سجا ہوں تجھے سچی محبت ہے پیمبر سے  نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ عیسٰی سے  صفت زر کی اگر کچھ بچنا ہو لو چو زر گر سے  نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خجرے  بنالوں روشتائی میں نہ جتک شک و غمیر سے  جو پرکشش ہو عشق پوچھ لو تم اپنے اور سے  فردن رتبہ ہے اوکا آب زہرم آب کو تر سے  ذرا سا پانی تیرا اگر ابر کر م بر سے</p>	<p>مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمبر سے  نہیں مفسود جنت سے نہ جنت کے کسی گہر سے  مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے  ترے مستی الفت کو کچھ پروا نہیں ہرگز  بجز قلبِ سنو کب کوئی قدر سخن جانے  ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا  لکھوں کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا  نہ رو کو خلہ سے مجھ کو اپنی کامنی ہوں میں  غم بھرنی میں اشک جو بہتے ہیں آنکھوں سے  مری امید کی گیتی یہی سرسبز ہو جائے</p>
<p>نی کے آسان کی ہے گائی بادشہ جاہل  مجھے ہے برتری جمشید و ارا اور سکندر سے</p>	

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دل میں خیال بار باقی ہے

فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے  
فنا کے بعد بھی دل میں خیال بار باقی ہے  
زمین پر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے  
حال زلف حسرت اس میں جب ہر باقی ہے  
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے  
ابھی دل میں امید حیات غفار باقی ہے  
تری گردش بہ کبوں اسی مہرِ انوار باقی ہے  
مرے پہلو میں دل منہ میں بان بکار باقی ہے  
مدینہ کی دوبارہ حسرت و دبار باقی ہے  
نہ نوبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب نہ باقی ہو  
عجب کیا اگر صدامتل علی کی قبر سے نکلے  
بہارِ خلد پر رضوان بچھے یہ محض بیجا ہے  
دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز رشک و عنبر کا  
فنا ہو نیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں  
میں کہہ دو نگاہِ مشتون سے نہ لیجا و جہنم کو  
لصدف گر نہیں ہے نوبتی کی پاک زرب پر  
نبی کی وصف کا حق کب ہوا اور ادا مجھ سے  
خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی  
گناہوں پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس

رہو گے گرنہ تم باقی تو عزم کیا بادشاہ اسکا

جہاں میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرعہ طرح اس ایک جان پر مری لا کھول تم ہوئے

عاجز نام اہل قلم بک قلم ہو  
دنیا میں آخرت میں وہی محترم ہو  
محشر میں جب شفیع وہ شاہِ حم ہو  
کفار سرنگوں ہوئے بت مہند ہو  
اعدائے دین مہرِ خلق و کرم ہو  
تم کا سیاب ہو گئے محروم ہو  
روشن فقط نہ کشورِ عرب عجم ہو

اوصاف مصطفیٰ نہ کسی سے رقم ہو  
الف میں مصطفیٰ کے جو ثابت قدم ہو  
پیش کا خوف کیا ہمیں دوزخ کا کیا خطر  
برپا جو تو نے دینِ متین کا علم کیا  
خلقِ عظیم حق نے کہا شان میں تری  
کہد ویدانے جو رہ حقین ہوئے نثار  
تو حید حق سے ہو گیا پر نور یک جہاں



<p>نکاحِ حاشِ حرص و ہوا خواہشات بد ہم کیا سنائیں قومی منزل کی درستان سچا بھونچا چاہے سچا کلام اب</p>	<p>اس ایک جانپرمی لاکھوں ستم ہے بتا بڑے ہوئے تھے ہم تنہا ہی کھوئے فرض جو عاشقان تھے وہ سب کا نوحہ ہو</p>
<p>جبر نف باک لچھ پین لکھنے ہوا دشاہ تم شاعران دہرین کیا معتم ہوئے</p>	
<p>مصرع طرح ”وہ کہتے ہیں کہ لریہ آگیا کیا عجیب دل ہے“</p>	
<p>جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ بدادل ہے طفیل عشق احمد کا صفائی باقی ہے دل نے ہر یک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا رسول اللہ کا ربہ ہے ہون سارے رسول ہیں یعنی ہے جھکو لچا لچکا پھر مکدن مدرسہ کو وسیلہ نیرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا نہ محل ہوئے رخصت و سما بارامانت کے جہان میں بس کو سفلت رہتی ہے احکامِ شرعی سے کسی دن نرم ہوتا ہی نہیں خوفِ الہی سے نہ رضی شوق ہے جھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا</p>	<p>ہر یک شام و سحر مابند عشقِ مصطفیٰ اول ہے سکندر طبع ہوں میں اور میرا آئندہ دل ہے اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے نامِ اعضائے انسانی میں جیسا مفتاد دل ہے نہ اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ماخدا دل ہے بنی کا نام ہے وروزبان محو نندا دل ہے جو مغل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے سزا بانگاہ محشر میں اسکا نامسر اول ہے یہ کیا یلہو میں مہرے سخت تیرے سوا دل ہے میں سچ کہتا ہوں ان باتوں میں لریہ مراد دل ہے</p>
<p>نہ کیوں تفویض کروں بادشاہ ہر کام خالق پر وہی خود جانتا ہے سب را اچھا با بر دل ہے</p>	
<p>مصرع طرح ”تھو بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے“</p>	
<p>ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے نہو عشقِ بنی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی</p>	<p>ہوں شیدا و سکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے میں پوچھو نکٹا ہی ہر مومن و دیندار سے پہلے</p>

محب بن نبی کے پائی ہے انصار نے سبعت  
بچے جنب بن بجائیکی کو شش بعد اسکے ہو  
سارک نام حضرت کا جو آنا ہے مرے لب پر  
بشارت آپ کی سب دیتے آتے ہر زمانہ میں  
حفظ تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیروہ کیا  
اودہر ظلم و ستم نہا اوراد ہر طرف و غائب تھی  
سیجا آب ہو میسر میں ہیا رعبت ہوں

مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے  
بچا لویا نبی جھکو عذاب نار سے پہلے  
لبوں کو جو م لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے  
پیمبر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے  
ہیں سلام پھیلا یا گبا تلو اس سے پہلے  
بڑا نہا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے  
مجھے سیراب کرد و سرب دبدار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اجہی بادستہ تجھ کو

کہان رجمان تہا یون نعتہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح ”فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے“

شفیع المدین جب سے محمد مصطفیٰ ٹھہرے  
اتفاوت ہے یہی اپنے بنی میں اور عیسیٰ میں  
نہ نکلے ٹھہرے کچھ ہاں لغت حضرت مدیم نکلے  
سو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق  
جگر میں دل میں جان میں تیرا جب عشق و ولا ٹھہرے  
نہ کیوں کر وصف کیسے سورۃ واللیل کو کھئے  
غبارِ روضۃ الطہر جو ثرب سے صبا لائے  
کرم سے بانی ہکو مدینہ جلد بلو او  
طریقیت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو  
خیالی شاعروں سے دور مداحانِ حضرت ہیں  
مدینہ کی سفر کی کس طرح رغبت مکمل ہو

دل است میں خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے  
پرے وہ عرش کے پھنچے بہالائے سما ٹھہرے  
نہ ٹھہرے دل میں کچھ ہاں عشق شاہ انیا ٹھہرے  
رُٹا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے  
نہ کموں ہر دم زبان یر با محمد کی صدا ٹھہرے  
ترے دھار کی توصیف میں جب و لہجہ ٹھہرے  
ضیائے چشم کے خاطر وہ عمدہ تو تیا ٹھہرے  
دل عشاق میں صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے  
شرعیات میں نہ مستحکم قدم جب دایا ٹھہرے  
وہ شاق بنی اور بہ بتوں کے متبلا ٹھہرے  
نہ جب تک شوق خود ماند خضر رہنا ٹھہرے

غریقِ بحرِ الفت نبرے یہ ہر وقت کہنے بہن	فاکیسی بفاکیسی جب اسکے آستانہ ٹھہرے
فلم نبرا چلے کہا بادشاہِ نعتِ پیمبر میں	یہاں ہر صاحبِ طبع رسا جب نارسا ٹھہرے
مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئیں اور گلدستہ خورشید میں طبع ہوئیں	
مصرع طرح مجھے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے،	
<p>الفاظ سارے نور کے سانچے میں ڈھل گئے خزین فرار و صبر کے یک نخت جل گئے جو سوز دل سے تنوع کی صورت پہل گئے گر آج بچ گئے تو سمجھ لو کہ کل گئے یکپڑ ہوا زیادہ تو پاؤں پھسل گئے روصہ پہ صطفیٰ کے چوہم سر کے ہل گئے لرزہ ہوا زمین کو فلک سارے ہل گئے جو تھے متقی وہ دینِ مبین سے بدل گئے</p>	<p>سمجھ سے سخن جو نعتِ نبی کے نکل گئے احمر بنی میں آہ کے شعلے نکل گئے عشانِ مصطفیٰ میں ہو روشن نہیں کا نام چھٹا نہیں ہے موت کے بچے سے کوئی نہی صحتِ بدون کی کرنی ہے نیکو لگو ہی شراب حقِ ادب ادا ہوا ہم سے دوسو رکھا جو بیخِ شتر نے خلقِ حسن پر دایم رہے سعید ازل دین پر استوار</p>
ای بادشاہ اپنے گناہوں کو کر کے یاد	بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے
مصرع طرح آسمان پر اپنے نامے جا بیٹے	
<p>نام اچھا یا بُرا لے جا بیٹے شعِ عتیقِ مصطفیٰ لے جا بیٹے ہم پیر کی شان لے جا بیٹے کیسے ہم دوزخ میں ڈالے جا بیٹے ہن جو منکر وہ نکالے جا بیٹے</p>	<p>لو چھو مت دنیا سے کہا لے جا بیٹے گور میں ہم کیا ضبا لے جا بیٹے تم جو چاہو لے چلو اے شاعر و خورِ یحیٰ امتی کس کے ہن ہم قرب حق پا بیٹے عشاقِ رسول</p>

دل کو ہم بنکاست نہ رہا ہے جائیگے  
 حور بن آنکھوں میں ٹٹھاے جائیگے  
 سون واران کے پاس لے جائیگے  
 ہم ہی پس خدا لے جائیگے  
 آسمان پر اپنے نام لے جائیگے  
 آسمان پر اپنے نام لے جائیگے  
 آسمان پر اپنے نام لے جائیگے

حاصلِ بلو الوعایت با بنی  
 سالوں پہ احقر نہ ہوں نجیب  
 سوئے تیرے دل کے ساتھ ساتھ  
 سرسار دیا خدا ہی عاجزی  
 گہرین پر تہم بن لیکن ایک دن  
 کوئی اس غم کا زار کچھ عروج  
 اے رکنے والے رکھنے تو ہیں

خالی جاوینگے نہ ہم ای پادشاہ  
 بل محفل کی دعا لے جائیگے

”مصرع طرح“ ہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے

مثل پرواز میں اس شمع پہ چلنے والے  
 کف اسوس میں وہ حشر میں ملنے والے  
 گلشنِ خلد سے کب ہم میں پہلنے والے  
 بون تو تیرے کو بچتے ہیں بکھنے والے  
 دل سے جو شرع ہم پر پہن چلنے والے  
 ہیں کہاں نشہ دولت میں سنہلنے والے  
 صدقِ قلب سے موتی ہیں اگلنے والے  
 سرگلش نہیں ہوتے کبھی پہلنے والے

ہم کبھی عین بنی سے نہیں ٹلے والے  
 دن احمد سے بدلنے دو بدلنے والے  
 یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں شرب کی فضا  
 حُب دنیا نہیں بعضوں کو بکھنے دیتی  
 راستہ قرب الہی کا وہی پائیگی  
 مارہ خواروں کا سنبھلنا تو ہے بھل آس  
 قلم و دہر میں مداح ہمیں گویا  
 نفع کیا ان جو میں دین بنی سے آزاد

پادشاہ میں نہ نکھرے گا کبھی جزفت بنی

سارے اشعار میں اس سانچے میں ڈھلنے والے

بہرِ غلِ مشاء اردو سے سائی مداس کھلے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں چھپ ہوئی

صرع طرح میرے حضور پہنکو تو نگر بنا بیٹے

ہم بھی خدا کے گہر کو منور بنا بیٹے  
 طبع رسا کو آج سکندر بنا بیٹے  
 رگہائے جاں کے تار کا سطر بنا بیٹے  
 ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہسر بنا بیٹے  
 لکڑا ہے بنت اسکو مکرر بنا بیٹے  
 داغِ جبین کو غیرتِ احقر بنا بیٹے  
 مجلس کو سارے آج مرجع بنا بیٹے  
 ذی اٹول ظاہر ہم تجھ نشتر بنا بیٹے  
 ہم ذرہ ذرہ کو مہ اور بنا بیٹے  
 ہر یک خذف کو روکش گوہر بنا بیٹے  
 آنکھوں کو اپنے چشمہ کو ثر بنا بیٹے  
 ہر صف کو طلق کے صفِ محشر بنا بیٹے  
 ہم نے نہیں بنایا نہ اسپر بنا بیٹے  
 صل ملی کے لفظ کا زیور بنا بیٹے  
 ہر یک مکان کو غلہ کا منظر بنا بیٹے  
 عقیقے کے زوارہ کو بہتر بنا بیٹے  
 میرے حضور مجھ کو تو نگر بنا بیٹے  
 ہر بینِ قبرِ زنی مقرب بنا بیٹے

دل کو بنی کے عشق کا منظر بنا بیٹے  
 دگر بنی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو  
 اوراقِ دل نعت کا دفتر لکھ بیٹے ہم  
 آنکھ بن بچاوتے جا بیٹے غیب کی راہ بن  
 دیکھ بیٹے بھر دو بارہ مبارک وہ آسان  
 اگر دین وہاں جبین کو پئے سجادِ خدا  
 کرتے ہیں وصفِ نکبت گبسو کا ہم ترے  
 اعدا سے دین کے دل میں خلش کیونہ فزون  
 ہے تیرے آفتابِ ہدایت کا یہ بیان  
 ہر نماز میں عیانِ گلِ عنقا کا ڈھنگ ہو  
 رو بیٹے گرنہ با بیٹے حنت میں تیری دیہ  
 جب ہم سنا بیٹے تری رحلت کا واقعہ  
 حق نے کہا کہ تجھ سا کوئی ذی شرف بنی  
 نوبانِ بھی وہ فدا احمد مرسل کے واسطے  
 میلاد کی خوشی میں چراغان کر بیٹے ہم  
 چرچے رہ بیٹے وسط و قضاید کے جا بجا  
 بیٹا طویل رہم و دریا دروغِ شوق  
 ہم کو دریدہ نصیب سنی کا سہ کسٹھی

منہارِ شاہ یہ کہتے ہیں بار بار  
 ہم منوں ؟ دل کو سخر بنا بیٹے

مائل نغہ ہے ہر وقت طبعست میری  
 ایک نظر اسکے کرم کی ہو تو بھر بھر  
 آگیا جاکے مدینہ نہ کیا اپنا مہتم  
 چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری میری  
 اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے  
 صورت ملکہ طیبہ کا ہوں شائق یارب  
 مانع راہ بین ہر چند کہ اسباب جہان  
 تیرے رخسار سے تشبہ نہ دوں گا ہرگز

اندون رشک ملاک ہے سعادت میری  
 حورو غلمان مرے کوثر مر اجبت میری  
 ہائے غفلت یہ مری حیف بہ قسمت میری  
 کون نہ زبان ہو بصیرت پہ نصارت میری  
 زار روضہ نہ واجب ہے نفاع مبری  
 آرزو حلد بہ بر لا کسی صورت میری  
 ستوق کو اور بڑھا دیتی ہے بہت میری  
 ماہ و خورشید کرن لاکھ لاجبت میری

بادشاہ مجھ کو ہے شاہان جہان سے کیا کام  
 در احمد کی گدائی میں ہے عزت میری

جہان میں تم سا کوئی صاحب جمال ہی ہے  
 ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے بن عتاق  
 ہمیشہ مست ہیں ہم عشق سرور دین میں  
 تصدق اس شہ والا کے ذات میں جس کے  
 صحابی دونوں ہیں دونوں ہیں جان نثار ہی  
 ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز  
 بنی کے خال سے حیرت ہے بخم تابان کو  
 فقط تمہاری محبت نہیں ہے سینہ میں  
 شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب  
 دوبارہ مجھ کو مدینہ میں جلد بلوا لو  
 دماغ میں ہیں خیالات سارے دنیا کے

کہ جبکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال ہی ہے  
 رضائے حق سے کوئی عمد تر مال ہی ہے  
 یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال ہی ہے  
 کرم ہے قہر ہے نیت ہے اعتدال ہی ہے  
 اگر صہیب او دہر ہے ادھر بلال ہی ہے  
 کمال جبکو ہے آخر او سے زوال ہی ہے  
 نخل اس ابرو نے خمدار سے ہلال ہی ہے  
 متاع شوق سے دل میرا مال ہی ہے  
 نجات پانے میں کیا ہم کو احتمال ہی ہے  
 یہ آرزو ہے ہی تم سے اب سوال ہی ہے  
 بہلا کیسکو کبھی موت کا خیال ہی ہے

کلام پاک سے یک ایک تیری آل ہی ہے

ہمارے واسطے تاحشر بس میں یہ دو چیز

نظرِ کرم کی ہو اس بادشاہِ عاصی پر

حیقر و عاجز و بکیس ہے خندہ حال ہی ہے

یہ نظم جلسۂ میلاد شریف سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹؍ ۱۳۲۰ھ ہجری کے لئے لکھی گئی

دل و جان نام پر اوٹے جو ہر فرمان بہتر ہے  
 اہن کا ذکر ہے پیارا اپنی کا دیان بہتر ہے  
 انہی کی شرع اچھی انکا ہر فرمان بہتر ہے  
 اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے  
 خدا کی سلطنت میں واہ کیا دیوان بہتر ہے  
 گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے  
 یہی ہے آرزو وعدہ یہی ارمان بہتر ہے  
 خدا کے سب کتب میں جس طرح قرآن بہتر ہے  
 الہی میرے احسانوں میں یہ احسان بہتر ہے  
 نہ ہرگز ایسی لغت کا ہن کفران بہتر ہے  
 وہاں شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے  
 جو کچھ بہتر ہے حسن سدا کو ان بہتر ہے  
 مرعضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے  
 ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے  
 ہے جس کو خوفِ عقبی کا وہی انسان بہتر ہے  
 نہ وہ نوحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے  
 ہمارے جسم میں جیسی ہماری جان بہتر ہے

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے  
 انہی سے ہر کم عزت ہے انہی کی ہر کوافت ہے  
 وہی سرتاج میں سب کے وہی محبوب ہیں رب کے  
 خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہیں کوئی  
 کہیں گے اہل محشر دیکھ کر اعترافِ پیغمبر  
 سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے  
 مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو  
 مبارک ذاتِ حضرت اس طرح ہے جلدِ مل میں  
 کہا ہے تو نے پیدا ہوا امت میں محمد کی  
 منائیں کیوں نہ شادی آج ہم اسکے ولادگی  
 یہاں خوشتر ہے ہر کو سیر گلزارِ مدینہ کی  
 یہی جنت میں عشاقِ بنی حور و ن سے کہدیگے  
 یلا و سرت وید ارباب اسے ساقی کو شر  
 جنوں ہے عشقِ احمد کا ہوں پر زدن دل کے  
 ترغیب کا ہے جو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ ر  
 خلافِ شرع داخل گر کوئی بھی بات ہو اس میں  
 ہے ساری محفلوں میں محفلِ میلاد یوں افضل

غدا دل و زبان اور کام و چہستان بہتر ہے  
 اور ہونے کو بد بک اسطرح سلطان بہتر ہے  
 بجات آخر کا انکے رہا ان بہتر ہے  
 ہمارے دین کا ہر کی طرح سلطان بہتر ہے  
 بہتر کیا کام نہ ان اس بہن انخان بہتر ہے

یہ زبان و خواہی و علم و ہمت و ہمت بہتر ہے  
 یہ محفل ہے جس میں ہمت و ہمت بہتر ہے  
 ہمارے یہ بلکہ آج منکھن بہتر ہے  
 ہمارے یہ آرزو ہر مال بہ علم و ہمت بہتر ہے  
 ہے جس کے پس اس دنیا کی وعدہ و وعید اور

الہی یاد دہانی کہ کھڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مشت خانہ دل میں ہی جہان بہتر ہے

یہ ظلم جلسہ عبدالملک و عبدالعزیز کے لئے لکھی گئی

آج کبارتہ داور کا مبارک دن ہے  
 آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے  
 آج سب نبیوں کے افکار مبارک دن ہے  
 ملک دین کے ہی لشکر کا مبارک دن ہے  
 آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے  
 آج مومن کے ہر ایک گھر کا مبارک دن ہے  
 آج ہر ایک سخور کا مبارک دن ہے

آج میلاد پیغمبر کا مبارک دن ہے  
 آج دنیا میں ہوئے باعث دنیا پیدا  
 آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدوں کی  
 دن یہ معبود نہیں ہے فقط انسان کیلئے  
 جو میں جنت میں فلک پر میں ملائکہ کہتے  
 کہ قدر خوش یہ ہے فرحت عید المیلاد  
 کون ہے وہ جو نہیں لغت ہی میں مصروف

ایضاً

رسول اللہ کی وح و تناہر آن بانی ہے  
 ہمیں کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے  
 ادھر آل سکی باقی ہے اور ہر قرآن باقی ہے  
 لو پہر کیا دین کی عظمت پہر کیا شان باقی ہے  
 کوئی ارمان نہیں دین میں ہی ارمان باقی ہے

زبان جب تک دین میں اور تین میں جان باقی ہے  
 قسم کھتی ہے بیشک ہم چلے جائیں گے جنت میں  
 نبی مانی نہیں دنیا میں لیکن اسنے چھوڑا ہے  
 نہ ہو تعظیم گرامی نہ ہون گرامی ہم پیر و  
 دوبارہ دیکھ لو انکھوں میں روضہ پیغمبر کا



ملک باقی نہ جن باقی نہ انسان باقی ہے	خوشی میں اس مہ میلاد کے ہن سب کے دہل
	طفیل احمد مرسل ابھی بخندے اسکو جہان میں بادشاہ یک عبدنا فرمان باقی
	غزلیات حسن و عشق
بہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوائد گلبرگ کے مصرع طبع لکھی گئی	
<p>درد تیرا نہ ہو جس بن وہ جگر کچھ بھی نہیں جو عنایت ہے اودہری ہے اور کچھ بھی نہیں اے تو کیا نہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں گر نہو عیب تو پھر قدر نہ کر کچھ بھی نہیں نخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں یہ وہ مصحف ہے جسے زیروزبر کچھ بھی نہیں سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں عشق کیا چہیں مجھ کو خبر کچھ بھی نہیں</p>	<p>تیرا سودا نہو جس سر میں وہ سر کچھ بھی نہیں جس طرح غیر پہ ہے مجھ پہ نظر کچھ بھی نہیں ظلم جو کرتے ہیں کر لیجئے حریت تر یہ ہے باعث شہرت زہاد ہے رندوں کا وجود دست قاتل کی خطا ہے نہ تصور خبر خط نایاں نہیں رخ پر ابھی اس کمن کے صد مہ ہجر ہے کیا وصل کی جب ہوا سید چوڑا کیوں درسیلی کو جو عاشق ہوتا</p>
<p>بادشاہ خوف نہیں ہے سفر عقی کا مگر امیوس یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہیں</p>	
<p>یہ عنبرِ اخبار "تحفہ فہرستی" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء عین شائع ہوئی تھی ہے یہ کس رشک کی جاسے عجب میری نہ وہ آیا پس مردن بچے مٹی دینے نم ہے کیا پاس مرے کوئی ہے یا نہ ہے کس کو کیا حق ہے نہ وصف سے اب منع کرے صدقے ہوئی ہے مرض پر مہکت میری خاک نکلی گی مرے دل سے کدورت میری پاس و حرام مرے کرتے ہیں رفت میری میرا کاغذ ہے قلم سب اطہیت میری</p>	

کفِ یاسے ہی رانگو نہ دونگاتشبہ اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا میں نے کہا علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان ناوک غم سے جگر چھڑ گیا پر خوف سے یہ	ماہ و خورشید کرن لاکھ لجا جت میری آج خالی ہے مے حور سے جت میری دیکھتے عالم حشمت میں بھی شکوت میری اس در بچے سے نہ نکلے کہن حسرت میری
بادشہ کمون نہ رہوں دل سے میں منوں اسکا مجھ کو سکار نہ رکھی کبھی فرصت میری	

## مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فراموش سے لکھا گیا)

بجھک لجا دیا محمد	یا الہی	یا الہی	جلد دکھلا حزار محمد	یا الہی	یا الہی
رتبہ سرفراز کیسے جو کچھ نہا	سب میں آ	اوسنے پایا	کیا لکھوں افتخار محمد	یا الہی	یا الہی
سب ہیں لب زد ہر مظلوم	تیرا محبوب	میرا مرغوب	جان و دل ہیں نثار محمد	یا الہی	یا الہی
خوش نہ آئے مجھ باغِ ضلوع	حور و غلام	قصر و ایوان	اگر نہ دیکھوں بہار محمد	یا الہی	یا الہی
تازہ جیتکا تھا کنا جن ہے	دل کو میرے	کچھ کیجے	بہل گلزار محمد	یا الہی	یا الہی
شق کہا جان کو جب فلک پر	وہ سیر	غل تھا کمر	ہے عجب اختیار محمد	یا الہی	یا الہی
بادشہ شرع احمد قائم	رہے دائم	کھتے ہر دم	کر نہ تو شر محمد	یا الہی	یا الہی

## ایضاً

کس سے ہوا د احمد تری سب سے ہے بالا	اے باری تعالیٰ
تو پاک پندرہ ہے نو ہے سب سے نرالا	اے باری تعالیٰ
یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے	سب تیری عطا ہے

اے باری تعالیٰ تو مالک و مختار اے باری تعالیٰ عالم تراشید اے باری تعالیٰ کیا سان ہے بڑی اے باری تعالیٰ ہے اپنا پیمبر اے باری تعالیٰ شرمندہ گنہگار اے باری تعالیٰ	مادر کے شکم میں جین نو ماہ ہے بالا مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا ہر شئی سے تری صنف و حکمت ہے ہویدا ہر ذرہ بن ہے ترے ہی قدرت کا اجالا ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی تو نے ہی درختوں کو دبا سبز و مثالا مقبول جہان خیم رسل شایع محشر جس نے دل کفار میں مگ زلزلہ ڈالا بندہ ہے ترا بادشاہ خستہ دل افکار جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا
--	--

### مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بِطَمِّ حَلَبَہٗ فُضَّیْلُ خَلِیْفَہٗ اَوَّلِ حَضْرَتِ ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول ۳۳۲ھ میں پڑھی گئی

نام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیق نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیق اسی مہم میں خلافت کو سجائے حضرت صدیق عظیم المثل کیا عمدہ بسر تھے حضرت صدیق فضیلت نام والا پر تھی صدقے حضرت صدیق مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق سیمب کے تھے کیسے دوست سچے حضرت صدیق	رسول اللہ کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق اشارہ حق کا ہے جب نائی امین اذہم فی الغائر وفات سرور عالم ہوئی ہے جس جہنم میں وجاہت میں ریاضت میں تصدق میں شرافت میں شرف کا لفظ خود ہر دم مکر بس نہ تھا حد میں صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک فضل و اکمل وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جان ناری نہی
---	--

بنی نے جب بنایا واقعہ معہ ا ج کا ا بنے  
نہ کیوں غضوب اللہ و بنی ہو جائے وہ انسان  
گروہ انبیاء کے بعد صدیقیوں کا ربہ سے  
ہوئی ہے اور افزون روشنی دین پیر کی  
ہمیشہ حکم حق حکم بنی پر بہت عمل اُن کا  
تہاؤ دہائی سال کا عہد خلافت جسکو طی کر کے  
جو انوں میں تو سیدر پہلے ایمان لائے حضرت پر

کہا سہ قیام لے سب آگے حضرت صدیق  
رکھا ہے دل میں جس نے بغض لم سے حضرت صدیق  
لے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیق  
خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیق  
حب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیق  
ہزاران حیف اس دنیا سے گزرے حضرت صدیق  
مگر سن یا نہ لوگوں میں پہلے حضرت صدیق

نہیں علم و کمال اس بادشاہ خستہ حالت کو  
تمہاری طرح وہ کس طرح لکھے حضرت صدیق

یظہر من قبل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن لکھی گئی۔

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ  
دوم خلیفہ وہ خلفا راشدین میں تھے  
خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک  
عمر کے نام سے کفار کانپ جانے لگے  
جہاں میں کفر و ضلالت کو بیت پرستی کو  
ہزاروں سیکڑوں مفتوح ہو گئے ہیں دین  
حوالہ بیت مقدس کیا نصاریٰ نے  
فقط یہ رعب تہادین بنی برحق کا  
خلافت آپ نے دس سال چھ مہینے کی  
پتنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پرت رہا  
کہا بنی نے نہیں سیکر بعد کوئی بنی

عجیب نامور وقت درجناب عمرؓ  
مگر وہ رکتے تھے شان درجناب عمرؓ  
مثال مہر بنے خشنودہ ترجناب عمرؓ  
نئے زدگاہ میں بکثیر زجناب عمرؓ  
کہا ہے خوب ہی زیر و زبرجناب عمرؓ  
تھے خادم آپ کے فتح و طفرجناب عمرؓ  
پڑی جو آپ کے رخ پر نظر جناب عمرؓ  
نہ اور رکھتے تھے کچھ کمر و فرجناب عمرؓ  
کیا جہاں سے پھر اپنا سفر جناب عمرؓ  
فدا بنی پہ تھے یوں عمر بھر جناب عمرؓ  
بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ

<p>یگانہ نہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں کیا جدِ اخی و بطلِ لقبِ ملا فاروق موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کہو بکر وہ عدل میں مجوسی یہ عدل دین بنی بنی یہ وحی جو اتری تو اونکے حسبِ ارادہ ہے کس کے عہد میں یوں دین کو فروغ ہوا ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حیرتِ حق پریشہ سے بھی انہیں دنیا</p>	<p>خدا کے رہن تھے تہہ کمر جنابِ عمرؓ لقب بہ کیسا تھا زیندہ تر جنابِ عمرؓ کہاں وہ رتبہ کسریٰ کہ ہر جنابِ عمرؓ خزف کے طرح ہے وہ اور گھر جنابِ عمرؓ تھے کیسے صاحبِ غزو و قمر جنابِ عمرؓ دکھایا آپ نے سچا اثر جنابِ عمرؓ تھے آپ حامی دین کستقد جنابِ عمرؓ و فور رکھتے تھے گو مال و زجر جنابِ عمرؓ</p>
---	---

طفیل آپ کے ہو بادشہ کے عفو گناہ  
و عاخذائے ہے شام و سحر جنابِ عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے لکھی گئی۔

<p>ابوبکر و عمر عثمان علیؓ چاروں خلیفہ ہیں کہ ہر ایک صوف میں برتر ہے چاروں خلیفہ ہیں ہمارے مفتدا سر و جلی چاروں خلیفہ ہیں ہو ادین تین جن سے قوی چاروں خلیفہ ہیں جو ان بہن جو انہر و جرتی چاروں خلیفہ ہیں عجب سوا ز کے فی الوامی چاروں خلیفہ ہیں</p>	<p>معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفہ ہیں خلافت میں سب است میں شجاع بن ریا میں خدا راضی بہر خوش خلائق میں سب یہ قبول فروغ دین ہے ان سے ہوے یہ دین کے دل مناقب ان کے مجد میں مناصب ان کے جمید ہیں بڑاؤن کسی میں عزت گھٹاؤن کسی میں نکوت</p>
---	--

جو است میں ہمیں ہے کہ ہیں ان سے بادشہ کہو  
کہ بیشک لائقِ حب دلی چاروں خلیفہ ہیں

مدح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

پیغمبرِ گلستاؐ عروج خیالِ مبرا سیکھتے لکھی گئی "عربِ طح" ہر حال طہیزنا زہ طہور امام ہے

اے سید مصطفیٰؐ نثارِ عالی مقام ہے  
تو راحتِ علیؑ ہے جگر گوشہٗ ستر  
ہم کیا ہیں بلکہ سائے جو انانِ خلد کا  
ہرگز نہیں ہے ماہِ محرم پہ منحصر  
تہی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی  
تجہہ سا امامِ دینؑ کو جنھوں نے کیا تہید  
دنیا میں جو ستر اٹھی وہ اعدا کو ملگئی  
تشہہ رکھا ستم کیا خبر چلا دیا  
گُل کر رہے ہو دینِ بنی کے چراغ کو  
رل میں نرے رفیقوں نے کی اپنی جان فدا

عز و شرفِ من تیرے بھلا کیا کلام ہے  
تو ہی فروغِ دیدہ خیرِ الانام ہے  
سید ہے میثوا ہے نویشکِ امام ہے  
غم تیرا تا قیامِ قیامتِ مدام ہے  
صبر و رضا کی حد جو ہے تجہر تام ہے  
حیرت ہے اہلِ دین میں بھر انکا نام ہے  
محسّر میں اپیشِ خدا انتقام ہے  
آلِ رسول کا یہ عجب احترام ہے  
ادھر تہم میں کسا بہ اسی فوجِ شام ہے  
لاریب انکے واسطے دارِ اسلام ہے

کافی ہے بادشاہ پہ یک لطف کی نظر

یہ بھی ترے غلاموں میں ادنیٰ غلام ہے

سلام در غمِ امامِ ہمامؑ حسبِ وائش احبابِ کڑ پہ

آج میں لکھوں غمِ شہر اپنے ہاتھ سے  
نشاہ کو بلو کے آنر کو فیون نے کی دغا  
وہ صداقت وہ عہدت ہے کہاں کے کو فو  
ہل گئے ارض و سما فوسلِ حدم تہم نے  
بھیٹ فاسق سے ستم کو اسلئے نفرت ہی  
حال اپنی جس نے کی شہ کی رماقت میں نثار  
لولاء عائد نے من غمگین ہوں مجھ ایدانہ دو  
کیا خطا تھی اصغرِ معصوم کی اے حرملہ

اکیلا کی کھینچوں ن تصویر اپنے ہاتھ سے  
سبکڑوں نامے کے تحریر اپنے ہاتھ سے  
کہوئی تم نے عزت و نوفر اپنے ہاتھ سے  
حل پرشہ کے رہی شہسباز نے ہاتھ سے  
تا نہ ہو کچھ دین کی بھتیر اپنے ہاتھ سے  
خلد میں گھر کر لیا تم سیر نے ہاتھ سے  
وال لیتا ہوں میں خود رنجبر ایے ہاتھ سے  
تو نے اسیر ہی چلا با تیرا ہے ہاتھ سے

بادشہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے  
چل نہیں سکتی کوئی تدبیر نیا ہاتھ سے

سلام دیگر - احباب کٹر یہ کی فرمائش سے ایک محوزہ مصرح طرح برکھسا گیا -

<p>نشد نے کہا کیا چیز ہیں اعدا مرے آگے و کہلاؤں میں کیا اپنا یہاں زور شجاعت لخت دل زہرا ہوں بنی کا ہوں نوا سا ہر وقت اطاعت میں ہوں میں مرضی حق کے دی جان رہ خلاق میں سترتہ دو دن نے عباس برادر نے ہی پائی ہے شہادت شش ماہ کا ایک طفل تھا مبرا علی صفر جھکونہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے</p>	<p>ایک وارثین کٹ جائینگے صد ہمار آگے سلم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے بنلاؤ بھلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے اعدا لے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے بک ایک ہے جنت کو سد ہمارے آگے اکیرا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے نیرا سپہ ہی اعدا لے چلا میرے آگے حوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے</p>
--	--

اے بادشہ خستہ غم آل بنی میں  
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۱۲۲۲ھ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری میں شائع ہوا تھا -

<p>نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی دیتے کس طرح شدہ دین کو شکر پانی لعل زہرا کار ہا پیاس سے رن میں بیتاب اس سے کیا بڑھے ستم تشہ زہن آل بنی بدو عادتے اگر تشہ تو عجب کیا اسکا امتحان تھا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ پیاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پر کیونکر</p>	<p>آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی انکو تکلیف تھی دوزخ میں مقرر پانی کیون نہ سینے میں صدق کے ہوا گوہر پانی اور پیتے ہیں اسپ و خروا شتر پانی خشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی کیا نہ دے سکنا او نہیں خالق اکبر پانی آب خنجر کو سمجھتے ہیں جو خوشتر پانی</p>
--	--

حالت نشانی شاہ بیان ہم جو کرین خشک لب تو نہ کہا آہ سنی زادوں کو غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو درام روح شہ نکلی ادھر اور ادھر جلد میں تہین دل اعدائہ ۱۰ اگر اسکے عوض	پانی کیا چھیڑے بانی کا ہو جو ہر پانی آبر و تیری رہی دہر میں کیوں کر پانی مثل سیاح سمندر کا ہے مضطر پانی حورین ہاتھوں میں لے سیکڑوں ساغر پانی سنگ بھی ہوتا تو ہو جا تا پگھل کر پانی
--	--

بادشاہ غل غم شاہ نہ کیوں ہو شاداب  
آج آنکھوں سے روانے مے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۱۸۳۲ء محرم الحرام ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوا تھا۔

آہ اسے مجھنی پھر ماہ محرم آیا چاک سینہ سے سیہ پوش ہے خامہ میرا کر بلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے کسکے ماتم سے گران بار ہے پیر گردون اشک ریز اب غم شہ میں ہے جولے دینے بوسہ گاہ سی حلق مٹھ جرب کا کوئی مظلوم نہیں سبط بنی کے مانند تین دن کا تو وہ پیاسا تھا گراف نہ کیا کیا شک کیا ہی تھی کیا صبر تھا اللہ اللہ	پھر غم و رنج کا اس دہر میں موسم آیا آیا کاغذ پہ تو بادیدہ پر خم آیا ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا بے سبب پشت میں اسکے نہیں خم آیا تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمرم آیا آہ وہ حلق تہ خجمر دودم آیا کوئی دنیا میں نہیں سترسا ظلم آیا آیا جب رن میں تو بید خوش و خرم آیا جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا
---	--

بادشاہ جکڑ ہے انکار شہادت ان پر  
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مجھ و کس مدراس مطبوعہ ۱۸۳۲ء محرم الحرام ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوا تھا۔

اسے مجھنی جب ماہ محرم نظر آیا	عالم میں عجب رنج کا عالم نظر آیا
-------------------------------	----------------------------------



ہر دل ہے طیان اور ہر کجاں ہے طیان  
مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے  
خارون میں ہو بطرح نمایان گل عینا  
شیرِ مظلوم بہلا دیکھا ہے کس نے  
جس حلق مبارک پنبی دینے لھے بوسہ  
فرزند و اقارب نے جان شاد کے آگے  
آگاہ نہ لھے اہل ستم رتبہ شہ سے  
اللہ رے ثابت قدمی سبط بنی کی  
دنیا میں غم آن میر کے مقابل

ہر دیدہ مجھے دیدہ پر غم نظر آ یا  
بہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آ یا  
اعدائین وہ یوں ستادہ مکرم نظر آ یا  
ابنک نہ کوئی شمر سناظم نظر آ یا  
مے مے وہ تہ نجر دوم نظر آ یا  
ہر یک رہ خالق میں مہتمم نظر آ یا  
خفاں کوکب جہک رہ الم نظر آ یا  
دیکھا جسے قتل میں خود سہم نظر آ یا  
غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آ یا

اے باد شہ خستہ جگر روز جزا تک

ہر دل میں یہ غم قائم دپہم نظر آ یا

## مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسہ یازدہم ربیع الآخر کے لئے لکھی گئی

رئیس الاولیاء ہے غوث اعظم  
تہستان جہان ہو کیون نہ روشن  
ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ  
نری توصیف تو صیف بنی ہے  
تو ہے تخت دل زہرا وحیدر  
ہیں نری کے خوشہ چمن سب اہل عرفا  
وہی سچا عجب مصطفیٰ ہے

امام الاتقیاء ہے غوث اعظم  
مہ چرخ ہدایہ ہے غوث اعظم  
لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم  
تو جزو مصطفیٰ ہے غوث اعظم  
تو محبوب خدا ہے غوث اعظم  
نوسب کا مقتدا ہے غوث اعظم  
جسے تیری ولایت ہے غوث اعظم

شرف وہ ہے خود اعظم سر ہے کو  
چس نیر بہ فیوض ! لئی کہا  
شہود چارہ روزِ قیامت و وجہ  
مجھے مانع ہے اب راتِ تربیت  
خدا کی معرفت ہے مثل در با  
جمال پاک سے تیرے سر اسر  
ہن گویا سورۃ واللہ مل کیسو  
کہا مشک فتن زلفون کو تیرے  
ولایت ذات پر ہے تیری ماران  
ادب سے سرخامی اولیا کا  
ادا ہو مجھے کیونکر وصف تیرا

شرف بہم سے ملا ہے غوثِ اعظم  
محبِ بچہ لایعلا ہے غوثِ اعظم  
یہ سب تیری عطیات غوثِ اعظم  
کہوں کس طرح کہا ہے غوثِ اعظم  
تو آ رہا ہے غوثِ اعظم  
عیان نورِ خدا ہے غوثِ اعظم  
تراخ و الفحی ہے غوثِ اعظم  
بہ کیا میرا نام ہے غوثِ اعظم  
تیری رزل تیا ہے غوثِ اعظم  
ترے آگے جبکا ہے غوثِ اعظم  
مجھے کیا حوصلہ ہے غوثِ اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادِ شمس کو  
ترا شوق لہتا ہے غوثِ اعظم

## ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کہا ہو بیانِ عز و شانِ غوث  
ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمانِ غوث  
جنات بھی شریک تھے محفلِ مین و عطر کے  
غنیہ کے رنگ و بو سے ہے مخطوط ایک جہان  
سفک ہو کل سے جزوِ ممکن نہیں کبھی  
لارے مینہ غوث کا ہنہا سچ معرفت

جن و ملک مین صبح و مسامح خوانِ غوث  
کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دانِ غوث  
کس درجہ تھا موثر و دلکش بیانِ غوث  
تا شربِ خزان ہے یہی بوستانِ غوث  
گویا ہے خاندانِ بنی حسانِ غوث  
تہی کیا کلیدِ ستر الہی زبانِ غوث

دیکھا کسی ولی کو جہاں میں بساں غوث  
آنکھوں سے دیکھہ اونکا اگر آستان غوث

اے پیرِ برج تو ہے کہن سالِ سچ بست  
خوش قسمتی پہ ناز کرے کیوں نہ دل مرا

اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی  
خالی نہ کیجے مجھ سے صف عاشقانِ غوث

یہ غزل شاعرہ اُدوسریٹی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" میں طبع ہوئی

معراجِ طرح "تم گئی جب کوئی مشکل تو پکارا یا غوث"

بنری الفت نہیں کس دل کو گوارا یا غوث  
شرک سے تجھ کو ہے یک لخت کنار یا غوث  
کیا ہے رشتاں تری عظمت کا ستارہ یا غوث  
منکر دن کو نہیں جتے بجز ہے چارہ یا غوث  
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث  
رشتہ سے ہو دل سیما بھی پارہ یا غوث  
نہیں بھگو ہوس بلخ و بخارا یا غوث  
گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث  
دیکھتے تجھ کو جو اس کندر و دارا یا غوث  
منفعلِ عجز سارا بھی ہے سارا یا غوث  
تیرے اعدا کو ہے عجب کا خارہ یا غوث  
نظرِ لطف ہو گر تیری حصارا یا غوث  
ہے فردن جوشِ عقیدت جو ہمارا یا غوث  
شرع میں حد سے نہیں بڑھنے کا یا غوث

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث  
بحرِ توحید الہی کا سدا ورتو ہے  
اولیا صورتِ انجم ہیں تو ہے مہرِ منیر  
معجزاتِ نبوی سے ہیں کرامات ترے  
صورتِ بادِ بہاری ہیں تیرے ملفوظات  
گریبانِ شوقِ زیارت کی کروں بتیابی  
سیرِ بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو  
خوش نصیبی پہ نہ کیوں محسوس ہو بھگو ہر دم  
کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہِ گوش  
بوئے گیسو سے بخل ہے نہ فقط مشکِ ختن  
نفع کو لاکھ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے  
میرا سینہ ہو نہ کیوں گنجِ شہود و عرفان  
لاہین سکتے ہیں ہر ایہ الفاظ میں ہم  
وصفِ حد سے متجاوز ہوتا ہے کیونکر

اولیا کی جس قیامت میں شفاعت حق ہے

پادشہ کو یہ نہ کیوں تیرا سہارا یا غوث

## محرمات

خمسہ فی قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخ صیاد بادکن کے ایک بزرگوار نے ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء میں بغرض تفسیر مصنف کے پاس بھیجا تھا جس وقت تفسیر کر کے روانہ کیا گیا انھوں نے نہایت درجہ پسند کر کے خط شکریہ لکھا  
 بہ کسے الفت سے میں طہان ہوں کیسے دیدار کا چوڑا  
 خیرسان ہے نہ کوئی میرا میرے تسلی کا ہے یہ سامان  
 بھر کر میں میر کر دل ورجان میں ہزاروں حسرت ہزاروں  
 صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ رسل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

ہے میرا مروج موندہ ہے بکاملاح رب یزدان  
 چمن میں عالم کے مثل بل ہوں یوں ہی میں نغمہ سنج ہون  
 محب سکی ہے اصل ایمان ہی کا ہے ذکر جان عرفان  
 صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ رسل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

وہ بین مبارک کہ جن کے دل میں بنی کے عشق و لائے ملو  
 فلاح حقیقی اچھا ہوتا ہے ولا غفلت کو چوڑ کر تو  
 خوشا نصیب دیکھ چلو ہر دم ملازمت کا عمدہ قابو  
 بنہ بچندین ادب طرازی سرادوت بجا آں کو

صلوۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

میں صدف رونے مصطفیٰ ہوں نہیں بگڑنے سے کام مجھ کو  
 کہ ہر ہے تو نے یہ سحری شگفتی پہرنی ہے کیوں ہر یک سو  
 ہوں شیفہ انکے گیسو و نگار غرض سنبھل سے ہے سرمو  
 بنہ بچندین ادب طرازی سرادوت بجا آں کو

صلوۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مراسم البتہ کا خدا ان کھنکھو میسے دکھلائے  
 وہاں جو پہنچوں نور و ج سے میرے دمدم مجھ کو یہ صدا  
 گردن تمانہ اور کوئی جو دعا میرا مجھ کو ملجائے  
 بہ باب رحمت کہہ کر زن بہ باب جبریل کہہ چین سائے

سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخوان

دلخرازا رسول حق پر نرا مقدر جو تجھ کو پہنچائے  
نوکریں ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہاں سے تو پائے  
قسم خدا کی خوشی کے بارے ترکچہ عالم ہی اور ہو جائے  
بہ باب رحمت گئے گر کن بہ باب جبریل گئے جس سے

سلام ربی علی نبی گئے بہ باب السلام بر خوان

اے ختم مسل نفع محشر شدہ دو عالم حبیب والا  
تری ریا رت کا یہ طریقہ بیان کر لے ہیں بعض عرفا  
یہ سیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا  
بہ تو خود صورت مثالی نماز بگزار اندر آن جا

بصوت خوش سورہ بخت تمام اندر قیام بر خوان

لکھی ہے غزل نظام کی من نے آج نصین بطر زینکو  
حضور نبوی میں جا یو الون سے تم ہی ایسا لکھو کہد  
زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو  
نغمہ درد آشنا سونچن داؤد ہم نوا شو

بہ بزم بہمنیہ این غزل راز عبد عاصی نظام بر خوان

## ختمیت

جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطا تے خطاب  
جی۔ سی۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلسہ فی پارٹی میں پڑھا گیا

اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب  
جا بجا بیحد ہے فرحت اور بہت بھیا ب  
اللہ اللہ آج کس اعزاز سے ہو کامیاب  
دبدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شہنشاہ

ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سی۔ آئی۔ کا خطاب

اعلیٰ حضرت جارج پچیسم ملا ہے یہ وقار  
جوش دل اب ضبط کر سکتے ہیں ہم زینہار  
کون کہتا ہے بہنیں سرمایہ صد افتخار  
لب پہ یہ مصرع ہمارے آ رہا ہے بار بار

ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سی۔ آئی۔ کا خطاب

چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گزرا سینگے  
یہ وہ دن آجکا شاہ دکن کھلا سینگے  
شک نہیں آسین خطاب ہر مجبئی پائینگے  
ہم بھی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گائینگے

ہو مبارک آپکو بہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آتی کا خطاب	
کس کس ملک کو اب آپ برہے برتری دولت ترش کو بید ہے محبت آپ کی	کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی
ہو مبارک آپکو بہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آتی کا خطاب	
باپ کے اوصاف سارے آپ میں ہیں جلوہ گر یا دشمن لی۔ بہ دما انہوں ہو ہر نام و صحر	یہ مثل سچ ہے مدد کا ہی منہ ہے پر عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کرو
ہو مبارک آپکو بہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آتی کا خطاب	
<h2>نصیحتیں بر مصرع آتش</h2>	
نصیحتیں ترکوں کے شکست "ایڈر با نوبل" کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی	
خدا یا جب سے اس مہتی کے ہم بازار میں آئے خوشی میں آئے رنج و غم کے بھی بازار میں آئے	ہزاروں انقلاب جرج بد کردار میں آئے تسا ہے یہی ہر دم لب انہار میں آئے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
چراغ اسلام کا روشن رنگا شریک ہر جا رضائے حق یہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا	بہا نہیں کسی کے وہ نہیں زہن ہا ریحہ سکتا جو کہنا ہے کہ تو تم سب عقدہ ہے یہی میرا
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
سنائی کس نے بہ خبر شکست اڈر یا نوبل قدم راہ شریعت میں کہیں ہووے نہ متزلزل	ہمارے دل کو قصد ہماری روح ہے بیکل یہ مصرع کھدرا چھا ہے تم پڑھ لیجئے اول
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
خدا با ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے گر جو کام ہے تیرا نہیں حکمت سے خالی ہے	جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لا ابالی ہے تری توفیق نے یہ بات اپنے دل میں ڈالی ہے

	تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
ہر گستاخی یہ بے ادبی نہیں تو اور پھر کیا ہے رضینا بالقضا کا واہ کیا مفہوم اچھا ہے		زوال ترک کا التزام یا رب تجھ پہ بیجا ہے جو کچھ ہے بھید نیرا وہ تجھی پر آشکارا ہے
	تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
بنا ہے جو وہ نو بھرو ہی ہو گا مہ کا مل نہ کو نہ کر اس سخن کو ہم بنائیں انافش دل		کر مت نکر نہ کون کی اگر فروت ہوئی زایل نیچہ شامت اعمال کا بھگو ہوا حاصل
	تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
اے رو مائیہا ہے مال سے رکون کی سب باہم مراد دربان ہے اسلئے ای بادشہ ہم		اے کر دینی اخوت کا تہارے دل میں ہے محکم شکست و فتح کا مالک وہی ہے خالق عالم
	تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
	مسئل و ترجیع بند	
	یہاں بناریچ ۹ جولائی ۱۹۱۷ء شہر کوچن کے جلسہ افتتاح و جشن اسلامیہ میں بڑھا گیا	
	اسی طرح بے حد بنی کی ہے مدحت بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت	ہے حمد خدا بطرح بے نہایت فرشتوں کی جس جا پہ قاصر ہے بہت
	ہے بہتر زبان و قلم روک لین مہم جو مقصود ہے اس کو پورا کرین مہم	
	رہو مستند نکر دل سے نکالو بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو	تم اے تہر کوچن کے رہنے والو ارادہ کو تم اپنے محکم بنا لو
	کر دو کام کرنا ہے جو کچھ شستا نی	

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی		
ضرورت بہت مدرسہ کی یہاں ہے کروسی تم جب تلک تن میں جان ہے	طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے معین و مددگار رب جہاں ہے	
جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو		
کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر یہی کام سب نیکیوں کا ہے جو ہر	نہیں ہے نہیں ہے اس عالم کے اندر یہی کام خوشنودی حق کا منظر ہر	
اسی علم سے ہی فلاح جہاں ہے اسی علم سے آخرت میں امان ہے		
یہاں علم سے علم دین ہے عبارت نہیں ہم کو انگلش سے زہنا زلفت	اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت پڑھاؤ تم اسکو بقدر ضرورت	
ضرورت سے زائد ہے انگلش پڑھانا ہے دین اپنے ہاتھوں سے گو باگوانا		
جہاں میں جو طلبائے انگلش ہیں ہر سو کسی میں ہے گردن داری کا پہلو	بہلا انیں بتلاؤ کچھ مذہبی لو وجود اسکا نشانہ ذرا دور ہے سمجھو	
سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور ہے آسان ذرا دیکھ لو آتما کر		
شریعت کی پابندیاں ان میں ہیں کم ہے تدبیل و تحقیر علما کی ہر دم	نماز اور روزہ کا کچھ ہی نہیں غم نرالا ہے انکے عقاید کا عالم	
نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل عبث انکے ہیں پاس دینی مشاغل		



<p>اسیکودہ کہنے میں ہوی نہ فی رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی</p>	<p>نرئی ہو ہر طرح انگلش زبان کی پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی</p>
<p>ہنیں قومیت کا کچھ ان میں پتا ہے عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے</p>	
<p>غلط اسکا مفہوم سمجھ میں اکثر نہیں دین ہرگز کوئی حسینہ دیگر</p>	<p>تعلق ہے دنیا و دین میں جو خوشتر سمجھ لو ہین دین دنیا سے باہر</p>
<p>درستی دنیا کا ہی نام دین ہے جدا دین دنیا سے ہرگز نہیں ہے</p>	
<p>کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا ہے آغاز و انجام اس پر ہمارا</p>	<p>کیا اسلئے حق نے دنیا کو پیدا ہے یہ دین دنیا کا ماوا و محل</p>
<p>نہ ہونا اگر دین دنیا نہ ہوتی نہن کی تصویر زیب نہ ہوتی</p>	
<p>تواضع مدارا سے ممنون بنایا نہ بے ساختہ بادشہ نے سنایا</p>	<p>جو ارباب کو چین نے ہم کو بلایا محبت کا سکہ دلون میں بٹھایا</p>
<p>بصد جان و دل آج مسرور ہین ہم منہاری عنایت کے مستکور ہین ہم</p>	
<p>یہ ترجیح بند جلسہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۱۷ ماہ ذوالحجہ ۱۳۲۱ھ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے روز پڑھا گیا تھا و مذاہد ندوۃ العلماء میں اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا</p>	
<p>حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے جلوہ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے</p>	<p>شکر حق بکھواد کرنے کا یا رکھیے جلسہ ندوۃ علماء جو دکھایا اس نے عالم خرمین ہوں یا ہونیں بیداری میں</p>

شوق کہتا ہے کہ اب میرا تھا سنا کیا ہے  
 میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے  
 جتنا نو فخر کرے آج یہ بجا کیا ہے  
 انکے فیض و کمالات کا کہنا کیا ہے  
 زمین انکی تو پیریں کا دعویٰ کیا ہے  
 گر نہ ہو انکی لہریں تو تبت کیا ہے  
 کہتے ہیں اسے سوا نروہ کا مٹا کیا ہے  
 ہم اگر لاکھ ہی سر شکیں تو بچا کیا ہے  
 دسے جب روئے نصب ہو نو چہرہ کیا ہے  
 ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے  
 ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مرثیہ میں معبودِ آج  
 آکھ کہتی ہے بچے خوب ملی دولت وید  
 واہ کیا تیرا نصیب ہے لے شہر مدراس  
 کیسے کیسے ملا تجھ میں بن رنق افزا  
 دین انسے ہے ہی دین کے بن رہنا  
 قدر انکی نہ کریں قدر کریں ہم کسکی  
 یکدمی بچتی قوم میں پیدا و جائے  
 یکدمی جب ہو ممکن نہیں قومی صلاح  
 حانہ جنگی کبابر ہو کہ کیا اسنے تباہ  
 پہنچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو  
 ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ سے جدا

قطرہ بگرست کہ از بحر جدائیم ہم

بحر بر قطرہ بخندید کہ ماتم ہم

قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے  
 اندولوں خوب ہیں یاد دلایا تو نے  
 قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے  
 کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے  
 واسطے قوم کے خوب کھولایا تو نے  
 امانت کس نے می سے سمجھایا مٹایا تو نے  
 خلق کا اسے نمونہ یہ دکھایا تو نے  
 کہنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

جلوہ انروزوں جولے ندوہ دکھایا تو نے  
 بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق  
 تیرے پر جوش مواظ کا اتر کیا کہتے  
 کوئی حیران کوئی ششدر ہے کوئی ہے بخود  
 لعل و گوہر سے نہیں کم تیرے سر معلومات  
 پیش آتے تھے دشمنی سے مخالف ہر جہد  
 شان میں جسکے خدانے ہے کہا خلق عظیم  
 ایسی مجلس عربین نہ عجم میں ہے ہمیں

قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے  
 جس قدر حق تھا جتنا نے کا جتایا تو نے  
 چشمِ عالم کو چکا چوند بنایا تو نے  
 ہمو مفتون مدائینا بنایا تو نے  
 نفع کیا انکو اگر دیکھ سنا یا تو نے  
 اور کیا چاہیے اگر سکو بجایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھ کو ملیگا کیا  
 بیضی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھ سے  
 لمحہ رحمت حق کو یا مجسم آیا  
 گل پیل ہے خدا شمع یہ پروانہ نثار  
 سو رطن رکھتے ہیں جوابل تعصب تجھ سے  
 آہ کس دلت وادبا میں ہے قوم اپنی

سرگرم شکوہ اگر تابشِ حیدر داری

سینہ لبت کا فم اگر طاقت و بدن داری

کس قدر فوم کے گردن یہ ہے ہزار احسن  
 گویا باسون کے لئے لگیا آبِ جوان  
 نو ہے گربادِ سحر ہم میں مثالِ بسنان  
 تو اگر روح ہے ہم صورتِ جسم بجان  
 ہم اگر دروہن تو اسکا ہے ہنسکِ درمان  
 کامِ خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن  
 ہے تنزل پہ تنزل ہمیں ہر آن و زمان  
 دبدبہ انکا ہے رعب اسکا زمانہ میں عیان  
 کس طرح دینِ متبن کا رہے دنیا میں نشان  
 کس لمان کو پیارا نہیں دین و ایمان  
 وقت تو کم ہے گردل میں میں صد ہار مان  
 صورتیں اسی نظر آئیگی پھر ہمو کہاں  
 پھر کہاں ایسے بزرگوں کی زیارت کا سماں

مرحبا مر جا اے مدوہ ملہائے زمان  
 میرے آئے سے ہوئی ہمو مسرت ایسی  
 تر و تازہ ہیں رخ فیض سے دل اور داغ  
 مرضِ جہل تعصب کا سیحانو ہے  
 ہم اگر زخم ہیں تو اس کے لئے یہ موزم  
 تو اگر صورتِ خورشید ہے ہم میں ذرات  
 غبر فوموں کو ترقی یہ ترقی ہے نصیب  
 علم میں مال میں اور میں نے اشاعت میں ام  
 اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے  
 کون کہا ہے ضرورت نہیں اس وقت نری  
 وائے قیمت کہ ترا جا رہی دن کا ہے قیام  
 آہ کب کب تھینگی ہم ایسا مبارک حلب  
 پھر کہاں آہ یہ پرچوش موثر و عطن

کہاں بہ شوق کہاں بھریہ مذاق دینی  
ہم کہاں پھریہ کہاں خوف خدا کا سامان  
بادشہ دل سے یہ حسرت نہ ٹیگی ہرگز  
کہوں نہ یہ شعر ہے صبح و مسا و دربان

حیف ہستم زدن صحبت مار آخر شد  
رخصت گل سرمد یم بہار آخر شد

## نصائح

یہ غزل مشاعرہ حیدرآباد وکن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طرح "مزار فیض یر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعلہ ہے عجب دیا برستی ہے  
نوحا تہ ہے بہان بس مانگا ہو ہی جانا ہے  
اگر ان ہے انفاق و یکدلی کا نقدان و زون  
نرئی غیر و مونکی ہو کیونکر قوم کو اپنی  
نصیحت ناصوئی سنگدل برکار گر کب ہو  
ہزاروں ہوشیار و کمو کرین قربان ہم اسپر  
رسول اللہ کے روضہ کا چہرہ سے وصف ہو کیونکر  
ہن مقبول حد اسب لیا اللہ عجب کیا ہے  
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنسی ہے  
عدم آباد ہی اے ہم کو کیا خوب بنی ہے  
مگر بغض و حسد کی خس ہر کب جا پستی ہے  
اود ہر ہر کام میں جیتی ادھرت بن جتی ہے  
بہ سچ ہے بیخ آہن کی نہیں پہرین دیتی ہے  
می عشق پیمر کی جہانین جب کو مستی ہے  
ملاک کی بھی عظمت جو دین جس جا لگستی ہے  
مزار فیض یر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھ کر آیا ہے گریہ بادشہ لیکن  
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا تر سنی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ و انبثاری کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم قمتا ہو گیا"

دین کی الف گھٹی دیا کا غلبہ ہو گیا  
آہ سال فوم کیا آگے نہا اب کیا ہو گیا

تھی فقط نا اتفاقی مدتوں سے قوم میں  
خوبتر دنیا وہی ہے دین جس کے ساتھ ہو  
جامعیت دین اور دنیا کی ہلک چاہئے  
دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن میں  
آدم و شیطان دونوں بھی تھے مخلوق خدا  
تیرا لے فومی منزل کون جانے انتقام  
واہ کہنے کی نہیں حاجت مرے شہار پر  
دل وہی عمدہ کہ ہر ایک کام میں ہوسنقل

جب تعصب آیا سو نے پر ہاگا ہو گیا  
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا  
جب ہوں کی طرف تو پھر نقصان پیدا ہو گیا  
ہر طرف فتنے اٹھے ہر جا پہ جگڑا ہو گیا  
کار آمد ہوئے اور یہ نکتا ہو گیا  
ہاں کہیگے ہم کیا ماہور ٹا یا ہو گیا  
آہ کر رکھئے تو مقصد میرا پورا ہو گیا  
کام وہ اچھا ادب برس منھ سے نکلا ہو گیا

جاننے والے تو تھک جاتے ہیں بادشاہ  
غم ہے کیا اگر اس غزل کا رنگ پہنچا ہو گیا

مصحح طرح "حسرتیں دل کی رہ گئیں دل میں"

جلوۂ ذکر حق رہے دل میں  
نہیں دنیا کو دین پر ہے شروغ  
سکناں عدم کہیں ہم کیا  
قرین ایک دن تو جانا ہے  
بکھروی جوڑ کر چلین سیدنا  
جاؤں پہر سوئے یثرب و طحا  
اے نکیرین نم نہ کچھ پوچھو  
عشق کس گل کا ہے نہیں معلوم  
خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے  
سہل ہے دین سمجھو مشکل

یہی لیسلی ہو ایسے محل میں  
ڈرہ کیا مہر کے مقابل میں  
ہم ہیں دریا میں نم ہیں ساحل میں  
آہ ہم تم ہیں کن مشاغل میں  
ساپ جاتا ہے جطرح بل میں  
حسرتیں دہلی رنگین دل میں  
حسرتیں دہلی رنگین دل میں  
دروہے نالہ عناد دل میں  
فرق یوں ہی ہے حق باطل میں  
غافلواتم ہو کیسے مشکل میں

لوگ کہتے ہیں سرو کو آزاد ہے غلط پانگل ہے وہ گل میں

روکھا ہسکا ہے بادشاہ کا سخن  
کیا جے رنگ اسکا محفل میں

یہ غزل حب فرمائش حکیم سید عبدالغنی صاحب ساکن دہلی لکھی گئی

مصراع طرح ”یہ ہستی رنگ جہاں کچھ نہیں ہے“

عیان سب پہ ہے یہ نہاں کچھ نہیں ہے  
فنا ہونگے مگر وہ سب حکم حق سے  
نہ رنگ اسکا قائم نہ ہو اسکی دایم  
بلندی پہن دہر میں نام جن کے  
ادھر فکر دنیا او دھر خوف عقبی  
سزا و جزا حق سے ہم بند گون کی  
فقط کام آئیگے اعمال اپنے  
اگر سر جہکادین اطاعت میں حق کی  
خدا اور بندے میں عبر از خودی کے

ثبات و بقائے زمان کچھ نہیں ہے  
زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں ہے  
حقیقت میں باغ جہاں کچھ نہیں ہے  
لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہیں ہے  
فراغت کا سامان یہاں کچھ نہیں ہے  
جو کچھ ہے وہاں ہے یہاں کچھ نہیں ہے  
بجز اسکے اے مہربان کچھ نہیں ہے  
ہمارے لئے یہ گر ان کچھ نہیں ہے  
حجاب دوئی درمیان کچھ نہیں ہے

سخن بادشاہ کا ہے بس سدا سادہ  
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ”ترنی تجارت“ میں شائع ہوئی

مصراع طرح ”کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ ہی نہیں“

ہوتی ہے قومی بصیرت راہگان کچھ ہی نہیں  
چند روزہ ہے یہ دنیا جاوداں کچھ ہی نہیں  
روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود

ہے جزا اسکی وہاں لیکن یہاں کچھ ہی نہیں  
زب و زبیت مال و زعفر و مکان کچھ ہی نہیں  
کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ ہی نہیں

<p>بہ وہ آتش دہلی ہے جس میں دہوان کچھ ہی نہیں  یک منٹ میں دیکھ لو نام و نشان کچھ ہی نہیں  پوچھئے کیا ہے عمل کہہ دینگے مان کچھ ہی نہیں  میسر آگے زمیں یہ آسمان کچھ ہی نہیں  ہم کو جب اندیشہ سود و زیان کچھ ہی نہیں  کون من لائے من کیا اے کہاں کچھ ہی نہیں  ہم کو فکر زندگی سا و وان کچھ ہی نہیں  رو برو اس زخم کے زخم نمان کچھ ہی نہیں</p>	<p>کون جانے کس کے دل میں قوم کا ہے سور و درو  ہے ہمارا جوش قومی سوڈا و اثر کے طرح  خومی تجویزین بہت ہیں مجلسین بھی بن بہت  جب سے ہے میل لطر دنیا کا ادبار و عروج  ہم سہری ہو غیر قوموں سے جہان میں کس طرح  پوچھئے گرم سے خدا محشر میں کیا دینگے جواب  ہیں ادھر دنیا کے جھگڑے اور ادھر عقیدے کا ٹوٹنا  طعن اور تشنیع سے زخمی کیا دل ہنو</p>
--	--

سادگی پختہ تر اسخ ہے بادشاہ

واقعی ہے بات لطف بیان کچھ ہی نہیں

نظم نماز کی فضیلت میں لکھی گئی

<p>مومن وہی ہے جس کو ہے عظمت نماز کی  قرب خدا کی گویا ہے قربت نماز کی  حاصلان حق کو کیسی تھی رغبت نماز کی  پرستش ہو پہلے روز قیامت نماز کی  افسوس ہو مومن کو ہے عظمت نماز کی  حیدر کہاتی ہے یہ کہاں نماز کی  دنیا میں جس سے ترک ہو خصلت نماز کی  کب اس سے ہو جسے نہیں وقت نماز کی  اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی  دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی</p>	<p>بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی  معراج مومن ہے عادت نماز کی  سجدہ میں سر حسین کا نہا باغ چل گئی  بعد کے ہو نگین بندوں خالق کی پرستش  اسلام اور کفر میں ہے اور فرق کیا  جائز نہیں نماز کبھی بے حضور قلب  کہتے ہیں شافعی کہ تقیم اسکو قرض دو  حق خدا، انہو بندوں کا حق اور  ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز  کمال یقین ہے جسکو خدا اور رسول</p>
--	--

<p>خالق کی اپنی حمد اور اس کا شکر یہ جنت کے ہے طلب میں نازی پر غلط دوزخ بہ گرمیاں تو کسی اور کوتاہ محو شہود حق جو بررگان دین ہیں ہر وقت اس کا حافظ و ناصر ہے کردگار بیکار جسا آئینہ ہے پیش بے بصر</p>	<p>کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی گردیدہ ملکہ رہتی ہے جنت نماز کی قسمت میں ہے ہمارے سعاد نماز کی حاصل کچھ اور ان کو ہے لذت نماز کی مد نظر ہے جس کو حفاظت نماز کی بے نفع بے نازی سے مد نماز کی</p>
<p>نائید حق ہے ساتھ ہمارے ای بادشاہ کہنو کر نہ ہم سنائیں نصیحت نماز کی</p>	
<p>دین اور دنیا کا مفہوم</p>	
<p>یہ نظم اخبار "مجدد" مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی تھی</p>	
<p>شوق سے غربت سے سنئے ہم یہ کرتے ہیں بیا ہائے اُن نا فہمیوں نے ہی بگاڑا قوم کو بڑگیا اسکے سبب سے جا بجا بغض و عناد پائے ہیں ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتیں دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر گر نہ دنیا تو کیونکر دین کا ہو گا نمود دین و دنیا میں جدائی ہو نہیں سکتی کبھی دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کر بن کام جو حکم خدا حکم بنی کے ہو خلاف اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے چیت دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہیں وہ</p>	<p>دین اور دنیا کے معنی میں جو نا فہمیان ٹائے ان نا فہمیوں سے ہو گئے جھگڑے عیان یڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان کہو دئے اس کے سبب قوم کی ہم عز و شان یوں ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بگمان مثل قالے یہ دنیا دین ہے مانند جان جو جدا سمجھیں یہ نا فہمی ہے انکی بکراں حب فرمان خدا و مصطفیٰ سر و عیان کہنے میں نیا اسی کو عالمان نکنتہ دان ایک سے مفہوم دیگر اس کا پیش عارفان نے قماش و فقرہ و فرزند وزن ای مومنان</p>



دونوں معنوں میں اگرچہ فرق آتا ہے مگر  
جامع مانع بھی دنیا و دین کا وصف ہے  
بلکہ مادیات سے قوم میں اب دوسری  
فرض یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار  
دیتا ہے ترغیب ترک مالداری قوم کو  
سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہیں خالق کبھی  
مال و زر و زین و زین کے باوجود اسے دوستو  
مالداری منع کر ہوتی تو پھر کم زکوٰۃ  
جایجا قرآن میں کیوں ہو فرما تا خدا  
دوسرا فرق جو ہے اسکی حالت کچھ عجیب  
گرچہ کرنا ہے وہ جو کو دینداروں میں شمار  
خاص کر اسمیں نہیں پابندی صوم و صلوة  
پاس اس فرض کے بس نیکی ہے دنیا میں یہی  
اس سے عمدہ تر نہیں سرمایہ انکے زینت کا  
سرسبز ہر کام میں تقلید انگریزوں کی ہو  
بعض ان میں تو معاذ اللہ مسخودین کا  
حشر میں کس منہ سے جائیگے خدا کے روبرو  
ہم نہیں کہتے کہ انگریزی نہیں ہو مگر مفید  
سکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہئے  
خال جو حد سے بڑا وہ ہو گیا آخر ماس  
وین دنیا کا عطا کر ہو مگر مفہوم صحیح

غور سے یکجہن تو ہے دونوں کا مطلب یکسان  
ماتے ان باتوں سے ناواقف ہیں اکثر مردمان  
کہوتے ہیں اوقات بحث و گفتار میں رایگان  
بے نباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان  
مغلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان  
او رکب راضی ہیں اس سے خاتم پیغمبر ان  
دین پر ثابت قدم ہو ہے ہی مومن کی شان  
ہم یہ کیوں کرتا جہان میں خالق ہر دو جہان  
نعمتیں دیں ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان  
منہک ہے جب مال جاہ میں وہ ہر زمان  
پر نہیں ہے دین کے احکام کا اس میں نشان  
طبع کو اسکے ہیں ایسے کام سب بارگران  
بہرہ ور سلیم انگریزی سے ہوں خرد و کلان  
یہ وہ نیکی جسکے میں اتنی ساری نیکیاں  
ہے ہی تھذیب اور شائستگی انکے یہاں  
کر رہے ہیں کچھ نہیں خوف خدا کے انس و جان  
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہاں  
ہم نہیں کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان  
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بتیکے زبان  
لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان  
بد عقاید سے الٹی دے ہیں امن و امان

از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

خاتمہ ایمان پر ہم سب لمانوں کا ہو

نغمہ ساری دین کی ہے جگہ دل میں بادشاہ

کیون نہ ہو مرغوب ترا نکو یہ تیری داستان

یہ حکم تنزل اہل اسلام پر اٹھا افسوس کرتے ہوئے ان ہر ایک کے جواب میں لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر میں دست و پا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہیں اور ایضاً جریدہ روزگار میں ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی

یہاں وہ دعویٰ ہے دانائی کا بیشک عین نادانی  
وہ متعجب ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی  
اسی کے فضل کے پر تو سے ہے اپنی سخندان  
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی  
لی ہے مورچہ کو اندنوں شان سلیمانی  
نہ ہے الگی وہ دینداری نہ الگا عجب سلطان  
سرکش کشمکش میں اب پہنسا ہے ملک ایرانی  
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کا بلستانی  
ہے سلطان مراقب فریج کے زیر نگرانی  
جو کچھ ہے خط پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی  
ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی  
دلوں سے دور ہونا جا رہا ہے جوش ایامانی  
ہو آئی جب جہازوں کی ہے عالم میں فراوانی  
نہو مرکب کو کیوں طاقت عطا کرنے میں آسانی  
بہلا جب قوت فلوگرانی تم نے ہے مانی  
خدا سے کیوں نہ طاقت پلے دست و پا نہسانی

کہاں وہ حمد نیر دلی کہاں یہ طبع انسانی  
مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہین صفات اسکی  
دیا ہکودہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا  
عجب عالم میں ہے نیرنگی عالم کا نظارہ  
شکت روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو  
چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جہوری  
کسی جا روس غالب ہے کہین انگلنڈ قابض ہے  
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی  
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقب نے  
ہنہین معلوم کیا حالت مراقب کی ہو آئندہ  
غرض دنیا کے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر  
تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغوں سے  
براق مصطفیٰ سے اب بہلا انکار ہو کیونکر  
ہو اپر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو  
گوہی حشر میں گردست و پا دیگے عجب کیا ہے  
صد انسان کی سنتے ہین جب یک پارہ مس سے

<p>جد ہر دیکھو او دہر آزادی مذہب کا ہے غوغا یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے بیکر نہیں معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی صلوٰۃ و صوم سے نفرت زکوٰۃ و حج سے کیا مطلب ڈرو اللہ سے پابند شرع مصطفیٰ رہتے لکھو ای شاعر و اسلام کا اب مرثیہ کوئی</p>	<p>حدیثوں کی نہ وقت ہے نہ خوف حکم قرآنی کہیں تجھ کو نہ بجائے خطاب نیچرستانی بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل و بستانی مسلمان کیلئے بس ہے فقط نام مسلمان پرا عاقل کند کاری کہ باز آید پشیمانی بزرگان سلف کی چوڑو دو تم مرثیہ خوانی</p>
<p>نہ ہو مایوس تو اے بادشاہ خالق کی رحمت سے کر گیا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی</p>	
<p>یہ تضمین شعری سعدی شیرازی پر لکھی گئی</p>	
<p>سعدی سے بن نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب نخوت میں خود پسندی میں اکثر ہیں مبتلا قابو میں دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا سعدی نے یوں جواب دیا غور کر ذرا ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہیں خطا</p>	<p>ہن اب جہان میں لوگ بہت کم نکو نفس نفرت ہے نیکیوں سے گناہوں کی ہے ہو س بہ ملک وہ ہے جس میں نہیں حاکم و محس نادانقی ہے تیسرے لئے صورت نفس مادر کے ہے شکم کا اثر جانتے یہ بس</p>
<p>باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست درباغ لاله روید و در شورہ بوم خس</p>	
<p>یہ نظم انجمن طلباء نے مدرسہ اسلامیہ دہلی کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت فقط جوش ہے طبع کا میرے ورنہ نہیں ہے جہان میں کوئی چیز ایسی کہیں نفع پر ہے مضرت کا غلبہ</p>	<p>سفر اور حضر کی سنا تا ہوں حالت نہ مجھ میں سلیقہ نہ مجھ میں لیاقت نہ ہونفع کے ساتھ جس میں مضرت ضرر کو کہیں نفع نے دی ہر میت</p>

جو کچھ بھید نفع و ضرر میں ہے نہاں  
 کرتے ہیں خالق کے قدرت کے سارے  
 مے ذہن میں جو گزرنے میں باتیں  
 عیاں سب یہ ہے روزِ روشن کے مانند  
 سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ  
 سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان  
 سفر سے برکت ہے سب آرزو میں  
 سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی  
 سفر گزرتے وہ اگلے بزرگان  
 نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی  
 انہیں کے تصدق سے پائیں ہم ہم  
 وطن میں کیونکہ اب تک ملا کچھ  
 سفر کے فوائد سے واقف نہیں ہم  
 کہا خوب حاکی شیریں سخن نے  
 ”سیاحت کے گون ہیں زمر و سفر ہیں  
 ”یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں  
 ”ہیں تالاب میں پھیلیاں کچھ فراہم  
 خدا اگر نہ دیتا سفر کو بزرگی  
 نہوتا تھا ہم پر کبھی حکم حج کا  
 مقابل سفر کے جو لفظ حضہ ہے  
 وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی

خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت  
 سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت  
 دلاتے ہیں اظہار کی جہ کو جرات  
 سفر کے فوائد ہیں جو بے نہایت  
 سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت  
 سفر ہی بڑھاتا ہے فہم و فراست  
 سفر سے ہے دشواریوں میں سہولت  
 سفر میں ہی خالق نے دی خیر و برکت  
 نہ وہ کھینچتے گر سفر کی مشقت  
 نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت  
 یہ عزت یہ وقعت یہ شوکت یہ شہرت  
 سفر کے بدولت ملی علم و دولت  
 سفر کی عموماً نہیں ہمو کر غبت  
 یہ اشعار مملو ہے جمیں نصیحت  
 خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں  
 یہی اپنے نزدیک حد بصر ہیں  
 وہی انکی دنیا وہی اسکا عالم  
 نہ ہوتی سفر میں اگر کچھ فضیلت  
 نہ مسنون ہوتی بنی کی زیارت  
 ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت  
 ہے باطن میں پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت کہاوت ہے مہیا غفلت  
 وطن کی سکونت میں ہے نقص بہت  
 تن آسودگی کی جو کہتا ہے خصلت  
 ہے اس درجہ سروسیاحت کی عادت  
 نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت  
 سفر کو حضر پر ہے ہر طرح سبقت  
 نہ دے چفہ سا تو ہمیں کنج عزت  
 کہیں اہل جلسہ نہ یا تین ملائت

وطن کی سکونت کہاوت کی معن  
 وطن کی سکونت ترقی کی ہارج  
 وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ  
 ہے حد شکر اہل وطن کو ہمارے  
 اگر ڈھونڈیں ہم سارے ہندوستان میں  
 غرض حاصل نظم کا ہے یہ میرے  
 سفر ہم کرین مثل خورشید یا رب  
 سخن کو نہ دو طول اے بادشاہ تم

### اشعارِ دعاویہ

یہ اشعار مسجد محلہ گویند پور واقع و انباری میں ہنگام جنگ روم و یونان بعد اداے ساز شکر یہ محمدی سلطان  
 خلد اللہ ملکہ روبرے حاضرین جماعت بناریج ۱۶ محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

شکر کرے کی کہان بہکو ہے طاقت اے خدا  
 تو نے دی اسلام کی بہکو یہ نعمت اے خدا  
 ہم اسی اسلام سے پائینگے جنب اے خدا  
 آج ہم اسکی مناتے ہیں سرت اے خدا  
 واسطے انکے ہیں یہ ابام فرحت اے خدا  
 ایک عالم جیکے ہے ریر حکومت اے خدا  
 ہے اسی سلطان سے ہم سبکی عزت اے خدا  
 اس سے کیا پڑا کہ ہے کوئی اور عظمت اے خدا  
 نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا  
 کیا دکھائیں منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

ہم یہ کیا کیا ہیں نرے فضل و عنایت اے خدا  
 نعمتیں سبج ہیں تیری ان میں سب افضل ترین  
 ہم اسی اسلام سے پائینگے دور رخ سے نجات  
 اندون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو  
 ہم تو کیا روئے زمین پر ہیں جہان تک ویندار  
 کون وہ سلطان یسے حضرت عبدالعہد  
 ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے  
 جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی  
 ہے شکست اسکی حقیقت میں شکست اسلام کی  
 شکر گزیرانہ اس موقع پہ ہم لائیں سبج

اگر نہ حاصل ہو خوشی مسلم کو اسی نسخ پر  
 نصرت اسلام کا ہے سج رہا ڈنکا او دہر  
 اندون اس جنگ نے کیا کچھ دکھایا ہے اثر  
 دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح میں ہن نربان  
 فی الحقیقت یہ کتھے سب میں ترے فضل کے  
 اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام  
 تاج حکم رہے قائم رہے دایم رہے  
 ہم مسلمانوں کے دین دے سجے صبح و سہا  
 ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے  
 خیر خواہوں کو تو اس کے شاد رکھ آ باد رکھ  
 فاتح و منصور حبیب ابدون اس کو کیا

کیا ہمارا دین کیا دینی حیت اسے خدا  
 ہے او ہر یونان کے ذلت کی نوبت اسے خدا  
 سارے یورپ پر ہے طاری جکی دہشت اسے خدا  
 کیا یہ تیری شان کیا نیری ہے مدد اسے خدا  
 کہوں نہ ہم مانگن دعا یہ با صداقت اسے خدا  
 رکھ سلامت رکھ سلامت رکھ سلامت اسے خدا  
 اسکی عظمت اسکی ثروت اسکی حمت اسے خدا  
 اسکی نیت اسکی الفت اسکی عاہت اسے خدا  
 تاج و تخت و چتر و اسب ملک و دولت اسے خدا  
 اس کے بدخواہوں کو کر پامال و غارت اسے خدا  
 یوں ہی رکھ غالب اسے ہر ایک ساعت اسے خدا

بندہ ناچیز ہے یہ بادشاہ عاصی ترا

بخندے اس کو زراہ لطف و رحمت اسے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسہ اسلامیہ و انبیا ئی میں اراکین محترم ایجوکیشنل سوسٹی و انبیا ئی روبرو پڑ گئے

یار ب تری قدرت کا ہیں جلوہ دکھا دے  
 محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا  
 محفوظ تو کر دل کو دماغوں کو معطر  
 حامی ہیں مرتبی ہیں معاون ہیں جو اسکے  
 بہبودی دارین سے کر انکو سرفراز  
 یار سب سے دعا ہمت و جرأت کو انہوں نے  
 دنیا کی طلب دے تو ہمیں دین کے خاطر

اس مدرسہ قوم کی قسمت کو جگا دے  
 سر سبز بنا دے اسے شاداب بنا دے  
 اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکھا دے  
 کر انکے مقاصد کو عطا یا اس شاد دے  
 آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے  
 تو اور پڑھا اور پڑھا اور بڑھا دے  
 بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا میں بنا دے

ثابت قدمی تیرے اور امین عطا کر  
دنیا کو رکھیں دین کے ہم ساتھ ہمیشہ  
سکش مذہب تیری شریعت سے کسی دن  
عاجز ہیں گنہگار ہیں ہم خستہ جگر ہیں  
تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے  
اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب  
ہر دم ہو عطا اس کو ترقی پہ تر فی  
ایوان دل قوم رہے اس سے منور

اور تیرے نواہی سے ہمیں دور رہا ہے  
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہم کو سکھا ہے  
سر تیری اطاعت میں ہر کی وقت جہکا ہے  
جوش اپنے تو افضل کا اب ہم کو دکھا ہے  
کس در پہ بہلا جائیں ذرا تو ہی جتا ہے  
صد ہا ہمیں اس طرح کے جلسوں کو بتا ہے  
کل بند میں دہوم اسکی اہلی تو مجا دے  
لو اسکے محنت کی ہر یک دل میں لگا دے

اے پادشہ ہمچراں اس کا مجب کیا  
تاثر اگر تیرے سخن میں بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ اسلامیہ انبائری کیلئے حسب فرمائش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی  
بی۔ اے۔ یل۔ ٹی۔ پرنسپل مدرسہ اسلامیہ و انبائری لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلباء عاجز و انکساری  
مالکے تو ہمارا ملوک ہم ہیں تیرے  
تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہیں  
اس مدرسہ کے جتنے بانی منتظم ہیں  
منون ہم ہیں انکے مرہون ہم ہیں انکے  
سرسبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن  
یا رب جہان میں دائم رکھہ انکو شاد و خرم  
یا رب ہمارے دل کے پیچون کو کر شگفتہ  
سلطان روم اپنے ہیں مذہبی خلیفے

کرتے ہیں عرض تجہ سے اب اے جناب باری  
تیری شان کے قابل کب ہے زبان ہماری  
فضل و کرم کی تیرے سب کو امید واری  
مد نظر ہمارے جن کو غمگساری  
ہر دم ہے شکر انگال پر ہمارے جاری  
ہوئی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری  
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری  
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری  
یا رب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قائم رہے الہی دائم رہے الہی ہے بادشاہ ہفتم یڈ ورد جو ہمارا ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکساں یا رب فزون ہوا کے دل میں ہماری الفت	انکی یہ جاہ و شمت انکی یہ شہر یاری ہے جسکے زیر سرمان ازلم ہند ساری ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری محکم رہے ہماری اس سے وفا شعاری
---	--

ہیں بادشاہ نامی شاعر جو اس وطن کے  
یا رب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گوئند پور واقع دانبازئی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذوالنہن ہمارا تو زلف و شہ و اللہ تو رحم کر نیوالا احسان سب کو دل میں لاکھ غنائیں حو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے تو جہد کے نشہ میں مخمور ہیں تو ہم ہیں کیونکر نہ دل ہمارا سورج کی طرح جسکے خوف عذاب محشر ہم عاصیوں کو کیا ہے قائم رہے الہی دائم رہے الہی	تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا تو ہے شانے والا رنج و محن ہمارا کس کس کے لشکر میں اب اہود ہیں ہمارا وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا کبار کیسے گا کوئی نشہ ہر ہمارا ہے اسپہ نور ایمان جہلۂ مغل ہمارا حامی ہو جب رسول آحرز من ہمارا یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا
--	---

فدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا تم  
بیک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوئند پور واقع دانبازئی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء میں پڑھی گئی

اے خداوند زمین و آسمان اے ہمارے خالق عالم نواز ذات تیری قاضی الحاجات ہے	اے خدائے مالک کون و مکان اے کریم کار ساز و بے نیاز مقصدین بر لاکہ ان فی بات ہے
---	--



خلق کو اس انجن سے صبح و شام ممبروں کے دلہن دے سمیت فزون خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام انجن محکم ہو ہر ایک کام میں خلق میں ہے جس طرح بہ شاندار یا خدا حضار مجلس کو ہنام دین اور دنیا کی بہبودی عطا	فائدہ پہنچا تو اے رب نام انجن کو تار ہے فونت فزوں ہو مطابق نام کے ہر ایک کام دے از بارب تو اسکے نام میں یون ہی ہو سرکار میں اسکا وقار رکھ ہمیشہ شادمان و شاد کام کچے اکو طفل مصطفیٰ
---	---

سب مقاصد میں رہن وہ کامیاب  
بادشاہ کی بہ دعا ہو منجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامہ جناب آریل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر میر لکھنؤ کونسل مدراس کیلئے لکھی گئی اور  
انجن خبر خواہ عام گوئد پور واقع و انبازی کی طرف سے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۷ء کو پڑھی گئی۔

مقصود یہ ہے خالق کون و مکان دے مضبوط اسکا دہن رکھہ رشتہ حیات مبدول ہے بڑی عنایت رہے مدام بالکل ہو وقف نفع رسائی قوم میں سرکار میں وقار بڑھے قوم بن ہو نام اسے ہی مہمان کا شرف میزبان کو ہو	مدوح کو ہمارے فزون عز و شال دے صحت میں عافیت میں نہ اسکے زیان دے ہر آفت و بلا سے الٹی امان دے دل البا اور البسی الہی زبان دے یارب تو اسکی طبع میں وہ آن بان دے یارب ہمیشہ البسا بہن یہاں دے
---	--

صدیف قوم میں جس و حرکت ہیں ذرا  
یارب تو اسکے قالب ہے جان میں جان دے

یہ مناجات مظلوم مدرسہ نسوان انجن خبر خواہ عام گوئد پور واقع و انبازی کیلئے لکھی گئی اور حلقہ نسیم انعامات  
سنہ ۱۳۱۳ھ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۹۱ء میں اکبر لڑکی نے پڑھی۔

کھو مکر ہو شکر نبرائے ادا خدا با  
 معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا  
 ہم باندیان ہیں تیرے محتاج اور عاجز  
 مانگن اگر نہ تجھ سے پہر کس سے خاک مانگیں  
 سب سے بڑا یہی ہے احسان ہکو نونے  
 سالار دنیا ہیں عالم کے مقصد ہیں  
 اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں  
 انکے طفیل سے یقیناً ہم نے بانی  
 اچھا ہو دین انکا دنبہ ہو انکی اجہی  
 مانناپ سے ہیں بڑے ہستانیان ہمارے  
 انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم  
 ہیں جتنی بیبیاں اس مجلس میں آج حاضر  
 وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس  
 دنیا میں آخرت میں رکھ سب کو شاد و غم

فضل و کرم ہے یز ابے انہا خدا یا  
 مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا  
 حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدا یا  
 جزیرے کون ہے اب حاجت روا خدا یا  
 امن میں مصطفیٰ کے سپدا کما خدا یا  
 ہے جان و دل ہمارا ان پر خدا خدا یا  
 رکھہ ان کو نوسلامت صبح و ساء خدا یا  
 اجر عظیم ان کو کیجے عطا خدا یا  
 سر لاد لون کا انکے ہر مدعا خدا یا  
 بہو لینکے کس طرح ہم انکو بہلا خدا یا  
 تو نیک تر جزا دے روز جزا خدا یا  
 جلسے کو انسے رونق ہے بر ملا خدا یا  
 اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدا یا  
 کر دور حاضرین کے رنج و بلا خدا یا

اشعار بادشاہ کے دلچسپ خوبتر ہیں

کرتے ہیں اسکے حق میں ہم سب دعا خدا یا

بہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیز یہ تر ملکھڑی مدراس کے لئے لکھی گئی

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدا یا  
 مالک ہے نو ہمارا خالق ہے تو ہمارا  
 یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا  
 بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم اور کم

کر ہمہ تو نگاہ لطف و عطا خدا یا  
 یا ور ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا  
 ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدا یا  
 کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدا یا

<p>خلعت کو جہل کے تو یکدم مٹا دیا  کیچے ہمیں عنایت ذہن رسا دیا  بد مذہبی سے ہر دم ہم کو بچا دیا  بہرے ہمارے دل میں صد وصفا دیا  احسان تو نے کیسا ہم پر کیا دیا  رکھہ انکو شاد و خرم صبح و سہا دیا  کر سرفراز انکو بے انتہا دیا  فضل و کرم کا سب کو جلوہ دکھا دیا  کردوران سے ہر یک رنج و بلا دیا  گلشن ہو مدرسہ کا پھول پھلا دیا</p>	<p>انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو  ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی  دے ہم کو استقامت شرع محمدی پر  تہذیب دے ادب و اخلاق نیک بھی  امن بن مصطفیٰ کے پیدا کیا ہے ہم کو  جو صاحب کرم ہیں اس مدرسہ کے بانی  دنیا کی خوبیوں سے عقبی کی نعمتوں سے  استاد و معلم ہیں اس مدرسہ کے جتنے  دنیا ہوا چھی انکی اور دین بھی ہوا چھا  سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمیں</p>
--	---

بندہ ہے یزاکثر بہ بادشاہ عاصی  
تو بخش اسکے سارے جرم و خطا دیا

## انظمہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار خیر دکن مدراس مطبوعہ ۳۲ راکٹر برس ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی جس کے انر سے اہل اسلام مدراس میں  
جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا

<p>سننے ہیں تیری ثنات اے حجازی ریلوے  پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے  دور ہیں سب رنج و زحمت اے حجازی ریلوے  اسے بیکن کی مسافت اے حجازی ریلوے  ڈاک بھی پھینچے بسرعت اے حجازی ریلوے</p>	<p>کیوں نہ ہو ہم کو مسرت اے حجازی ریلوے  حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے  اب شتر کی ہے سواری اور نہ قزاقوں کا خوف  شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ  تجربہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ</p>
---	--

ان فوائد سے نرے انکار کیونکر کر سکے  
ہاں ترابانی دبی سلطان ہے عبدالحمید  
آج تک گزرے ہیں جتنے بادشاہان روم کے  
یہ شرف بنری بنا کا حاصل کے واسطے  
واسطے تیرے جو اس نے دین ہزاروں اشرافی  
بازبان حال تو اسکی رہسگی مدح خوان  
سارے دنیا کے مسلمانوں کو اسنے شوق سے  
دیر پھر کیا تہی عرب میں اور مصر و شام میں  
مخلفین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہیں منعقد  
حیف اب تک بخیر ہیں ہم مسلمانان ہند  
ہے نہ دینی جوش ہو اور نہ فکر آخرت  
ہیں کہ ہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو  
نیک ہیں ان کے ارادے ہیں مبارک نیکے دل  
نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہو اپنا کر دگا ر

جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے  
مستحق ہے جسکی تنظیمت اے حجازی ریلوے  
کنے بہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے  
حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے  
ہے کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے  
حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے  
دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے  
ہو گئی چندون کی کثرت اے حجازی ریلوے  
جا بجا ہے میری شہرت اے حجازی ریلوے  
ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے  
اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے  
کیوں نہیں کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے  
جو کرین بری اعانت اے حجازی ریلوے  
اس سے بڑھ کر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ بھی دن آئے کہ دیکھے بادشاہ جلوہ ترا

ارہیے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

فیلم اخباریہ آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی

رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ  
ہر ایک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ  
منال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ  
یہ ہر دو نفع کا منظر حجازی ریل کا چندہ

مفید فوم ہے بحسب حجازی ریل کا چندہ  
یہ کیوں انجلیق میں انہر حجازی ریل کا چندہ  
امیر المؤمنین کا حکم ہے پر تو نکلن اسپر  
رفاہ قوم دنیا میں جزائے نیک عقی میں

کہ کون اے حاجو بہرِ طرح کی ہونکو آسائش  
منور قوم کی الفت سے جب آئندہ دل ہے  
شربک اس میں ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ طاقت ہو  
اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے  
ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک میں  
خبر کچھ ہے نہیں ہندوستان کے اسی مسلمانوں  
ہزار افسوس تم میں کچھ حمیت ہے نہ خیرت ہے  
ذرا دیکھو تو اخباروں میں قومی جوش کا کیسا  
جوہن اہل کرم البتہ وہ مسرور ہیں اس سے  
مضول اسراف کاموں میں جو حیا صرف ہوتا ہے

منہارا بنگیا باورِ حجازی ریل کا چندہ  
ہے اس آئندہ کا جو ہر حجازی ریل کا چندہ  
حکرت ہے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ  
فراہم سب کریں ملکہ حجازی ریل کا چندہ  
حوشی سے دیتے ہیں گھر گھر حجازی ریل کا چندہ  
ہو اکن کن مفاہون ہر حجازی ریل کا چندہ  
خوش آئیکا مہینہ کبوتر حجازی ریل کا چندہ  
دکھاتا ہے تہس منظر حجازی ریل کا چندہ  
دل مسک رہا ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ  
نہیں کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے پادشہ مجھ کو  
موت ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

بہ نظم وصف اخبارات میں رسالہ اخبارِ سنی، مصنفہ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری  
مخدوم روم و انباری کیلئے لکھی گئی رسالہ مذکورین طبع ہو سکے علاوہ اخبارِ مخبرِ دکن مدراس میں بھی شائع ہوئی

جہاں میں کیوں نہ فردوں ہووے وقعت اخبار  
نہیں ہے ہند میں افسوس رغبت اخبار  
ہزاروں جاری ہیں لاکھوں کی ہے وہاں تسیم  
عیان ہوتے یہ حالات مشرق و مغرب  
ترا یہ جام مبارک ہو تجھ کو اے جمشید  
نہ دیکھیں کہ تو ہر وقت دل سے بے چین  
جو علم دوست ہیں کہتے ہیں دوست ترا کو

جتار ہا ہے زمانہ ضرورت اخبار  
اصول زسیت ہے یورپ میں رویت اخبار  
ز ہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار  
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم غایت اخبار  
یہاں ہر ایک ہے مست محبت اخبار  
شال شاہد رعنا ہے صورت اخبار  
لیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہاں جہالت و ناواقفی کی کثرت ہے ہیں واقعات میں پنہاں نصیحتیں صد ہا جو گرسند ہے ترقی فہم وجودت کا نہ کر غور تو اسے دور بین کے موجد	سمجھ لو تم کہ وہاں ہوگی قلت اخبار بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار کر لگی سیر اسے جلد نعمت اخبار کہ دور بین پر ہے ان روزوں سبقت اخبار
--	--

قلم کو روک لے اے بادشاہ بیچیدان  
کہاں ہو تجھ سے ادا حق مدت اخبار

نیفٹم وصف زراعت میں اخبار زمیندار گرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب میں مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۷ء کو طبع ہوئی تھی	دنیا میں عجب نعمت داور ہے زراعت محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام حرمت تو کجا شبہ کا بھی اس میں نہیں خوف ہے فدر زراعت اونہیں جو اہل حسد وہیں اسباب معیشت میں تمام اسکے فروعات یا کہتے عوارض ہیں وہ سب انگا یہ جو ہر یا مثل دواثر ہیں وہ یہ صورت مر کر کیا چیز ہے وہ جب کو تعلق نہیں اس سے بیوجہ نہیں اسکو ہے بارش کی ضرورت آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان میں جا بان کے وجوہات ترقی میں بلا شک اخبار زمیندار ہوا دے پئے اصلاح اے کاش جو قائم ہو زمیندار کمیٹی
ہر فن سے ہر یک پیشہ ہے بہتر ہے زراعت کیا فیض رسان خلق پہ کس ہے زراعت جس ملک میں جس صوبہ میں اکثر ہے زراعت کیا نیک معیشت کی بہ بہر ہے زراعت کم عقل کے نظروں میں تو کمتر ہے زراعت ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت یا کہتے وہ اولاد ہیں مادر ہے زراعت یا کہتے وہ سب صیغے ہیں مصدر ہے زراعت وہ کون ہے جسکی نہیں یا ور ہے زراعت اللہ کی رحمت سے سحر ہے زراعت اولاد ہم اسکے ہیں خوشتر ہے زراعت سچ کہتا ہوں پہلا ترانہ ہے زراعت کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت پہر سہد میں رونق تری برتر ہے زراعت	

کیا وصف ہوا اس بادشاہ سچپان سے  
خالق کے عنایات کی نظر ہے زراعت

یہ فنوی حسب ایمائے معتمد انجمن معونت المحدثین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۲۵۵ گشت  
سنہ ۱۲۵۵ء میں طبع ہوئی

<p>اے بھائی قوم تم ہو کھان ہیں کدہر تم اے قوم کے غمخوار ہے اگر دل میں جوش ایمانی کیجئے یک ذرا ادھر بھی نظر انجمن یک ہوئی بہان قائم قوم میں اپنے ہیں جو معذورین یعنی محتاج لو لے لنگردن کو اور جن کے حواس میں ہے فتور دیوبن انکے لئے لباس و طعام سچ تو یہ ہے جہان میں سب فرید یہی ہوتا ہے صدقہ و خیرات انکی تابعدار سے خدا خوش ہے رنج و زحمت کا انکے آہ اثر دل ہمارا نہیں وہ بھڑ ہے دیندار و متہین ہے اب کیا دبر چندہ اس انجمن کو کیجئے عطا جس قدر نکلو استقامت ہے</p>	<p>خبر خواہان قوم تم ہو کھان اے می عشق قوم کے سرشار گر ہے احساس رنج انسانی لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر جسکے اغراض ہیں یہی دایم انکی تابعدار ہوئے با آئین گوئی بھردن کو اور اندھون کو ہیں جو کسب معاش سے مجبور اجریا میں بہ نزد رت انام ہیں یہی لوگ قابل تائب ہے سلوک ان سے افضل الخانات اور سردار و بنبا خوش ہے گر نہ کچھ ہی ہمارے ہو دل پر بلکہ بھر بھی اس سے بہتر ہے کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر لوٹ لیجئے ثواب عقبہ الٰہی کا دیجئے دیجئے عنایت ہے</p>
---	--

کم و بیشی سے کچھ نہیں مطلب  
چند روزہ یہ زندگانی ہے  
فکر کچھ آخرت کی تم کر لو  
ہر دم از عمر می رود نفی  
خجل آن کس کہ رفت و کار نہ شن  
ہاں اگر دل میں کوئی کہنکا ہے  
شوق سے آئین انجن میں شباب  
دیکھیں جب آپ اسکا کاروبار  
انتظام اسکا کیون نہ ہوئے ٹھیک  
خاصکر معتمد ہیں جو ذیشان  
ذی لیاقت ہیں ذی فراست ہیں  
حامی قوم ہیں یہ شام و بنگاہ  
یا الہی طفیل شاہ ام  
تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل  
ہر دم اسکے معاونوں کا عدد  
کیا عجب ہے بفضل رب قدیر

حُبِ قومی فقط غرض ہے اب  
سارا سامان جہان کا فانی ہے  
آج کا کام کل پہ پست رکھو  
چون نگہ می کنم نما ند بیسے  
کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت  
ہاتھ لگن کو آرسی کہا ہے  
دیکھ لیں اسکا سب حساب و کتاب  
مطمئن دل ہو آپ کا بسیار  
کیسے کیسے عمائدین ہیں شریک  
قالب انجن کے روح روان  
نیک نیت بلند ہمت ہیں  
مرجا مرجاجند اہ اللہ  
رہتے اس انجن کو مستحکم  
اسکے اغراض کی تو کر تکمیل  
یا الہی بڑا دے تو بے حد  
بادستہ کے سخن میں ہوتا اثر

لطفت خلق ہو یہی ہے ہوس  
بر رسولان بلاغ باشد و بس

یہ نظم بھی انجن مذکور کیلئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی

سنئے اے اہل کرم فرما دے معذورین کی  
آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی

کیجئے اے منعمو امداد معذورین کی  
کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی بے زبان



خستہ ہیں ناچا ہیں مجبور ہیں محتاج ہیں  
 یک طرفہ شرع پیہر یک طرفہ عقل رسا  
 دل میں آتا ہے ہر یک کے صفحہ دلیر بھی  
 اے شکم سیر و ذرا بہو کون کی ہی لہجے خبر  
 رہتیں کیا کیا نہ دیکھا تمکو عقیقہ میں خدا  
 تم کر بیٹے انکی گراما دھرم سچ و سدا  
 گرنہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون  
 نیکے وہ ذہن بیشکے مبارک وہ دماغ

راحت دنیا سے کیا بر باد معذورین کی  
 دونوں کہتے ہیں کروا دلا معذورین کی  
 شکل کھینچوں صورت بہر ادا معذورین کی  
 تندرستوں کو کچھ یاد معذورین کی  
 رنج سے گریخ ہو آ زاد معذورین کی  
 حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی  
 آہ برجمی ہے تو حبل ادا معذورین کی  
 جس سے بہبودی ہو کچھ کیا دلا معذورین کی

خانہ دل میں ہر یک انسان کے اسی پادشاہ  
 روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

فیلم سبھی جلسہ سالانہ انہن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۷۷ء میں پڑھی گئی اور مقبول خاص و عام ہوئی

ای قلم کیجئے قسم کچھ آج حالت قوم کی  
 ای اثر میری زبان میں کچھ تو ہوتی راظہور  
 ای تنہا ضبط یوں دلیں رہیگی کب تک  
 ای ترقی ہم ترستے ہیں تری دیدار کو  
 دل وہ کس صرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ  
 زندگی اسکی ہے کیا اتنا ہی جو واقف نہو  
 غرق ہے بحر تنزل میں یہ کیا سر تا پایا  
 خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار  
 جسطرح فضل نردان گلشن کو کرتی ہے تباہ  
 فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان میں

ای طبیعت کرا عات گ رہے الفت قوم کی  
 ای زبان لازم نہیں کیا تجھ پہ خدمت قوم کی  
 ای دل پروردگارتک تجھ میں حسرت قوم کی  
 ای تنزل تا بہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی  
 جس سے عالم میں نہیں کچھ بھی اعانت قوم کی  
 قوم ہے کیا شئی کسے کہتے ہیں اخوت قوم کی  
 کچھ نہیں اب تک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی  
 حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی  
 یوں ہی خود غرضی شادیتی ہے قسمت قوم کی  
 غور کچھ اس پر نہیں ای دلے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و نزوت لاکھ ہم پیدا کریں  
 عام عزت کیلئے لارم ہے باہم اتفاق  
 اتفاقاً بھی نہیں بہکون خیال اتفاق  
 آہ اے نا اتفاقی ہو سراخانہ خراب  
 غم نہیں اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی  
 قوت بازو سے اپنے ہم کو کچھ کرتے نہیں  
 دوہی دو چیزیں ہیں جس سے ہے ہن دلت نصیب  
 باوجود ایسے منزل کے خدا کا سر ہے  
 قوم میں باقی ہیں اب بھی ایسے ہمدردان قوم  
 لعل سگریزوں میں خاک تر بن ہوں جب سے نذر  
 درد ہے گر قوم کا کچھ کر کے اب دکھلائے  
 شاعر و شعرو سخن سے ہمت افزائی کرو  
 چارہ ساز و قوم کی کچھ چارہ سازی کھئے  
 عاقلو کچھ عقل سے تاسید و تاسد دو  
 انجن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی  
 خوش نہ کہوں اس سے خدا ہو خوش نہ کہوں اس سے  
 لگڑے لوے بے بصر پاتے ہیں ملبوس طوعام  
 گر نہ ہونا نہ اکی اور پیرن وہ در بدر  
 انجن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد  
 ایسے ہی جلسے موثر ہیں ز بہر خاص و عام  
 ایسے ہی جلسوں سے ہوتی ہے نمایان یکدلی

کچھ نہیں حاصل نہو گر عام عزت قوم کی  
 اتفاق و یکدلی میں ہے سعادت قوم کی  
 ہے یہ کیا نا اتفاقی جز و فطرت قوم کی  
 گم ہوئی دولت فقط میری بدولت قوم کی  
 حیف سا تھا اسکے ہوئی ہمت بھی نصرت قوم کی  
 دکر کیا کچھ وہ اگلی شان و شوکت قوم کی  
 ایکے علمی ہے دگر ہے فلاکت قوم کی  
 اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی  
 کب نہ یک دن جن سے ہم دیکھی گئے نصرت قوم کی  
 یوں نہان دلہن ہے انکے درد و وقت قوم کی  
 خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی  
 عالمو اب زور سے کیجئے ہدایت قوم کی  
 اے طبیبو بکھٹے کہا ہے علالت قوم کی  
 مالدار و مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی  
 عمدہ تر کہئے نہ کیوں اسکو حمایت قوم کی  
 طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی  
 اس سے بڑ بکر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی  
 کیا نہوگی غیر قوموں میں حقارت قوم کی  
 کون کہنا ہے نہیں اس سے مسرت قوم کی  
 ایسے ہی جلسوں سے بڑجاتی ہے ہمت قوم کی  
 ایسے ہی جلسوں سے ہے دیان غنمت قوم کی

خواب غفلت سے جگادیتی ہیں ایسی محفلیں  
بانی جلسہ جو ہیں اس انجمن کے معتمد  
کہتے گراٹکو منافی القوم کچھ حجاب نہیں  
انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلبس  
صلیب مولوی حاجی ضیا الدین ہیں  
حصہ لیتے ہیں ہمیشہ بون ہی فوجی کام میں  
انتجا ہے تجہ سے بارب از طفیل مصطفیٰ  
دام سے دم سے دم سے انجمن کے حال پر  
قوم کو جلسہ مبارک ہو بہ باعز و وفار  
شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عذلیب  
ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری  
کیون درمقصود سے دامن انجمن کا پُر نہو

صحبیں ایسی بدعتیں ہیں رنگت قوم کی  
لوچہ کیا انکے دل میں ہے جو الفت قوم کی  
ان میں ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی  
شکر ہوا نکاد اکبے برطافت قوم کی  
مرحبا شایان ہے انکو رصدا رت قوم کی  
ہر زمان منظور ہے انکو حسانت قوم کی  
انجمن ہو یساون تا قاست قوم کی  
یا الہی روز افسرون ہو عجبت قوم کی  
ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی  
بس ہے ہم قومی مجنون کو محنت قوم کی  
بے کھف میں نے لکھی ہے حکایت قوم کی  
مثیل دریا موح زن ہو گر سخا و قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے بادشاہ  
ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت و م کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن جبر خواہ غریبائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء کیلئے لکھی گئی

اپنے قومی بہائیوں کا کس لئے ہے اثر دحام  
نگہت الفت سے کون تازہ ہے ہر یک کا منام  
کون ہیں بانی مہانی اور کیا ہے اسکا نام  
آفرین بخین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام  
ہم بیان کرتے ہیں اسے حضار و الا احترم  
اور ہے مدراس میں دو سال سے اسکا قیام

آج کہا جا رہا ہے یہ کون جمع ہیں سب خاص و عام  
کس لئے ہر یک کے چہرے سے مسرت ہے عیان  
کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے  
قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مد نظر  
لو سنو اب تم مفصل ان سوالوں کا جواب  
بہر نایہ غریبان انجمن قائم ہے ایک

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منصف  
ختم ہے شادی ہے اور تہنیر ہے انوائت کی  
فیض ہے اس انجن کا مفسر قوم کو  
مستعد بن اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ  
پورا پورا وصف اسکا اسلئے لکھا نہیں  
سال نامہ انجن کا آپ نے سنو ا دیا  
کام کرنا اور ہے باتیں بنانا اور ہے  
ایسے لوگوں سے نہ کیوں خوش ہوں جنہا مصطفیٰ  
جلسین ہوں تو بہت اس شہر میں موجود ہیں  
مالدار و کچھ تاسید ہر انجن  
عالم پسند نصیحت قوم کو کچھ کیجئے  
شاعر و شعرو سخن سے ہمت افزائی کرو  
مرد خوب فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود  
جیسے جی جو کچھ کہ کرنا ہے کرن اعمال نیک  
قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ ہی نہیں  
کام جب تک سر مو بہی خلاف شرع ہو  
دینداری گر نہ دینا ہے وہ کس کام کی

ایکے اظہارِ طرب کیا آج ہے یہ ہوم و ہام  
تین یہ اسکے غرض بس بن بن یہ اسکے کام  
صدق دل سے کیوں نہ وہ دینگے دعا اسکو دم  
ذی فراست ذی اوباب ہن دی کرہ ذی ہتھام  
تا نوشا مد کا کہیں جہہ پر نہوے اتھام  
واہ کس خوبی سے نفا ہر ہو گئی حالت نام  
کام کرنا اسکو کہتے ہیں یہی سچا ہے کام  
ایسے کاموں سے نہ کیوں رخصی رہے رب الہام  
سب میں سستی اگر کہتے اسے کاتے کلام  
آپ کے قبضہ میں ہے اسکی نرقی کی لگام  
انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام  
آپ کی جادو بیانی کرتی ہے عام کو رام  
بحر طبع کے دانوں میں رہتا ہے نام  
موت ہے ہر میکے سر پر لیکے تیغ بے نیام  
صرف ہمدردی کا لب لبون کو ہے ہوا تے خام  
ایسے ہمدرد کو اپنا دور ہی سے ہے سلام  
دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھو یا رب ہمیشہ قوم کو  
بادشاہ کی التجا تجھ سے ہی ہے صبح و شام

یہ ثنوی جلسہ سالانہ انجن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

کبار کے انساں ادا کیا حوصلہ ان کا

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفیٰ

مرحباً بہ انجن سچی ہے قومی خبر خواہ  
 مرحبا یہ انجن ہے بکسوں کی دستگیر  
 مرحبا بہ انجن پشت و پناہ لسان  
 مرحبا یہ انجن سچی ہے فوجی غما ساز  
 گرچہ ہیں آفاق بین اعراض قومی نے حساب  
 یعنی ہے پہلی عرض نادار لڑکوں کی خستان  
 ہے عرض بہ دوسری اموات جو غربا کے ہیں  
 تیسری ہے یہ عرض نادار جو ہیں لڑکیاں  
 بس یہی تبوں غرض پر انجن محدود ہے  
 کون کہتا ہے کہ بہ ابواب ہیں بے فائدہ  
 منعقد ہے آج جلسہ انجن کا خوب تر  
 جمع ہیں نامی گرامی عالمان دستدار  
 کیسے کیسے ہیں مفر خوش بیان شیریں زبان  
 زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے  
 انکی تقریریں کلام انکا نہ ہو گا گر مفید  
 معتد اس انجن کے ہیں جو موسیٰ سیٹھ نام  
 انجن کے بانی و موجود پہ ہو صد آفرین  
 گو نہیں زندہ ہے وہ زندہ ہے بلیک اسکا نام  
 خوب انہوں نے انجن کا ابٹایا ہے رپورٹ  
 یوں ہی گرجا رہی رہیگا انجن کا کاروبار  
 انجن سے آج مجھ ناچیز کی نہ عرض ہے

مرحباً حاری ہے اس سے خوب سلامی فائدہ  
 مرحبا یہ انجن ہے مرجع برنا و سپر  
 مرحبا بہ انجن ہے ہمارے بے جا رگان  
 مرحبا یہ انجن سب سے ہے عمدہ یادگار  
 اسکے جو اغراض ہیں ان سب کا ہے لب لباب  
 ہوتی ہے تائید اسکی انجن سے بگیاں  
 انکے ہے تجھز اور تکفین اس سے بالیقین  
 انجن کے استعانت سے ہوں انکی شادیاں  
 انجن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے  
 کون کہتا ہے نہیں اسکی جزا روز حسرت  
 جمع کیسے لوگ ہیں ذی علم و دانش نامور  
 اور ہیں موجود کیسے تاجران با وقار  
 کیسے کیسے ہیں بہان واکا طبعیت شاعران  
 قدراور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے  
 اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید  
 نیک جو ہیں نیک دل ہیں ذی کرم ذی احترام  
 ہے مگر افسوس وہ دنیا میں اب زندہ نہیں  
 انجن کا دوستو دنیا میں جبکے قیام  
 مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ  
 ایک دن افزون بہت ہو جائیگا اسکا وقار  
 عین منت گرجا بت کا شرف اسکو ملے

انجن کے کام کی جتنک نہ ہو شہرت زیاد  
اب نظر آتی نہیں آتی نہیں ہرگز مجھے  
انجن کا نام ہوتا جائیگا بالکل تسبیح  
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے  
دل دہی سے انتظام اسکا کرین وہ شاد شاد  
انجن کے تو ترقی کی انھیں تشریق دے  
انجن کا نیر تقدیر ہو گا اوج پر  
جو معاون اسکے ہیں ہر دم انہیں محفوظ رکھ

پوری پوری ہونیں سکتی کبھی حاصل مراد  
دیکھتا ہوں میں کہ شہرت اسکی جیسی چاہتے  
اسکے شہرت کے وسائل جھڑ رہو گے وسیع  
یا الہی انجن یہ تا ابد قائم رہے  
ممبروں میں دیجئے یا رب خلوص و اتحاد  
مالداروں کے دلوں میں یا خدا توفیق دے  
شک نہیں انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر  
ہر بلا سے یا الہی اسکو تو محفوظ رکھ

ختم کر دے نظم اپنی تو بیان اے بادشاہ  
تاکجا طول سخن طول بیان اے بادشاہ

یہ نظم جلسہ سالانہ انجن مذکور منعقدہ ۱۹۱۵ء کیلئے لکھی گئی

حق کے ہے فضل و کرم کا بچہ سپاہ انجن  
شک نہیں اس میں کہ تو ہے سب میں یکتا انجن  
خاص کر تو ہے عزیزوں کا سہارا انجن  
دونوں تیرے کام پر ہیں دل سے شیدا انجن  
کسی میں تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجن  
کیون نہ محشر میں صلہ پائیگی اچھا انجن  
تیری حالت ہو گئی سب پر ہویدا انجن  
کیون نہ ہر کام میں تیرے کراں اضافہ انجن  
غل و غش ہم نے کسی میں کچھ نہ پایا انجن  
قوم سے تیرا دام ہو سکر یہ کیا انجن

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجن  
انجن یوں تو بہت ہیں بلکہ مدراس میں  
انجن ہائے دگر ہیں بہر نفع خاص و عام  
یک طرف مذہب ہمارا یک طرف عقل سلیم  
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ ہندو دے  
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب  
آج سنو الی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ  
تہا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام  
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب  
تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے خوش رسول

<p>تو مثال گل ہے دنیا میں شگفتہ انجمن          بدرگر تجھ کو کہیں تو کیا ہے بیجا انجمن          ممبران اعضا ہیں تو ہے جسم گویا انجمن          ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن          کوششوں کا انکی ہے سارا یہ ٹمرا انجمن          کیوں نہ مانگی بہلا تو اسکا گویا انجمن          خیر خواہی پر ہیں آمادہ ہمیشہ انجمن          مدتوں زندہ رہیگا نام اسکا انجمن          یکپون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن          ہے ترقی اسلئے تیری دو بالا انجمن</p>	<p>رنگ و بو کے ہیں مشابہ انتظامی ممبران          ممبران ستیا رگان ہیں تیری محفل آسمان          روح کے مانند ہیں تیرے مقاصد نیک نہیں          طالب تائید تیرے صورت خواص ہیں          معتمد و وزیرے جو موشی و انجیل ہیں          قابل تحسین ہیں وہ لائق توصیف ہیں          صدر صاحب تیسرے اور جملہ اراکین بھی ترے          اگرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے جل با          کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا          ممبروں کی بنیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل</p>
--	---

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا بادشاہ

ورنہ میری مدح کی کیا تجھ کو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل سلام مدراس کے لئے لکھی گئی

<p>اے کرم عہدگان ذی وقار          وہ نہیں ذاتی غرض کچھ زینہار          بہر نفع قوم ہیں سب کاروبار          قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار          خوش نہیں اس سے کبھی پروردگار          تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار          پائے ہم مقصد کو با صد انتظار          ہیکو حاصل ہیں فوائد بی شمار</p>	<p>اے معزز اہل جلسہ دیندار          جس غرض سے جمع ہیں ہم سب یہاں          قوم کی بہبود ہے مد نظر          قوی ہمدردی نہو جس شخص میں          اس کا یکسان دہر میں عدم وجود          انجن یہ آج جو قائم ہوئی          بعد مدت کے برآئی ہے امید          گراں ہوا اس سے فرض منصبی</p>
---	--

پیاثرن ہوں جب پرس آف آرکٹ  
ہے محافظ یہ حقوق قوم کی  
بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے  
قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی  
ہو اگر حاکم کی چشم التماس  
کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان  
سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ  
کیون نہ ہم اس باغ میں پھولیں بھلین  
وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو  
اسکا کہنا کھو دست قابو کو تم  
اسکا کہنا پھر نہ پاؤ گے مجھے  
وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھ کر  
ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا  
بادشاہ بے لطف ہے طول سخن  
کرد عا کے ساتھ اب ختم کلام

انجن کیونکر نہ ہو پھر شاہ نادر  
قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار  
با وفا ہے ہے وفا اسکا شعار  
با ادب ہوگی یہ اسکی خواہشگار  
پھر یہ سمجھو قوم کا میٹر اسے پار  
ہم بن اسکے خیر خواہ و جان نثار  
امن و آزادی کی ہے جس میں بہار  
خا حسرت کہائیں کیون لیل و نہار  
کہتی ہے غفلت عبت ہے اضطراب  
کہتی ہے یہ میں نہ مانوں زینہار  
کہتی ہے یہ مثل تیرے ہیں ہزار  
چونک اوٹھا دل اور کہا بے اختیار  
ہو گئے غفلت تو آخر شرمسار  
خلق کو مرغوب تر ہے اختصار  
شعریہ درد زبان ہو بار بار

بادشاہ مجرم مارا در گزار  
ما کہنہ گاریم تو آمرز گار

یہ نظم جب انعامی مدرسہ عزیز یہ ترنگہ پری واقع مدرسہ کیلئے لکھی گئی

کیون نہ بعد اسکے پڑھیں نام پیر پرورد  
جمع ہیں اہل خرد اہل لیاقت موجود  
کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

پہلے ہم کر کے ادا احمد و پاس معبود  
منعقد آج جو یہ حبسہ انعامی ہے  
کیا کوئی اونکی غرض ہے نہیں زہنا نہیں



<p>کون خوش اس سے خدا اور پیر خوشنود کون مالک ہے ہے یک اہل کرم منبع جود کبارہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لامحدود کیسے آثار ہیں آثار ہیں سارے محمود انعام اسکا ہے ان اس میں بفضل مجود ظلمت جہل کا رہنا ہی نہیں نام و نمود اسی تعلیم سے ہوتے ہیں رذائل مفقود اسی تعلیم سے ہے دونوں جہان کی بہبود بہرور اس سے ہو وہ سخت ہے جبکامسعود جان جس میں نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بسود وہ دم اس پر ہے رحمت خلاق و دود</p>	<p>کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیزیہ کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی حفظ قرآن کی کوشش یہی کوئی ہے کہ نہیں سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جسم اسی تعلیم سے ہوتے ہیں فضائل پیدا اسی تعلیم سے بجاتا ہے انسان انسان گر ہے نعمت کوئی دنیا میں تو نسیم ہی ہے مثل تن طبع بشر جان ہے گو بالتعلیم بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے</p>
<p>شرف مرد و بعلہ است کرامت بسجود ہر کہ ابن ہر دو ندارد عدش بہ ز وجود</p>	
<p>یہ نظم جلسہ ابتداء رسالہ المضمون مدراس منعقدہ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب مفتی محمد انور الدین صاحب بخود کے اہتمام سے شائع ہوا تھا</p>	
<p>گنج فارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے علم یرمال کو ترجیح کی نسبت کہا ہے ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے</p>	<p>دولت علم سے بڑھ کر کوئی دولت کیا ہے علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال ہے فقط علم سے دنیا میں ہر یک عرو و شرف فوق این بادہ ندانی بخدا تانا چشمی علم پر دین کا دنا کا ہے سب دار و دار صاحب علم اگر قابل اس سراز بہون</p>

مجھ سے کیونکر ہو پہلا علم کی پوری تعریف  
 فطرہ ہو بجز کمال نہ ممکن ہی نہیں  
 منعقد جلسہ احسن یہ المصنوع کا  
 اس کے مالک ہیں اڈیٹر بن جناب۔ بیچو د  
 آئینہ سے ہے عیان صاف کندر کا کمال  
 کسی توصیف کا محتاج نہیں المضمون  
 ہو گا احساس اگر اس کی ضرورت کا نہ ہو  
 این مراتب کہ کنون و بدو لاشک جزوی است  
 کوڑیوں کے ہیں عرص گویا جو ابر پار سے  
 اس سے اجماع جو ہونے میں ہمیں بنلا دین  
 دوستو شوق سے تم اس کے سریدار بنو  
 رہ زافزون ہو عطا اس کو ترقی یا رب

ہمسد کہا ہے درابر ہی لباف کہا ہے  
 و صف نور تہذیب ذہ سے بلافت کہا ہے  
 اس۔ بے بکر کوئی اسکے لئے نہایت کیا ہے  
 نہ ہے اباسم سے کہا، انکی لیاقت کہا ہے  
 یہ راہ ہو جو مینوا، توحیت کیا ہے  
 رونے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے  
 صفہ دہر میں پھر لفظ ضرورت کہا ہے  
 کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے  
 دیکھئے کیسے مضامین میں قیمت کیا ہے  
 وقت علم سے کیا قومی حمایت کیا ہے  
 کام چرب نکبہ اسکے لئے مہل کیا ہے  
 نیر فضال میں الطاف میں قلت کیا ہے

بادشاہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف  
 علم والوں کے مقابل میں بہ جرأت لیا ہے

یہ شنوی جلسہ انجمن شرقی اطباء تہ جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

نشر تو سب چکے اب نظم ہی میری سنو  
 لطف ہے جو نظم میں وہ نثر میں ہرگز نہیں  
 گویا پہولا ہے شگوفہ یک نیا گلزار میں  
 جانتے ہیں قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے  
 قدر کیا دیسی طبابت کی رہے ہر یک کے پاس  
 تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبوں کے حقوق

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو  
 نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین  
 اندون تحریک تازہ پیش ہے سرکار میں  
 ڈاکٹر آئر محرک ہیں جو اس تحریک کے  
 ہیں لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس  
 ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق

گوہنن الفاطمین تحریک کے یہ مدعا  
 ماہر تاج دہلوی نے انگریزوں سے  
 خوشہ چینی سے نہیں انکار کرنا ہے کوئی  
 چنے آثار قدیمہ ہند میں موجود ہیں  
 پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے  
 کیا نہیں وہی طبابت ہے سلف کی بادگار  
 ہاں مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے  
 سنی کی گرفتہ م پر کیجئے تامل کی نظر  
 نئی کا جب اطلاق ہو دینی طبابت پر روا  
 باوجود اسکے کہ ہن میں موجود صد ہا ہسپتال  
 دینی طب دینی طبابت کو ترقی ہے مدام  
 ڈاکٹر لوگوں کے ہن نزدیک جو زیر علاج  
 دینی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے  
 انکو ناواقف جو ٹھہرائیں کہینگے ہم یہی  
 ایک ترجیح یک پر یہ نہیں ہرگز پسند  
 ہن گورنر لارڈ ہنٹنڈ صوبہ مدراس کے  
 تجربہ بین فہم بین دانش بین وہ بے نظیر  
 غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے

غور جب اسپر کرین توصاف ملتا ہے پت  
 کہتے ہن بیشک ہن ہم بونانی طب کے خوشہ چین  
 ہے گلہ ہو مگر سرکار برٹش سے یہی  
 کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین  
 حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانے سے ملے  
 کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار  
 عبر محسوسات پر سجا ہن اطلاق شے  
 دینی طب کو نئی کا کہنا ہے مناسب سرسبر  
 بحث محسوسات سے ہرگز نہیں ہے فائدہ  
 باوجود اسکے کہ صد ہا ڈاکٹر ہن باکمال  
 فیض صد ہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام  
 ہن دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی میں آج  
 سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے  
 قدر زر زر گردان دیا بداند جو ہری  
 سچ تو یہ ہے ہر کسے راہر کا سے ساختہ  
 انکی ذات نیک سے ہو مگر بڑی امید ہے  
 انکی وصف نیک کی عالم میں ہے شہرت کثیر  
 مدعا دینی طب کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم بنگا  
 روکے اپنا ظلم اپنی زبان اسے بادشاہ

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

کیوں نہ کیجئے شکر اس خلاق عالم کا ادا  
چار عنصر نام جنگا آب و آتش خاک و باد  
اس سے ڈیا اور کہا ہے شانِ خالق کی بسمل  
اتفاق اکٹا ہماری زندگی کا ہے اصول  
چار عنصر میں اگر ہو جائے غالب کوئی ایک  
کلی کیا چیز ہے اب کیجئے اس پر قیاس  
اتفاق و شورت ہر کام میں لازم ہیں  
مسعد جلسہ جو یہ دسی اطبا کا ہے آج  
بین فراہم عہدگان اہل اسلام و ہندو  
ڈاکٹر لوگوں کے چند افراد کی تحریک سے  
چاہتے ہیں وہ یہی سرکار میں منظور ہوں  
ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مد نظر  
قدر پر دسی طبیوں کی نہ کچھ باقی رہے  
آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم میں  
جس طرح آزاد یک مدت سے تھے دسی طبیب  
ہم کو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے  
رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور  
جس کے عہد نیک کا ہے آج قابل یک جہان  
ہم رعایا کی گزارش کیوں نہ ہو سکو قتل  
دسی طب سے جقدر بالوف بن خورد و کلان  
و دعویٰ یہ میرا نہیں ز نہار محتاج دلیل

پار غنسر سے مر کب بس نے انسان کو کی  
بن یہ آپس بن مخالف شک نہیں آئین ذرا  
اتفاق ان چار عنصر کا چور انسان بن رکھا  
اتفاق اکٹا راسر کہ دبا ہے مزا  
جان سرس جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا  
نوع انسان کیلئے ہے اس نے کہا کہا فائدہ  
فی الحقیقت ہے ہی حکم فی حکم خدا  
بکلی کا جلوہ کیا ہو نظر آنے لگا  
ذی وجاہت ذی فرست صاحب فہم رسا  
آج کل سرکار میں جو پیش ہے یک سلسلہ  
واسطے دسی اطبا کے قواعد کچھ بد  
رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ  
صفہ ہستی سے دیجے انکی آزادی مس  
خوب فرض منصبی اپنا یہاں لایا بجا  
انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا  
وہ نہو پابندان لوگوں کے حسب اقتضا  
ہے ہماری مہربان سرکار میں بے انتہا  
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا  
اسکو دل سکنی طبیوں کی نہ ہرگز ہو روا  
اسقدر مرغوب عالم کہے انگریزی دوا  
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانست

لطم انی ختم کراے بادشاہ خسہ جان

ہے طوالت میں کہان جو محقر من ہے مرا

یہ شوی جلسہ اصاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعدہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ دکھلا باہن  
اب جو نبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر  
خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہری  
کیا عجب زندہ اگر ہو جائیں بھر اگلے علوم  
رحمت حق سے ہنن مایوس ہو جا چاہئے  
کیا خدا قادر نہیں ہر چیز پر ہر کام پر؟  
وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کر دے سماب  
وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو  
زنبے پر بام ترقی کے ہے یہ پھپھلا قدم  
یعنی طبی مدرسہ کا اب یہاں ہے افتتاح  
کس در ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج  
درس طب ہی اسمین ہے تعلیم نباضی ہی ہے  
چاہئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور  
علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے  
دہرین ادویہ دو کو حق نے بخشا ہے شرف  
انجن شرفی اطبا کی جو ہے قائم میان  
انجن کا مقصد اعلیٰ ہی ہے مدرسہ  
انجن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر

اسکے فضل و لطف سے موفی یہ ہاتھ آباہن  
اب ذرا سا قوم کے دین ہو اپید اثر  
جاگ اٹھنے کے نظر آتے ہیں کچھ آثار بھی  
کیا عجب علم و ہنر میں قوم کی بڑھ جائے ہوم  
آیہ لا تقنطوا فرمان حق ہے دیکھئے  
وہ اگر چاہے تو بک پل میں ادھر کا ہوا و دہر  
وہ اگر چاہے تو وزہ کو بنا دے آفتاب  
وہ اگر چاہے خذف بھی گو ہر شہوار ہو  
آگے چل کر کیا عجب گرام پر چڑھ جائیں ہم  
واہ ہر قوم کما سوچی گئی فوز و صلاح  
جاننے ہیں خوب اس جلسہ میں جو حاضر ہیں آج  
اور قارورہ شاسی سے مطب جانی ہی ہے  
علم ادیان امیکسے اور علم ابدان ہے دگر  
علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے  
سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف  
اسکی نگرانی میں ہو گا مدرسہ یہ جادوان  
انجن کا مدعا عمدہ ہی ہے مدرسہ  
انجن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

<p>انجن بادبہاری مدرسہ گویا چمن انجن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو اے مرے مالک مرے معبود اے میرے خلد ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچیں اسکی بہت اور بھی دیکھ بڑھا دیجے بڑا ہا</p>	<p>انجن مانند جان ہے مدرسہ مثل بان انجن گن مثل گل ہے مدرسہ رنگ و بو انجن اور مدرسہ کے واسطے اسے دعا ۰ ہر مین ہر وقت یہ محفوظ اور مصنون رہیں موجود و بانی کو دے حمد جزا حمد و سزا</p>
<p>بادشاہ کس امر کا کرنا ہے تو اب پیش ہیں روک لے اپنا قلم اللہ بس بانی ہو کس</p>	<p>بادشاہ کس امر کا کرنا ہے تو اب پیش ہیں روک لے اپنا قلم اللہ بس بانی ہو کس</p>
<p>یہ نظم جلسہ انجن حجاز مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی</p>	<p>یہ نظم جلسہ انجن حجاز مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی</p>
<p>قوم کو ہونفع جس سے ہے وہ بہتر انجن کیون نہ پائے دہرین پہر شان برتر انجن یہ چمک اوٹھگی مثل مہر نور انجن قوم کے دل کو نہ کیوں کر لے مسخر انجن ورنہ کہدین لوگ تہی یک سوڈا و اثر انجن دعویٰ اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجن کیا تباحث ہے اگر نہ جائے گھر گھر انجن آمور ہوتی نہیں دنیا میں بے زر انجن یہ معاون ہے تمہاری اور یاور انجن سعی و کوشش کے دکھائے خوب جوہر انجن انکی ہمدردی کی ہے لاریب منظر انجن گویا ہے باران رحمت کی یہ ہمہ انجن</p>	<p>کون کہتا ہے نھو ایسی مستر انجن خاص کر حجاج کے بہبود کا موجب خیال کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا کام کے بن انجن کم یوں بہت مین نام کے ہم کو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے چاہئے ہر انجن کے واسطے تاسید زر یادری طالع کی ہے شاہد تمہاری حاجو دولت عثمانیہ سے دولت برتس سے بھی ہر طرح آسائش حجاج ہے مد نظر مجمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے</p>
<p>خالصاً اللہ ہے نیت جب کی بادشاہ</p>	<p>خالصاً اللہ ہے نیت جب کی بادشاہ</p>

پانگی بھید جزا حق سے نہ کیونکر انجن

راظم بھی جانتا انجن مذکور معقودہ ۹۱۴ھ میں جو کہ عہدِ گورکھی تھی

جائیوں کے انجن ہا ہے یہ بلسہ خوشنما  
نیک نیت نیکل اور خیر خواہ قوم ہیں  
شخص واحد کا نہیں سچا نام ہرگز انجن  
اجتماعی قوت اپنی اگر نہ پوری صرف ہو  
دروہل کے اسطے یہ کیا حق نے ہمیں  
جن قواعد کی صورت ہے برائے انجن  
سب ارکب ان کے اب پابند رہنا چاہئے  
جائیوں کو ہیں جو پچھچ کے سفر میں مشکلات  
یعنی بہی سے ہیں تاج تہ جو ہکو دستین  
دقتین تہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہیں  
ہکو ہر دو سلطنت سے داد خواہی چاہے  
ہکو یک سرکار سے جسی تعلق ہے اگر  
ہر دوسرے کارون میں گردن خوہن مہول ہوں  
کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول  
لفظ کے مانند یہ باقی ہیں اس کے حرف و صوت  
ج کبھی نام رکھ کر گرچہ بعضے انجن  
انکی کوشش کا اثر کچھ بھی نہیں آیا نظر  
دیکھ کر مجبور یوں کو ان کے شاید دوستو  
الغرض اس کا وجود اس کا عدم ہے یکسان

کیسے کیسے نامہ رجحان ہیں رونق فزا  
سعی و کوشش کی جزا پانگی سب روزگار  
انجن ہے نام یک مجموعہ افراد کا  
اپنے حاجی بہائیوں کو کہ طرح ہو فائدہ  
ور نہ طاعت کیلئے عہد سب ملک بہ انتہا  
منضبط کرنا ہے قریب انجن سب سے بڑا  
بے ضوابط انجن کی دہر میں کسب بقا  
اس کے دو حصے ہیں سمجھو شک نہیں اس میں ذرا  
اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ  
دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا  
دونوں سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ  
مذہبی روح تعلق دوسرے سے ہے لگا  
خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھ کر اور کیا  
یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہیں سب کے سوا  
گویا یہ جو ہر ہے سب اعراض اس کے بر ملا  
چند دن کے قبل جاری ہند میں تھے جا بجا  
ان کے کاروبار کا ملنا نہیں ہم کو پتا  
یاس و حرمان نے لہا ہے لہے دامن ہیں چہا  
غفلت و سستی میں ہے جس انجن کا ماجرا

اپنی باتوں کے طرح گر کام ہو تو ہے مزا  
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہیں ہے شائبہ  
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا  
انکی عقل و فہم کا ہر کیسے، لوہا مانتا  
انظام عمدہ کریگے ہے فوی ان سے رجا  
روز و شب ہم حاجیوں کی تجھ سے ہے بہ التجا  
دین اور دنیا کی بھید دی ہمیشہ ہو عطا

کام کرنا اور ہے باتیں بنانا اور ہے  
سکر ہے اللہ کا بہ انجن عجاج کی  
دیکھتے ہک ہاتھ سے تالی بہن بجتی کبھی  
کیونکہ بہن اس کے اراکین ذی لیاقت ذی کمال  
سب کے سب فی تجربہ بہن اور مال اندیش بہن  
یا خدا اس انجن کو تو بادے کا مباب  
حاجیوں کے دلیں پہ اکراہی درد قوم

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے  
بادشاہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی حبسہ انجن مدکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

یہ فرض ادا ہو تو بڑا عرض ادا ہو  
ہوں ہم جو سبکدوش تو عقبی کا پہلا ہو  
کچھ یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو  
خوش ان سے بھلا حشر میں کس طرح خدا ہو  
ہوتا نہیں وہ کام جو تم لاکھ بھی جا ہو  
آئیگی قضا ہکو اگر وقت قضا ہو  
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو  
کھل جائے محکم سے کہ یہ کہوٹا یہ کہرا ہو  
کیا ایسا کوئی بہید ہے جو حق سے چھپا ہو  
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو  
تا دونوں جہان میں نہیں اعزاز سوا ہو

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوئے کہا ہو  
مخلوف کا بہ قرض نہیں عرض خدا ہے  
حج فرض نہیں پاس اگر مال نہیں ہے  
حافظ ہی ہے مال بھی کہا عذر ہے انکو  
ہو گا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم  
مرنا نہیں ہرگز سرچ بہ ہے موقوف  
جس جا پہ ہے مرنا بہن اس جا ہی مرینگے  
بیشک زرایان کا محکم حج کا سفر ہے  
سب جیلے حوالوں کا خدا جلنے والا  
اے اہل تمول نہ کرو سنی و عفلت  
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ



جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھئے کیا ہو  
اور حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو  
نصرانی مویا وہ یہودی ہی مویا ہو  
غم اسکا ہمیں کچھ ہمیں گر کوئی خفا ہو  
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو  
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چوٹا کہ بڑا ہو  
حجاج کی تائید اگر صبح و سہا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ  
درا یا بنی نے ہے جسے طاقت مالی  
اللہ کو پروا نہیں اسکی کہ جہان میں  
ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا  
قابل نہو جو کوئی مرض اپنے مرض کا  
حجاج کی یہ انجمن نیک ہے قائم  
امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد

اے پادشہ پھچان کیا ہے بڑی بات  
تاثیر سخن میں ترے گرج حق سے عطا ہو

یقینہ جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویو منعقدہ ۳۱ اگست ۱۹۷۹ء کیلئے لکھا گیا

زبان زبان پہ ہے شکر خدا سے جیٹا آج  
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج  
ہنہاں ہنہاں ہے غم و شکر مثل عفت آج  
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج  
نیا نیا ہے دماغون میں جوش پیدا آج  
کہلا کہلا ہے ہر ایک خنجرِ منت آج  
قدم قدم پہ چن ہے سجا سجا یا آج  
ثرثر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج  
چہک چہک کے عادل ہیں گلشن آرا آج  
ادب ادب سے ہے ستادہ سرو عنا آج  
بصد تجل و شوکت تشرار پا یا آج

جہان جہان ہے جہان میں خوشی کا چرچا آج  
دوان دوان ہے نظر ہر دید ہر ہر سو  
عیان عیان ہے طرب شکل شاہِ زیبا  
کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا  
جدا جدا ہے دلوں میں سنگ کا عالم  
ہرا ہر نظر آتا ہے باغِ علم و ہنر  
قسم قسم کی ہے نہکت طبع کا ہے رنگ  
شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال  
ہہک ہہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار  
عجب عجب جو صدائیں ہیں قمریوں کی بلند  
کہ لینے جلسہ دستار بندی طلبا

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل  
 ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو  
 نہیں سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق  
 نہ کیوں کہیں تجھے دارالسرور اے ویلور  
 خوشامد مدرسہ باقیات عالی شان  
 ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ  
 سراپا مجمع اوصاف منج برکات  
 ہے جس کا اسم گرامی جناب عبد وہاب  
 عمادین شرف اہل علم و اہل کمال  
 ہے ایک ایک سے برتر جد ہر نگاہ کرین  
 هجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھ سے  
 یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جملہ  
 یہ صدر حلب کی عظمت یہ شان یہ شوکت  
 یہ خلق اور تو واضع یہ میہما نداری  
 لکھنؤ میں وصف بہا کس کا کس کا ذکر کروں  
 قلم یہ کہتا ہے مجھ کو نہیں محال رستم

صلہ تہا ہری مشقت کا حق نے بخش آج  
 وہ اسکے واسطے شایان یہ نکور یا آج  
 شک اسہن کیا ہے تم اسکے ہو وہ تہا آج  
 چمک رہا ہے تے بخت کا ستارا آج  
 تمام ہند میں بجا ہے تیرا ڈھکا آج  
 مقرر ہے سبکی بزرگی کا یک زمانہ آج  
 ہے مغتم بخت احبکی ذات والا آج  
 طفل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج  
 یہ کبے کیسے ہیں اسرار جمع یکجا آج  
 ہر ایک وصف میں ہر فرد ہے نرالا آج  
 خدا کی شان خدا کی کا ہے تماشہ آج  
 مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج  
 یہ ذوق و شوق اراکین و کارنر آج  
 یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج  
 ہے ایک دل مرا اربان میں اس میں صدا آج  
 زبان یہ کہتی ہے مجھ کو نہیں ہے یا آج

ہنوز جوش طبعیت ہے بادشاہ باقی

سناؤں مطلع دیگر ہے یہ منت آج

ہے شاخ گلگ میسر دماغ طوبی آج  
 زبان علم سے ہر علم یوں ہے گویا آج  
 بیان ہے تھو کا ہر نحو میں ہوں بالا آج

یکس ریاض لباق کا وصف لکھا آج  
 سنیں وہ غور سے ہے جکا گوش شنوا آج  
 کہا بہ صرف نے میں صرف جوش فرحت ہوں

کہا معافی نے مقصد مرا بر آیا آج  
بدلیج نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج  
نتیجہ سارے قضا یا کائین لے پایا آج  
ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج  
ہے میرے جاننے والوں میں میرا رتبہ آج  
جہان میں حق نے کیا میرا بول بالا آج  
کشادہ باب مسرت ہیں مجھ پر ہوا آج  
ربانِ مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج  
فروغ ہو نہ کسی کو جو میں نہ ہوتا آج  
بہ مجھ پر دال ہیں مدلول ہوں میں انکا آج  
دُعائیں دل سے نکلتے ہیں میرے کیا کیا آج  
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر  
کہا بدلیج نے جیسا نہیں ہے ناز مرا  
زبان یوں فنِ منطق کی صاف ناطق ہے  
کہا کلام نے مجھکو بھی لا کلام ملا  
کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانیں  
حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری  
دل اپنا کہول کے کہتا ہے یوں فنِ تفسیر  
علوم نے جو سنائیں تفسیر اپنی  
جو کچھ ہوا ہے یہاں ہے فقط طفیل مرا  
بدیہی میں ہوں یہ سارے علوم ہیں نظری  
مرے جو موجود بانی ہیں انکے حق میں مدام  
غرض یہ جاب ہے لاریب وید کے قابل

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے

قبول عام کا بلجائیگا جو تمنہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلو منقہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی  
اور اجلاس اول بن پڑھی گئی

نہ اوگی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان  
یہی سعادت دارین کا ہے مبرے نشان  
دکھایا آج جہیں جلتے عظیم الشان  
ہوا ہے شاہ مقصود آج جلوہ کنان  
وگر نہ ہم بن کہاں اور یہ اتفاق کہاں

خدا کی حمد ربی کی ہر نعمت مجھ سے کہاں  
پڑہوں میں نام بنی پرورد کیوں نہ مدام  
ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے  
ہتی مدتوں سے تمنا وہ آج بر آئی  
یہ اتفاق بھی یک حسن اتفاق سے ہے

نہیں ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جالب  
 نہیں کسی کے خط و خال کی یہاں توصیف  
 نہیں یہاں کسی فرضی غم و خوشی کا وجود  
 نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفظ نطی  
 ہے سہت راست ہر ایک گفتگو ہر ایک سخن  
 جو کچھ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض  
 علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے  
 مشاورت تو ہر ایک امر میں ہے لازم تر  
 طفیل ایسے ہی جلسہ نکالے جو غیر اقوام  
 ہر ایک عزم میں ہر کام میں ہیں وہ ہشیار  
 ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہیں  
 عجب نہیں جو موثر ہو آج یہ جلسہ  
 خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہیں جو آج

نہیں ہے کہیل تماشے کا کچھ یہاں سامان  
 نہیں کسی کے یہاں عشق و عاشقی کا بیان  
 نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصہ ہجران  
 مبالغہ کا بھی ہر پانہیں یہاں طوفان  
 ہے واقعات پہ مٹی ہر ایک رانی یہاں  
 نہیں یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان  
 ہر ایک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہاں  
 نہیں یہ حکم کیسا خدا کا ہے فرمان  
 ہمیشہ دہریں پاتے ہیں نفع بے پایاں  
 ہماری قوم کو اب تک وہی ہے خواب گران  
 ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان  
 عجب نہیں ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان  
 فہور انگا ہو بفعل ہے یہی ارمان

کہیں نہ طول سخن باعث ملالت ہو

سخن کو ختم کرے باوشتمہ ہچمیدان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ و انبیاڑی کیلئے لکھی گئی

چشم بد دور ہے کیا حالت و انبیاڑی  
 مہر تسلیم ہر یک جا پہ ہے رخشان رخشان  
 پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی  
 کہتے ہیں کہتے ہیں فرحت سے دلونکے غنچے  
 مال تنہا تھا ہو علم بھی اب اسکا شریک

اندون اوج پہ ہے قسمت و انبیاڑی  
 گم ہوئی گم ہوئی اب ظلمت و انبیاڑی  
 بڑھتی بڑھتی اب شہرت و انبیاڑی  
 پھرتی ہے مثل صبا نکہست و انبیاڑی  
 قابل دید ہے یہ زینت و انبیاڑی

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے  
مدرسہ نام ہے اسلامہ جبکا مشہور  
منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج  
ہم تن چشم پئے دید ہے ہر پیر و جوان  
صدر جلسہ جو پر تبارقی ہر بین بی لے  
ہے دعا میری یہ عزت رہے فایم دایم  
علم میں مال میں تہذیب میں دینداری میں

خوب پہچانے ہیں ذی ثروت و انبہاری  
جبکہ کہتے سب عزت و انبہاری  
جمع کس شوق سے ہے خلقت و انبہاری  
نظر آتی ہے عجب شوکت و انبہاری  
کینچ لائی ہے انہیں الفت و انبہاری  
یا خدا تو نہ دکھا ذلت و انبہاری  
سارے اضلاع پہ ہو سبقت و انبہاری

بادشاہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجہ سے  
خوب کی تو نے ادا خدمت و انبہاری

یہ علم جلسہ محمدن ریڈنگ روم و انبہاری کے لئے لکھی گئی

اے بررگان قوم کے عالی ہم ذی عز و شان  
خادمہ ہوں آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام  
تیرہ سو پندرہ سن ہجری میں پیدا ہوئی  
خدمت علی جو اس عرصہ میں کی میں نے ادا  
سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر میں  
شک نہیں میں نے ہی پھیلا یا یہاں علی مذاق  
مدرسہ میں اور مجھ میں فرق اتنا ہے فقط  
قوم کو ہے فیض دونوں سے برابر علم کا  
مجھ پر ہے اب قوم کی کم التفاتی کئے  
فکر کیوں میری ترقی کی نہیں کرتے ہو تم  
باوجود اس طویل عرصہ کے ابھی تک حیف ہے

منع لطف و عطا ہمدرد دنیا ض زمان  
باز بان حال میں کہتی ہوں اپنی داستان  
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب و گمان  
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان  
شوق اخبار و کتب بینی کا تھا ایسا کہاں  
میں نے ہی ناقد و انونکو بنایا تدریس میں  
ہیں وہاں استاد بے استاد کے ہوئیں یہاں  
بالیقین سمجھو ہے ہم دونوں کا رتبہ ایکساں  
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان  
مستحق تائید کی کیا میں نہیں ہوں بیگان  
وسطے میرے نہیں تعمیر پایا ہے مکان

<p>آپ فرمائیں کہ کیا یہ کام نیکی کا نہیں وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے قابل افسوس ہے بے شبہ و شک حالت مری گرنہ کرتے رحم مجھ پر چند غنواران قوم مجھ سے جو عداہیں انجان اُن سے کیا ٹکڑہ کر میں دعا کرنی ہوں یا رب دعا نہیں توفیق نیک</p>	<p>اجرا سکا کیا نہ دیگا تگورب انس و جان مجھ کو چندہ سے کئے محروم بعض مہران کم نصیبی برہمن اپنے رات دن ہوں نوحہ خوان صفحہ ہستی پہ اتنگ کب مراد ہٹا نشان انکی دل شکنی ہے ہر دم طبع کو میرے گران رکھ جہان میں شادمان ہر آن و ہر دم ہر زمان</p>
---	---

مختصر کیجئے سخن اپنا یہاں سے بادشاہ  
کیا عجب ہے گرم و تر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلد ۱۰ سالانہ نمبر ۱۰ کیجیشنل سوسٹی و انسٹاٹوٹی کے لئے لکھی گئی۔

<p>ہے صد ہزار تراشکر اے خدائے امام ترے ہی فضل سے وقت ہے اس سوسٹی کی جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج ادا ہوں نے کیا فرض منصبی کیا خوب نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین ہیں مدرسے کے بنیاد پر بجا قریشی نام جو انتظام کا حق تھا کیا انھوں نے ادا غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے میں سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ ٹکڑ ہزار طرح لیاقت ہو ٹکڑ ٹکڑش میں</p>	<p>کہ آج جلد ۱۰ سالانہ کا ہوا ہے قیام تھے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر میں تمام ہے مکفی پئے تسکین قلب خاص و عام ہماری ورد زبان شکر یہ ہے انکا مدام ترقیات کے آثار ہیں جو صبح و شام یہی ہیں جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام ضرور انکا ہی ہے شکر یہ بعد اگرام پند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام رہی نہ اس میں کوئی بات قابل الزام سنو سنا تا ہوں اب یہ نصیحت نہ کلام بلند لاکھ بھی دنیا میں ہو تمہارا مقام</p>
--	--

تمہاری ذات میں جب تک نہوگی دینداری نہ ہوگا فخر سر مو بھی فوم کو تم سے علوم جتنے ہیں انگلش میں سیکھتے لیکن نہ چوڑو دین کو دنیا کے واسطے زہار	تمہارے دلین نہ جب تک ہو وقت اسلام نہ راضی تم سے پیسہ نہ خالق اسلام ہمیشہ تم رہو پاسبان مذہبی احکام رہو گے پیش خدا سرخرو بروز قیام
--	--

سخن یہ بے غرضانہ ہے بادشاہ ترا

نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسہ اسلامیہ و انباری منعقدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہیں ہم دین کا علم پڑ ہو سستی و غفلت نہ کرو حشر میں تلو ہو معلوم قباحت اسکی رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب انروزون دہریت ملحدیت بھیل رہی ہے ہر سو ترک بعضوں نے کتے دین نبی کے احکام کوئی کہتا ہے کہ ہیں خوف کی ساری باتیں اور نہ محسوس کریں جنگو جو اس خمسہ شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تاج شرع غرض ایسے ہی بہت سے ہیں عقاید انکے دینداری ہمیں اللہ کا کچھ خوف نہیں	اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے جسم بے جان کی بہلا دہر میں وقعت کیا ہے مجھ سے مت پوچھو نہ پڑھنے میں قباحت کیا ہے کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے ہنیں معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے کہتے ہیں دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے دعویٰ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے ان پہ ایمان رکھیں ہم ہمیں حاجت کیا ہے عقل جب ہلکے ہو پھر مذہب و ملت کیا ہے غور سے دیکھئے ان لوگوں کی جرات کیا ہے فوم کیا خاک ہے اور فومی عبادت کیا ہے
--	---

اگر مونیہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت

بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمد بن ایجوکیشنل سوسیٹی و انبیاڑی منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہمیں بھید ترے احسان میں اے رب العزت  
سب سے بڑا ہے یہی ہمیں عنایت تیری  
اسے پیغمبر برحق کا کیا ہم کو مطیع  
مرتبہ ساری خدائی میں ہے افضل جب کا  
آج یہ جلسہ سالانہ دکھایا حق نے  
آج ہم سب کو سنائی گئی سالانہ رپورٹ  
آفرین آفرین اے اہل سوسیٹی تم پر  
ناظم مدرسہ کے ساتھ میں جتنے استاد  
قوم پر شکر یہ ان سب کا ہے لازم بیشک  
قوم کا وہاں ہو حسین وہی عمدہ ہے دماغ  
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم  
شمع جدم کہ گہلنتی ہے ضیا دیتی ہے  
نظم ہر سال سنائی گئی ہے عادت ہم کو  
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا  
یقین جانو اے انگریزی کے پڑھنے والو  
ہم نہیں کہتے ہیں تعلیم نہو انگریزی  
کے کور غوب نہیں ہے یہ زبان شاہی  
پڑھو انگریزی مگر دین کے پابند رہو  
دیکھتے ہم ہیں کہ اکثر طبیبانہ انگلش  
اکثر نہیں نہیں پاسبند نماز و روزہ

شکر اسکا ہوا دیکھو کہاں یہ طاقت  
بخشدی ہو جو اسلام کی عمدہ نعمت  
ہے جو سرناج رسل اور شفیع امت  
دین کو جسکے سب ادیان پر ہے فوقیت  
ہم کو حاصل ہوئی کس درجہ مسرت فرحت  
مدرسہ کی ہوئی معلوم ہر ایک کیفیت  
قوم کی تم نے بجا لائی بخوبی خدمت  
قابل قدر ہے ہر ایک کی سعی و محنت  
یا خدا دیجے بڑا اور بھی انکی ہمت  
دل مبارک ہے وہی جس میں ہو قوی الفت  
کام خوشتر ہے وہی حسین ہو خالص نیت  
نام کیا ہو جو ہے قوم نہ کہنیں زحمت  
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت  
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت  
ہم کو انگریزی زبان سے نہیں ہرگز نفرت  
ہم نہیں کہتے ہے یہ علم خلاف ملت  
اس زمانے میں نہیں کسو ہے اسکی حاجت  
حشر میں پیش خداتم نہ اٹھاؤ فحلت  
دین کی کچھ ہی نہیں رکھتے ہیں دل میں وقعت  
شرعی احکام سے بکھلتا ہے انکو غفلت



کرتے ہیں بعض تو دینی علما کی تحقیر  
صاف بعضوں کے عقائد میں خلاف جہود  
دیکھو پنجاب کے لکچر میں کہا سید نے  
سیکھر علم فلک کے جوتارے ہو جائیں  
قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز  
حسن الملک کا بھی قول اسی طرح کا ہے  
شہر لندن میں ابھی معیسی جس نے  
آمد و خرچ زبانی یہ نہیں ہے اسلام  
یعنی اسلام کو اعمال سے ثابت کرو دین  
الغرض پسند و نصیحت یہی کرتا ہے ہمیں  
سخت جبرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی  
ہم دعا کرتے ہیں یہ مدرسہ اسلامی  
جو معاویہ بن حربی ہیں ابھی انکے

دینی کاموں میں تسخیر کی ہے کیسے عادت  
اوسکی تفصیل کی ہو نظم میں کیوں کرو سعت  
سارے طلباء سے یہ پابندی دین کی نسبت  
گر نہ ہو دین نہیں کچھ بھی تمہاری عزت  
یعنی بیکار ہے مہل ہے تمہاری خلقت  
ہم بتائینگے کسی وقت بشرط فرصت  
کہہ کے یوں ہند کے طلباء کو دلائی غیرت  
بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت  
دعویٰ اسلام کا کر کے نہ اٹھائیں خفت  
صاحب علم ہر ایک صاحب فہم وجودت  
داخل قوم رہیں اور نہ ہو قومیت  
تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت  
عمر میں مال میں ثروت میں عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے بادشاہ بیچچران

کیا عجب تیر سخن کی ہو ہر ایک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری  
وان شان کبریائی یاں عجز و انکساری  
اسکی عنایتوں کی سبکو ہے انتظاری  
محشر میں ہے اسی سے امت کی رشکاری  
بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری  
مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہیں  
قہر و غضب ہے اسکے کس کو خطر نہیں ہے  
ہے رحمت و دو عالم بیشک رسول اپنا  
تابع رہیں ہم اسکے ہمچین درود اسپر

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ  
 ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون  
 ہر سال نظم ہم اس جلسہ میں ہین سناتے  
 آنکھیں نہ کیوں خاک ہوں طلباء کے دیکھنے سے  
 ہین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے  
 نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی  
 دنیا میں آخرت میں رکھے ان کو شاد و خرم  
 تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت  
 تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہین  
 تعلیم گرنہ ہوتی دنیا میں کچھ نہ ہوتا  
 تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے  
 ہے دین مثل جو ہر شکل عرض ہے دنیا  
 جب تک عرض نہو پھر جو ہر ہے بے ضرورت  
 دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان  
 دنیا کی ہے حدیث و قرآن میں جو مذمت  
 جو کام اس جہان میں ہے شرع کے مخالف  
 دنیا کے واسطے ہم گردین ترک کر دین  
 دل میں نہیں ہمارے گردین کی محبت  
 کوئی زبان بھی سیکھیں غم اسکا کچھ نہیں ہے  
 تازہ رہے اپنی اس مدرسہ کا گلشن  
 اخلاق دے ادب دے طلبائے مدرسہ کو

کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری  
 ہر سال اسکو ہے ہر مقصد میں کامگاری  
 نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری  
 جوش طرب نہ کیوں ہو ہر ایک دل پر طاری  
 انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری  
 سچا ہے جوش اسکا سچا ہے غمگاری  
 بلا مقاصد انکے یارب نو باری باری  
 تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان میں باری  
 دنیا کے سب طریقے آئین دینداری  
 بیکار تھا تمدن یہ لطف ملک داری  
 جاہل کی دو جہان میں ذلت ہے اور خواری  
 جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھ ہے استواری  
 دونوں میں یہ تناسب حق نے دیا ہے بہاری  
 دیا کی سب ورستی ہے عین دینداری  
 مفہوم اسکا سلو خواہش ہے گر متہاری  
 دنیا ہے نام اسکا بیجا ہے اس سے یاری  
 ہم سنا نہ کوئی ہو گا فہم و خرد سے عاری  
 محشر میں پیش خالق ہے سخت شرمساری  
 غم ہے یہی جو چوڑین مذہب کی پاسداری  
 صبح و مساکرم کی تیرے ہو آبشاری  
 یارب دلون میں انکے دے جوش دینداری

تحمین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیاری	یارب اساتذہ کے محنت کو چیز کر دے
اے بادشاہ امید بن یوں نو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری	
<p>یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خرمخواہ عام گویند پور واقع دامنہ اڑی منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی</p> <p>دل ہے سیسے میں عبث منہ میں زبان ہے رلیگان ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بند گان اسکے ہی تمجد میں نجد میں ہیں جاودان سبے منفی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان فضل جسد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان ذی لیاقت ذی ہم والا گہر عالی شان قدر کے قابل تہاری کوششیں ہیں بگمان انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان تم ہو گر فضل بہاری انجمن ہے گلستان نم ہی اس میں عکس کے مانند ہو جلوہ کنان اسکے استحکام کی کمی سچی تم نے جادوان کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے بہران تم ہوے اس سال ہر مقصد میں اپنے کامران کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان</p>	<p>گز نہ ہو ہم سے ادا حمد خدا و مدح جہان مکن و حادث ہیں ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم عرض و کرسی ہر وہ لوح و فلم ارض و فلک سارے عیبوں سے مبرا اور برتر اسکی ذات جسید ہوا اسکا غضب ہے کون اسکا جبارہ گر شکر کس کس کا کریں کس جزیر کا ہم نام لین یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد ہیں فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل میں آج واہ کیا کہنا تمہیں اے مہر ان انجمن انجمن کو شمع گر کہتے تو تم اسکی ضیا آب جوان نم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب انجمن مانند گل ہے دنگ و بوتم اسکے ہو انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم مدیرہ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا واسطے تعمیر کے کی یک زمین نم نے خرید ہو گئی اس سال ہر کوشش تہاری کارگر کیون نہ مومنوں تہاری قوم ہر شام و سحر</p>

تم بھروسہ اور توکل کیجئے اللہ پر  
 تم سے بڑھ کر انکے احسان کا کچھ ہوگا اعتراف  
 قول حق ہے لا نصیح اللہ اجر المحسنین  
 عمر میں دولت میں انکے دے ترقی یا خدا  
 کوئی نیکی دہر میں تسلیم سے بہر نہیں  
 شک نہیں اس میں ترقی مدرسہ کی ہو فزون  
 شک نہیں اس میں کہ لڑکوں کے نسبت دوستو  
 کیوں نہ لڑکوں پر اثر ہو لڑکیوں کے علم کا  
 دیندار و نکاح جو جمع ہے اسے کہنے ہیں قوم  
 و نینداری اگر نہ پھر قومیت کیا خاک ہے  
 مصلحان قوم یہ جو آج کل شہور ہیں  
 حیف ہے انکو یہی دعویٰ قوم کی اصلاح کا  
 منحصراً تعلیم انگلش پڑھنا اصلاح قوم  
 بالہی سب ممالون کو دے توفیق نیک  
 یا الہی انجن یہ تابدار ہم رہے  
 بیرون کے کام میں اخلاص دے یارب ہم  
 جس طرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر

فضل سے اسکے سبک ہو جائے ہر باہر گران  
 جنگی کوشش سے ہو چندہ فراہم بیکران  
 محسنوں کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہاں  
 دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیاں  
 یہ وہ نیکی ہے ہیں جسکے خوشہ چین سب نکبان  
 یوں ہی گراؤ سید کرتے جائیں قومی حامیان  
 سخت تر تعلیم کے محتاج ہیں اب لڑکیاں  
 ہو گئی آخر لڑکیاں ہی ایک دن لڑکوں کی ماں  
 قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب و گمان  
 کس طرح بے دین رہ کر ہونگے قومی مصلحان  
 دینداری کا بہت کم ان میں ہے نام و نشان  
 ہے تعجب ان سے یہ کیسے ہیں قومی نوحہ خوان  
 چاہئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکساں  
 دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان  
 مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان  
 شوق دے نائید کا ہر ایک کے دلین جاودان  
 کچھ ادھر بھی ہو تو جو اے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب سے پاوشاہ

بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۳ء کے لئے لکھی گئی

قاصد و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک دہن

کیا ادا ہو حق نعت رسول ذوالمنین

تجربہ ہیں اے انجن کس درجہ افضالِ خدا  
 خیر خواہ عام تیرا نام ہے زیندہ ز  
 تو نے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت  
 آٹھواں سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد  
 شہر میں طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا  
 شہر اپنا چوڑا کٹر لوگ باہر چل بسے  
 انگساری قوم کی اسوقت جاری تجہ سے تھی  
 سعی و کوشش تو نے کی سرکار میں حکم طفیل  
 تو نے ہی چندہ کیا اموات غریب کیلئے  
 عام تھا یہ فیض تیرا سب محلوں کے لئے  
 صدر تیرے یعنی کے عبد المجید نیکو  
 معتمد ہیں تیرے جو سلطان محی الدین نام  
 اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہیں  
 مدرسہ نوان کا جو تیری نگرانی میں ہے  
 آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ  
 منتظم اسکے ہیں حضرت مولوی عبد المجید  
 ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی ان سے ہے  
 حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھ لیں  
 مدرسہ کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی  
 سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تو نے شوق سے  
 خاص کر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف

اندون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن  
 خیر خواہی کے ترے قابل ہیں سب اہل وطن  
 صفحہ دل سے میٹھا کس طرح اے انجن  
 کیسے کیسے جمع ہیں افراد اہل علم و فن  
 آہ کس رنج و پریشانی میں تھے سب مردوزن  
 آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن  
 کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن  
 بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن  
 میری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن  
 لب پہ ہر یک کے روانِ ممنونیت کے نھے سخن  
 گویا روح انجن میں انجن مثل بدن  
 قابل تحسین ہیں انکے کارہائے انجن  
 پائین گئے کیا کیا جزائز و خداوند ز من  
 سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سرو علن  
 مدرسہ کا حال سب اس سے عیاں ہے من عین  
 اسکے نظم و نسق میں ساعی ہیں وہ با جان و تن  
 کم ہے انکا شکر جتنا کیجئے ای انجن  
 دیکھنے کی ہے تمنا جبکہ دل میں جوش نرسن  
 تیرے قبضہ میں ہے اسکا کام سب اے انجن  
 تہہ شریک جلسہ کیسے کیسے افراد ز من  
 کیوں نہ فخر و ناز کا باعث ہو اے احباب من

<p>مدرسہ کہتا ہے ہر دم بازبان حال اب  کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر  تم ہو گرا بر بہاری صورت گلشن ہون میں  گر وطن مثل صدف ہے میں ہوں یک دیشیم  فرقہ نسوان میں تعلیم پھیلاتا ہوں میں  اب دعا کرتا ہوں میں میری دعا کو یا خدا  مدرسہ اور انجمن قائم رہے یا رب مدام  مدرسہ اور انجمن گویا ہیں دونوں مہر و ماہ  سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہیں تمام  یا الہی کون نہ تکمیل عمارت جلد ہو</p>	<p>مالدار وہ تو جہ آپ کی جملہ نکلن  آب حیوان تم اگر ہو میں ہوں یک تشہ دہن  تم سے رونق ہے وطن کی چہرہ سے ہے شان وطن  گر وطن مثل بن ہے میں ہوں یک لعل میں  بگمان میں ہوں بہالت کے وطن کا بیخ کن  جلد پہنا دیجئے مقبولیت کا پسیر ہن  دور رکھو اسکو حوادث سے تہہ رخ بہن  یا الہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن  دین و دنیا میں رہیں دل شاد و روح حسن  گر ذرا سا فضل نرا اُس پہ ہو پر تو نکلن</p>
---	--

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ  
بے تکلف بے تضرع ہے ترا ہر یک سخن

فیظم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گوئند پور واقع و انبازری کیلئے لکھی گئی مسعدہ ۵ اگست ۱۹۰۹ء

<p>خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہوا  خدا کی نعمتیں بچید ہیں ان میں عمدہ تر  ہے اتفاق پہ ہی کل جہان کا دار و مدار  ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان  ہے اتفاق سے دشمن پہ ہکمو فتح و ظفر  ہے اتفاق پیر کی شرع کا فرمان  نہ ہوتا نفع اگر اتفاق میں کوئی  سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر</p>	<p>بحال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا  ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہیں اصلا  ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا  ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ  ہے اتفاق سے دنیا میں دوستی کا مزا  ہے اتفاق میں پہنان یقین خدا کی رضا  نہ ہوتے اس میں جو موجود خوبیاں صد ہا  نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق مکی</p>
---	---

بیان ہو ہم سے کہاں اتفاق کی تفریف  
یہ انجن ہے ہماری جو خیر خواہ عام  
جو خیر خواہ بیان کین قوم کی اداس نے  
مکان خاص نہ تھا بہر انجن کوئی  
مکان لیا گیا رسم بھی ہو ہی عمدہ  
وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہیں  
جنہوں نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان  
ہر ایک شخص کا ہے شکر یہ ہمیں لازم  
ہمارا دل ہے فقط ایک ولرباہین بہت  
الہی ارض و سما کا قیام ہو جب تک  
اور اس چمن میں ہو جب تک حسن و رعنائی  
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جب تک  
الہی کیجئے اس انجن پہ لطف و کرم  
تمام اکے اراکین و ہمدہ داروں کو  
سعادین کے دل میں دے اور بھی تو بفق  
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ بیان اپنا جل نہیں سکتا  
ہے اتفاق کی کیا شان اس میں جلوہ فرا  
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا  
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی برآیا  
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ  
زبانہ کس کے نہیں آج مرجا کی صدا  
جنہوں نے کین تپے ترمیم محنتیں کیا کیا  
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہیں بجا  
یہ کس کو دیکھے کس کو بھلا نہ دیکھیں گا  
چمن جہان کا یہ جب تک رہے پھلا پھولا  
گلوں میں تازگی غنچوں میں بو ٹھریں مزا  
نگاہ بان رہے جب تک یہ نرگس شہلا  
عروج پر ہو ترقی کی شان صُبح و ساء  
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خدا و نذا  
وہ انجن کے رہیں دل سے والد و شیدا  
امام ہر دوسرا و شفیع روز جزا

تلم کو روک لے اے بادشاہ، میچیدان

بنی کے روح مطہر یہ بڑے صل علی

یہ منظوم اپیل مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوئند پور واقع و انبائری کیلئے لکھی گئی

عرض میری ہے بازبان حال

نام میرا ہے مدرسہ نسوان

لے بزرگان قوم نیک خصال

مجھ سے واقف نہیں ہے کون یہاں

انجن ہے جو خیر خواہ عام  
ہاں اسی نے کیا بنا مجھ کو  
فکر نسوان کی بناہ کی ہے  
میری اس کسنی پہ غور کرو  
جلسہ امتحان میں تھے جو شریک  
وصف غیروں کے منہ سے ہے خوشتر  
ہنیں مجھ کو ہے کبر اور نخوت  
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات  
علم و اخلاق سب میں ہو معمور  
این مراتب کہ دیدہ جزوی است  
اندون تم نے از وفور عطا  
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم  
مجھ کو حاصل ہو تم سے نفع کثیر  
دیکھو اپنا جو میں جدید مکان  
کون ہے جز تہارے میرا کفیل  
جیسی اگر کون پہ ہے تہاری نگاہ  
پھینکتے ہو او دہر گل اور ثمر  
حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا

سر پرستی ہے اسکی مجھ پہ مدام  
کیسے الطاف سے رکھا مجھ کو  
عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے  
کامیابی جو کچھ ہوئی دیکھو  
ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک  
میری تعریف میں کروں کیونکر  
مجھ پہ اللہ کی ہے یہ منت  
ہوں جو شائستہ سارے مستور است  
جہل و ناواقفی ہو یکسر دور  
کار کلی ہنوز در قدر است  
میری تعمیر کا دیا چنبدہ  
ہے کشادہ تہارا دست کرم  
ہوگی پوری ضرورت تعمیر  
اپنی قسمت پہ میں رہوں نازان  
پیش کرتا ہوں میں یہ اپنی اپلی  
لڑکیوں پر بھی لطف ہو دلخواہ  
باغیانہ نظر ہو کچھ تو ادھر  
طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہو گئی ختم داستان اپنی

بادشہ روکے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوند پور واقع وادنبازی کیلئے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ میں طبع ہوئی



شکر اور صد شکر ہے اے خالقِ جنِ کوشر  
کارنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا  
انجن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا  
جس قدر لکون کی ہے تعلیم کا ہمو خیال  
مرد و عورت گویا دو حصے ہیں ایک انسان کے  
مقتضائے خیر خواہی یہ نہیں ہرگز نہیں  
حد معین ہے مگر تسلیم نسوان کے لئے  
خال جو حد سے بڑا وہ ہو گیا آخر ما  
آفرین صد آفرین اے مہربانِ انجن  
اب تمہارا غنچہ مقصدِ شگفتہ ہو گیا  
ابنِ مراتب آنچہ دیدی ہمتِ جزوی بیگمان  
کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب  
گو کہ سرمایہ و چنہ کم ہے لیکن ہے امید  
ایک دن اس مدرسہ کی قدر و وقعت ہو زیاد  
کس طرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہوں  
یا الہی انجن کے مدرسہ پر روزِ شب  
تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب  
ممبروں کے کام میں اخلاص دے یا رب مدد  
چنہ و سرمایہ کی تائید جن لوگوں نے کی  
دین و دنیا کے مقاصد انکے برآئین تمام

مدرسہ کے عمر کا ایک سال گزرا خوب تر  
مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر  
لیکے ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر  
آہ متوجہ نہیں ہم لڑکیوں پر اس قدر  
ہے یہی انصاف دو حصے کی بھی لین ہم خبر  
دیکھیں ایک حصہ کو ہم اور چھوڑ دین حصہ دگر  
حد سے متجاوز اگر ہو جائے بتیک ہے ضرر  
خلق میں کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشہور  
سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اثر  
اب تمہارے نخلِ ہمت میں لگا تازہ ثمر  
اے برادرِ کارِ کلی ہمت پنہان و رقد ر  
مدرسہ کے رہتے ہوتا ید میں بستہ کمر  
ہو گا دستِ انجن یک روز پُر از سیم و زر  
ایک دن یہ انجن عالم میں ہوگی نامور  
آیہ لا تقنطوا پڑھتے ہیں جب شام و سحر  
چاہتے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر  
تو اگر چاہے تو قطرہ ہو گا دریا بسمر  
انکی ہمت کو بڑا دے انکی محنت چہر کر  
دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بحر  
ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کرو فر

## نظم اچھی ہے وہی جو ہومفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گونید پور واقع وانبائی منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہیں ادہم شکر خالق بار بار  
صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے  
آج ہر یک کی زبان ہے محبتیں و دعا  
جلوہ اس کا آج خالق نے ہمیں دکھلا دیا  
قصد ہے تعمیر ہواب مدرسہ نسوان کا  
ہیں فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن  
ایک سے یک لائق و فائق یہاں موجود ہیں  
انکے ہاتھوں سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج  
انجن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے  
انجن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل  
کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل  
مالدار و نکو الہی دیجے تو فین مدد  
خیر جاری جسکو کہتے ہیں وہی یہ کام ہے  
جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کر لو دوستو  
کون ہے جو رہی ملک بقا ہوتا نہیں  
جیسا کہ کون کی تہیں نسیم پر ہے التفات  
مرد و عورت گویا دھسے ہیں یک انسان کے  
ایک حصے پر ہوں مائل چوڑ دین حصہ دگر  
یا الہی انجن کی دیجئے ہمت بڑا

آج باغ آرزو میں آگئی فصل بہار  
بلبل دل کے ہیں نغمے آج سجد و شمار  
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار  
واسطے جسکے تہی و اہر وقت چتم انتظار  
سنگ بنیا د آج ہے رکھا گیا با صد وقار  
شہر کے موجود کیسے عہدگان ہیں نامدار  
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار  
باعث برکت ہے ہمکو موجب صدا و افتخار  
خبر خواہی جسکی ہے کالٹس فی نصف النہار  
انتظامی خوبیان جسکی ہیں ہر جا آشکار  
یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دار و مالدار  
ہو نظر انکی عنایت کی نو پھر بیڑا ہے پار  
اس سے بڑھ کر اور کیا دنیا میں ہوگی یادگار  
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے نا پائدار  
اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار  
لڑکیوں کے حال پر ہو جائیں یوں ہی غمگسار  
ہمکو دونوں پر توجہ چاہئے لیل و نہار  
عقل اور انصاف ہیں خواہاں نہ اسکے زینہار  
عزم و استقلال میں رکھے اسکو دکم استوار

اسکو ہر ایک امر میں کر کامیاب و کامگار کس طرح بابوس ہو یہ انجن امیدوار مدرسہ کی بکود کہلاوے عمارت شاندار انجن ہے بس ہی مطلب کی بچہ سے خوشگوار ازبرائے مصطفیٰ و آل و اصحاب کبار	اسکے سب دشمنوں کو کر دے آسان بخدا آپ لا تقنطوا آئی ہے جب قرآن میں شاو مان ہو دل خنک آنکھیں ہوں یارب جلد انجن کا بس ہی مقصد ہے لے رب کریم انجن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر
--	---

نظم اپنی ختم کراے بادشاہ خستہ جان  
کیا عجب گردے اثر تیرے سخن میں کردگار

یہ نظم معطبان چندہ مدرسہ نسوان کے شکریہ میں لکھی گئی جنہوں نے سالانہ جلسہ انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع

والنبائی منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء میں اپنا عطیہ دیا

اب نبری نرقی کا کدر چہ ہوا سامان تو نسل بیابان تھا اب بنگیا یکستان تو چوٹا سا چشمہ تھا اب بحر ہے بے پایاں کسکو بھی خبر اسکی یوں سب میں ترے خواہان ناگاہ خدا کا اب تجہیر یہ ہوا احسان ہم کیا ہیں ہمارے کیا حوصلہ کیا امکان یوں دست کرم سب کا کب ہو ناگہرا نشان حاصل ہوے دونوں ہی مقصود ہیں یکسان چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصدر مان کیا کیا نہ جزا دیگا عشرت میں تہین میزدان ستا باش و جزاک اللہ ہم کیوں نہ کہیں ہر آن تم قوم کے حامی ہو سہ تم یہ وطن نازان	اے واہ نری قسمت لے مدرسہ نسوان بے جان تھا تو گویا اب جان پڑی تجہ میں تو نہنا سا بودا نہا سر سبز شجر ہے اب معلوم تھا کیسے کو یوں چندہ فزون ہو گا کوشش سے کسی کے مقصد نہیں برآیا سب فضل اسی کا ہے سب کی عنایت ہے وینا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل میں تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے اے قومی جو افرود! اے قوم کے ہمدرد! اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شہید ہو
---	--

مراح تہاری ہے ہر وقت زبان سب کی مسرور موافق ہیں حیران مخالف ہیں	کیا شکر گزاری میں مصروف ہیں دل اور جان وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان
--	---

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشاہ عاصی  
یار بچہ دنیا سے لیجائے با ایمان

## دیگر

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسہ نسوان نیر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری یک مرد خدا نے اب ذی جود و عطیہ اب یس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار شباباش ہے بہت پر تھیں ہے جراثیم پر ممنون ہیں ہم اس کے مرہون ہیں ہم اس کے کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا	کیا تجھ پہ ہوا احسان اے مدرسہ نسوان عالم ہو نہ کیوں رختان اے مدرسہ نسوان اب اسکا ہوا سامان اے مدرسہ نسوان مشکل کو کیا آسان اے مدرسہ نسوان کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسہ نسوان خالق ہو نہ کیوں شادان اے مدرسہ نسوان نکلا ہے تراراں اے مدرسہ نسوان ہم اس کے دعا گو یان اے مدرسہ نسوان خوش ہو گا وہ بے پایان اے مدرسہ نسوان ہے تیرا محب ذیشان اے مدرسہ نسوان
---	--

یہ بادشاہ عاصی رکھتا ہے ولایت تیری  
ہے دل سے ترا خواہاں اے مدرسہ نسوان

یہ نظم مدرسہ مذکور کیلئے لکھی گئی اور مجلس تہذیب انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لٹکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا دنیا کی خوبیوں کا عقبی کی لذتوں کا	آنکھوں کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا
---	---

<p>ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا ہے قابل نظار یہ مدرسہ ہمارا دیکھو ذرا خدا را یہ مدرسہ ہمارا کرتا ہے یوں اشار یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا</p>	<p>طلبہ ہیں ہم اس کے شیدائین ہم اس کے سنت ہے انجمن کی شفقت ہے انجمن کی تشریف لائے ہیں اب ذیجاہ بیان سب انعام کا یہ جلکس شان سے منعقد ہے جز علم چیز کوئی دنیا میں کب ہے اچھی قائم رہے الہی دائم رہے الہی</p>
<p>اے بادشاہ کیسی تم نے یہ نظم لکھی منون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا</p>	<p>یہ شہنوی ترغیب چندہ مظلومان جنگ بلقان کیلئے ۱۹۱۳ء میں لکھی گئی۔</p>
<p>جنگ بلقان کا احوال سنو سیکڑوں زخمی و مجروح ہوئے جنگ غم سے یہ کلیہ ہے دو نیم درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی بہوک سے کوئی پریشان ہر آن قابل رحم ہے حالت انکی اس گران شئی کے عوض دیجئے مال پھر سلمانی ہمارے کیسی کیا ہیں ہم کیا ہے ہمارا ایمان بیوگون کے لئے تم چندہ دو</p>	<p>آج اے قوم کے بہائی بہنو سیکڑوں جام شہادت ہیں پئے سیکڑوں طفل ہوئے آہ یتیم زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی بیکسی پر کوئی اپنے نالان کیا کہیں تم سے مصیبت انکی جان دینی ہے اگر تم کو محال نہ کریں ان سے اگر ہمدردی یہائیوں سے جو رہیں ہم انجان زخمیوں کے لئے تم چندہ دو</p>
<p>ہے دعا تجھے اے رب عزت بادشاہ روم کے پائین نصرت</p>	<p></p>

یہ غزل مشاعرہ و انبیاڑی کہنے لگی اور رسالہ تعلیم و انبیاڑی میں شائع ہوئی

مصرع طح ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

چلے جگر بندہ یوں ہی اسپر قوم کے غم کا  
نہ قائم نہ خوشی کوئی نہ دائم سلسلہ غم کا  
خجالت سے گناہوں کے خونکین چشم سے آنسو  
کہ ہر ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا  
ہے جس جا علم کا چیرچا بہالت کب ہے باقی  
بنکر کے جازی ریلوے ہم پر کیا احسان  
چایا شور دی بنگا لبو بے وجہ کیون تم نے  
نڈا میسج محشر خفتگان قبر پر ہوگی

ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا  
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا  
مقابلہ نیکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زہر کا  
رہے بکتک دلون میں جوش نبرے خیر مقدم کا  
چمکا دھنچے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا  
ہر یک مومن کا دل منوں ہے سلطان العظم کا  
فقط یہ زور تکر علم کا دینار و درہم کا  
ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

کر دیکھ فکر عقبی باد شمع غفلت نہیں اچھی

نہیں معلوم دم اس جسم میں یہاں ہے کس دم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طح اُس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

گریبان قوم کی پرورد کہانی ہو جائے  
قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے  
قوم کی دین نہ جس سرین وہ سر ہو پامال  
کھینچوں اسی قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ  
ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہوں میں سبک  
شاعر و غم میں تون کے تو بہت ہی روئے  
وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر

کیا عجب ہے کہ دل تنگ بھی پانی ہو جائے  
دونوں عالم میں سعادت کی نشانی ہو جائے  
درو اس کا نہ جس دل میں وہ غانی ہو جائے  
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے  
قوی الفت کی اگر یوں ہی گرانی ہو جائے  
اب غم قوم میں کچھ اشک فانی ہو جائے  
غیر کیا دست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

<p>لیکلی کیجھتی ہم بن ہو پیدا یا رب خاقلو! لطف لے تھکوسخن میں میرے طبع میں یوں ہی اگر ذوق سخن ہو باقی</p>	<p>جلد اب جھل تعصب کی روانی ہو جائے خاقلو! خوب تہین یاد دہانی ہو جائے سیری سیری یہ فدا عہد جوانی ہو جائے</p>
<p>بادشاہ قید ہے زندانِ الم میں لیکن اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے</p>	
<p>مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئیں اور لکھ ترقی تجارت میں شائع ہوئیں صریح طرح جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی بنے</p>	
<p>مروت ہے نہ بھردی نہ آپس میں صفائی ہے اگر اتنا ہی سمجھیں ہر طرح اپنی بھلائی ہے اور علم و سہرا و مال و زسے غیر قوموں میں خلف کہلانے ہیں لیکن سراسر ناخلف ہم ہیں نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا ہیں تبسم مذہب پھر بتاؤ کسی گنتی میں محبت قوم کی گر ہے کرین کچھ کر کے دکھلائیں ہمیں دین اور دنیا گویا دونوں طفل تو ام ہیں ضرر دنیا کا اگر ہو دین کا اس کو ضرر سمجھو مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا کروست دین کی پروا نہ ہو بدست دنیا میں نہ ہوتا دین تو دنیا نہ پاتی خلعت ہستی کرین گردین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس میں</p>	<p>ہماری قوم کی حالت یہ غیر ملکی ہنسائی ہے جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے اور ہر جہل و تعصب نگہ دستی ہے گدائی ہے سلف کے کارناموں کی عبث و حجت سرائی ہے ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے بجاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے زبانی یون تو ہر یک قوم کا اپنی فدائی ہے غلط ہے گریہ ہم سمجھیں کہ دونوں جن جلتی ہے جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمیں بھلاتی ہے یہی راہ بنی راہ رضائے کبریائی ہے صلالت کی یہ ٹیپ ہکو تھیٹان پڑائی ہے طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے</p>
<p>نہ کیجیے بادشاہ تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ</p>	

بڑی ہے بات چوٹا منہ یہ کیا جی من مائی ہے

مصرع طرح ہٹم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا  
قوم کی ہم کو ترقی نے ادھر چوڑ دیا  
سنگریز و نکو لیا نعل و گہر چوڑ دیا  
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چوڑ دیا  
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چوڑ دیا  
ہائے افسوس زبان نے بھی اثر چوڑ دیا  
واسطے اسکے دل و جان و جگر چوڑ دیا  
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چوڑ دیا  
بتدا ہم نے لیا پاس خبر چوڑ دیا  
سخت خطرہ میں و عجبی کا سفر چوڑ دیا  
آگ کو سرد کیا ہم نے شر چوڑ دیا  
خاندہ کچھ نہیں گرفتیر چوڑ دیا

مال و زر چوڑ دیا عز و وقار چوڑ دیا  
ہم نے خالق کا او و ہر خوف و خطر چوڑ دیا  
نیکیان چوڑ کے ہم ہو گئے پاسبند گناہ  
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بھی  
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بھی نہیں  
راستی گم ہوئی جب اپنی زبان سے اسی قوم  
قومی الفت کو جہاں جا ہے وہاں رہنید و  
نیک اخلاق ہوں جس میں وہ اعلیٰ انسان  
مست دنیا میں رہے حشر سے غافل ہو کر  
بتلا راحت دنیا میں ہوا جو انسان  
جہل جس دل سے ہے منفوق و تعصب وہاں  
لاکھ سیکھ کوئی دنیا کے علوم اور فنون

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں مطلق

بادشہ لطف سخن تم نے مگر چوڑ دیا

مصرع طرح ہے گہٹا ادبار کی چاروں طرف چھائی ہوئی

ہے گہٹا ادبار کی چاروں طرف چھائی ہوئی  
اور ترقی ہے او و ہر غیروں میں اترائی ہوئی  
ہم تماشائے خلق تماشائی ہوئی  
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مر جہائی ہوئی

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوئی  
ہے او و ہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی  
رنگ یوں جہل و تعصب کا ہمارے بڑ بگیا  
ہے روان یوں باغ عالم میں جہالت کا سموم



<p>ہم میں جب نا اتفاقی ہے جگہ پائی ہوئی ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گہرائی ہوئی بس ہے اتنی بھی اگر ہکوشناسائی ہوئی خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرابی ہوئی دل میں جب پیوست یا رب تیری کیتائی ہوئی فضل خالق کی اگر کچھ جلوہ آراتی ہوئی</p>	<p>دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے قومیت کہے ہیں کسکو قوم کا مفہوم کیا کہنے کہتے صاحبان قوم سارے تہک گئے ہیچ ہے میری نظر میں ماسوی اللہ کا وجود کامیابی ہکو ہر مقصد میں بالکل سہل ہے</p>
---	---

<p>قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نرد خدا باوشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوئی</p>	
---	--

<p>مصرع طرح ”تسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہیں“</p>
---

<p>ہمیشہ اپنے غالب نفس شیطان ہوتے جاتے ہیں تتمل میں ادھر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہیں ہماری آرزو میں یاس و حرمان ہوتے جاتے ہیں ادھر مغلوب عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہیں ہماری ذلت و خواری کے خواہاں ہوتے جاتے ہیں جو تھے روباہ وہ شیرنیتان ہوتے جاتے ہیں کٹے سر لاکھ بھی ہم اور نشان ہوتے جاتے ہیں ہنرمین فن میں کیتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہیں مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہیں مثال غنچہ ہم سرور گریبان ہوتے جاتے ہیں</p>	<p>ترے احکام سے یارب جو انجان ہوتے جاتے ہیں ترقی سے اود ہر اغیار شاوان ہوتے جاتے ہیں نظر آتی نہیں ہے قوم کی اصلاح کی امید فریج والوں کا قبضہ ہے اود ہر ملک تر کو پر خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا جو شیر نر تھے ان روزوں وہ گویا بنگے روباہ عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہیں شمع کے مانند ہوا ہے رشک اب یورپ کو بھی انکی ترقی سے صفائی قوم کے وکین نہیں جب دیکھتے ہیں ہم چین میں سر بلندی شاخ گل کی جب نظر آتی</p>
---	--

<p>زمانے میں نہیں قدر سخن اے باوشہ بانی عجب ہے ہم سخن پر اپنے نازان ہوتے جاتے ہیں</p>	
---	--

مصرع طرح ”یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے“

<p>یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے ہم تو بھی کہیں گے سعادت کا وقت ہے چندہ کرو عطا یہی بہت کا وقت ہے کیا اس سے بڑے خوبی قیمت کا وقت ہے میں منتظر ہوں آؤ یہ راحت کا وقت ہے ترکوں پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے حناسات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے راہِ خدا میں آہ یہ غفلت کا وقت ہے</p>	<p>بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے وہ اور ہیں جو کہتے ہیں ذلت کا وقت ہے سمتی کا وقت ہے نہ کہا لیت کا وقت ہے مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہیں جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدانِ ترک سے صد ہائیم وہیہ ہیں مجروح سیکڑوں امداد غیر قوم سے ہو ہم رہیں خموش ترکی برا دروہی نہ تاسید ہو جو آج چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب ترک اپنی جان و تیتے ہیں ہم مال بھی نہ دین</p>
---	--

مکن نہیں ہے ضبط ہو اظہارِ درد دل  
اے بادشاہ جوشِ طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا

<p>آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا ہے سیکدہ ہمارا پیر معان ہمارا ہے ہمزبان ہمارا ہمدستان ہمارا اب تک وہی رگون میں ہے خون روان ہمارا</p>	<p>دشمن ہو لاکھ ہی تو اے آسان ہمارا سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا ہم شرک کے ہیں دشمن تو حید پر ہیں قربان ترقپولی فتح گر ہو ایران بھی ہو سفر مست شراب وحدت کیونکر مذاہب رہیں ہم صہر کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا جس خون کو بہا کر ہم سُرخ رو ہوئے نئے</p>
---	--

<p>لیکرتو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا          آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا          ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا          مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا          خود غرضیوں نے لوٹا ہے کاروان ہمارا          افسوس ہے یہ کیسا خواب گراں ہمارا          مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا          مرغوب ستارے ان ہو کیونکر بیان ہمارا</p>	<p>ہمت بہ کہہ رہی ہے جرات سنارہی ہے          تخت شہی پہ جب تک قائم ہے جابج پنج          ہم میں نثار اسپر وہ بھی فدا ہے ہمیں          اگلا وہ جوش قومی اس کے کہاں ہمارا          نا اطمینان سے برباد ہو گئے ہم          کہتے ہیں ہم بہت کچھ کرتے نہیں ہیں کچھ ہی          اے قوم کی ترقی جز تیسرا اور کیا ہے          اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے اس میں</p>
--	---

قومی جو کچھ ہو خدمت ای بادشاہ غنیمت  
 تہمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

صریح طرح یارب دل سلم کو وہ زندہ تہنادے

<p>یارب دل سلم کو وہ زندہ تہنادے          یارب دل سلم کو وہ زندہ تہنادے          یارب دل سلم کو وہ زندہ تہنادے          یوسف کی طبیعت دے دل شل زینا دے          تیرا ہی بہرہ دے تیرا ہی سہارا دے          جنت میں بھی بس ہکو تیرا ہی نطرا دے          پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے          لینا ہے جو کچھ لیے دینا ہے جو دلوادے          تو ابر کرم یارب اب زور سے بڑا دے          وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے</p>	<p>اعجازِ سیاحی ہر رنگ میں دکھلا دے          یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہر گز          سب حرص و ہوا اپنے ہو جائیں فاجس سے          بازار میں دنیا کے یارب ترا سودا دے          ہر کام میں ہر فن میں ہر بات میں ہر دل میں          حوروں سے نہ کچھ مطلب غلام کی نہ کچھ حاجت          کثرت میں بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم          طاعت ہے ادھر ہم سے بخشش ہے اودھر تجھ سے          قومی یہ چین اپنا ہے مشک ہوا جا تا          مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بہلا مانگین</p>
---	---

سیری نہ ہو میری شرب کی زیارت سے پیارا وہ بنی تر جس خاک پہ سوتا ہے دیوانے نہیں ہم جو مجنون سا بہتک جاہن ہوین اپنا رہے محکم دنیا میں رہیں اچھے محرم ہیں سراسر ہم بندے ہیں مگر تیرے ہم خوار ہیں کبتک اس غارت نزل میں	یارب تو دوبارہ پھر و نعمت عظمیٰ دے مشت تن خاکی یہ اس خاک میں دفنا دے وان نجد کا صحرا تھا یا ان دشت پینہ دے توفیق بھی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے جزیرے کدھر جائیں تو ہی ہمیں بتلا دے اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمیں دلوا دے
--	---

ای بادشہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع  
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرہ حیدر آباد وکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیض کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تھا اور اخبار مجر کی  
مدرسہ مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی

مصرع طرح سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں

نہت مہر و محبت گل وریحان میں نہیں یکدلی کیچتی قوم مسلمان میں نہیں جیسی پچیدگیان قوم کے دلین ہیں نہان باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر چشمہ علم سے جو سیر ہیں وہ کہتے ہیں کفر جس جا ہے وہاں جہل ہے کیسے مفقود سچ میں کہتا ہوں مریضیاں فلاکت کیلئے عجے معذور رہیں باغ سخن کے گلچین	سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں قوم کا دروہی افسوس دل و جان میں نہیں سنبستان میں نہیں گیسو تھاناں میں نہیں ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران میں نہیں ماہ تابان میں نہیں مہر و خشتان میں نہیں مصر میں رتبہ جو یوسف کا تھا کنعان میں نہیں ای خضر اسکا مزار چشمہ حیوان میں نہیں اور یہاں علم و ہنر صاحب ایمان میں نہیں جو اثر علم میں ہے وہ کسی دوران میں نہیں پھول گر کذب و غلو کے مرے دامن میں نہیں
--	---

بادشاہ ہے وہی فخر سلاطین دکن  
خوبیان کونسی محبوب علی خان مین نہیں

## تہنیت و خیر مقدم حکام و ہمدردان ملت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ "خوشید مدراس" میں شائع ہوئی

مصرع طرح "حسن و خیر و عالی وقار فیصیح جارج"

چمکتا یوں نہ مہ جون کا مقدر جارج  
تمام ہند میں چرچا یہی ہے گھر گھر جارج  
نہاں ہے بون تری الفت دلونکے اندر جارج  
تمام شاہوں سے بڑھ کر ہے تیرا نمبر جارج  
نہ کیوں کہیں تجھے ہم غیرت سکندر جارج  
ہوئی ہے تجھ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج  
شکیب و صبر ہو مدراسیوں کو کیونکر جارج  
دکھا بیگا جو دسمبر میں روئے انور جارج

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج  
ہوا ہے قیصر ہند و ستان مقرر جارج  
مزا فرمیں گلوں میں ہے جس طرح نکبت  
کرم میں عدل میں دولت میں جاہ و شہرت میں  
ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ  
نہ آیا ہند میں اب تک کوئی شاہ انگلنڈ  
شرف ہو دید کا غیر و نکو ہم رہیں محروم  
نہ کیوں ہو رشک ہر ایک ماہ کو دسمبر پر

ہے بادشاہ کی دعا تا ابد رہے ولشاد

حسن و خیر و عالی وقار فیصیح جارج

یہ سنوئی جلسہ سالگرہ ہر کسنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر و سیرے ہند کیلئے لکھی گئی جو اردو سوسائٹی کی  
طرف سے مطبع مجذدکن مدراس میں منعقد ہوا تھا

اہل جلسہ جمع ہیں کس شوق کس ارمان سے  
تم سنو رعبت سے اے میرے مہمان ذیوقار  
دل میں ہم سب کبھانی کیا انھوں نے اپنی جائے

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے  
جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہوں تم پر آشکار  
لارڈ ہارڈنگ ہیں ہمارے ہند کے جو دیسگار

نہر مجبئی جارج خیم کی نیابت اٹکو ہے  
خواتین میں انکی بہر ہے وصف تالیف قلوب  
جون کی یہ بیویں انکی ولادت کا ہے روز  
ہم مناتے ہیں اسی کی آج یہ میکسر خوشی  
مبب جو بھینکا تھا دہلی میں عدو نے بر ملا  
تم سے ان دونوں خوشی کا آج کرتا ہوں بیلا  
یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گھسہ  
وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن  
مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے شتری  
اجتماع دونوں خوشی کا خوب دیتا ہے مزا  
خوش رہیں خرم رہیں دلم ہمارے وسیر آ  
ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہاں

قدر و عزت اٹکو ہریشان و شوکت اٹکو ہے  
اپنی وہ ہر دل عزیز کی کامزا لیتے ہیں خوب  
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز  
اس خوشی کے ضمن میں حاصل ہوئی دیگر خوشی  
فضل سے اپنے خدانے لیا اٹکو بجا  
حظ وافر پاؤ گے اے سہین نکتہ دان  
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر  
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن  
ہر مخم بول اوٹھے سحدین اکبر ہے یہ بھی  
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا  
حظ خالق میں رہیں ہر دم ہمارے وسیر آئے  
ہم ہیں مدح لارٹو صاحب میں یہاں رطب اللسان

نظم اپنی ختم کروے اور کھائی بادشاہ  
جان و دل سے دولت برٹش کاہوں میں خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلوانی کے جلسہ وعظ میں انکے خیر مقدم  
میں مقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی۔

علامہ دین مشہور دوران تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
کیونکہ نہ چون قسمت پہ از ان تشریف لائے ہیں سلیمان  
کس کا نہیں دل مسرور شادان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
جوئے شگفتہ اپنے دل جان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
بیجا ہے ایسی نعمت کا کفر ان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

مرثوہ ہو مکواے اہل ایمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
ہے دہوم سائے ہندوستان میں کیا کچھ اٹھے انکے بیان میں  
مدت ہو کہ تہی تھاری آب رزویہ نکلی ہماری  
گل چوٹ کے ہم ان سے لینگے دامن مقصد پناہ بھر گئے  
آئی ہے گویا رحمت خدا کی نامل ہے ہم بغیرت خدا کی

<p>تشنہ ہیں ہم یہ ہیں آجیوں تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  ہم ہیں صدف یہ ہیں ابرنیسا تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  نہتے نہیں ہیں اب شوق واران تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  جاری ہے انکار دلیہ فیضان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  قابو نہ ریا کہوئیں مسلمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان</p>	<p>ہم خوشہ چین یہ گویا ہیں خن پڑانے ہم ہیں شمع روشن  گرد و دہن ہم اسکے دوا ہیں گریاس ہیں ہم یہ دعا ہیں  طاہر کریں کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خد  راہ خدا کے رہبر ہی ہیں علمائے دین کے افسیر ہی ہیں  غافل گر آنسے رجا کینگے ہم بچا کینگے ہم بچا کینگے ہم</p>
<p>توصیف کا حق گو نکراد اہو ای بادشہ کیا طاقت ہے جہک  لاؤں کہاں سے الفاظ شایان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان</p>	
<p>یہ سنو جلسہ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلئے لکھی گئی جو سجادہ درگاہ بعداد کے پونے میں  منج بركات ہے کیا آپ کی فرخندہ ذات  منکشف اعزاز ہیں سارے جہان پر آپ کے  بیگمان اولاد میں محبوب بجانے کے ہو  آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہیں  گردنیں کل اولیا کی جسکے تہے زیر قدم  اولیامین اس طرح ہے مرتبہ محبوب کا  آپ کے دام محبت نے کیا ہمو اسیر  نام ہے عبدالعزیز بادشہ عالی وقار  کیسے فائق میزبان ہیں کیسے لائق میہان  یہہان خود میزبان کے معج خان ہیں بار بار  کیسی عزت گویا ہمو یک بڑی دولت ملی  شمع چرطرح رہتا ہے پسگون کا ہجوم  آپ کے پند و مواعظ سے نہ کھ سیری ہو</p>	<p>اے جمال الدین افندی مرشد والاصفات  ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے  آپ مخزن دہر میں فیضان روحانی کے ہو  روضہ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین  حضرت محبوب بجانے والی مختشم  انبیامین ہیں محکم جبطرح حسیہ الوری  ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر  ہیں سفیر دولت عثمانیہ جو نا مزار  آپ ہیں جہان انکے وہ تہارے میزبان  میزبان کو اپنے مہان پر ہے ہر دم افتخار  یو چہ نکلیا آپ کے آنے سے جو عزت ملی  معتقد کو کوئی در پر آپ کے رہتی ہے دہوم  حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی</p>

<p>کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہیں پورا ہوا          کون وہ مقصود علی خان؟ واعظ شیرین بیان          ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پر اثر          ای جال آدین افندی ای معارف و شگاہ          بلدۂ مدراس سے ہے کل جو خضت آپ کی          آہ! کس دن پھر زیارت آپ کی پائینگے ہم          آہ! کیونکر دور ہو گا دل سے یہ درد و فراق</p>	<p>ہمکو جو مقصود تھا مقصود علی خان سے ملا          آپ کے ہمراہ جو تشریف لائے ہیں یہاں          کیا سبب نہیں اگر ہم منزل مقصود پر          کیجے ہم مدراسیوں پر لطف کی اپنی نگاہ          آہ! کیا کیا رنج دیگی ہمکو فرقت آپ کی          آہ! کیونکر اس دل مضطر کو سمجھا ئینگے ہم          آہ! کیونکر ضبط ہو گا اپنا جوش و شوق</p>
--	--

تاکجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام  
 نظم کو تم اپنے پیادوں لباس اختتام

یہ نظم جناب مولانا الحاج مولوی غلام مجھ صاحب شملوی کی رحمت میں محفل و عظمیٰ مسجد مینان کو چھپاؤ ڈرس  
 مدراس میں پڑھی گئی

<p>اوج پر آتے نہ کیونکر عرو و نشان شملوی          بڑ گئے اب بڑ گئے ہیں دوستان شملوی          آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث          خوان نعمت کیا نصائح کا سہے بزم میں          گو ہر مقصود سے بھر لہجے دامان دل          ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار          ہمکھ سے دیکھیں کب کو کب ملین اسکا بیا          بلبلان ہیں جسطرح مفنون گلہائے جن          سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول          جو خیردار آیا وہ جاتا نہیں خالی کبھی</p>	<p>جب خدا تھے پاک خود ہے مہربان شملوی          آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی          لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی          ہم ہیں سارے آج گویا میہان شملوی          کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی          ہم کو بتلا دے بہلا کوئی بسان شملوی          واقعی معذوبین ناواقفان شملوی          یوں ہیں وعظ شملوی پر نشان شملوی          فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی          خوب جنس و عطی کی ہے یہ دوکان شملوی</p>
--	--



وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب  
بادشاہ دل سے نہ کیوں ہو مدح خوان شملوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر لکھنؤی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی  
نفاذ ۲۲ مارچ ۱۹۱۲ء اسیوی

مرحبا بن قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر  
کیا درخشان نام نامی ہے محمد اور حسین  
کیوں نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج  
کون ہے وہ خدمت فومی کا جو قافلہ نہیں  
بگڑے کاموں کو تمہارے حق سنواریگا یقین  
تم نے وہ کار نمایاں جنگ بلقان میں کئے  
اہل جلسہ یوں تمہاری دید کے مشتاق ہیں  
ہیں غرق بحر الفت تم ہمارے قوم کے  
کیوں نہ پیش اپنا کروں تھنہ مبارکباد کا

آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر  
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر  
تم نے دیکھے ہیں بہت جنگی نظامے ڈاکٹر  
جان و دل سے ہم ہیں سب ٹہنوں تمہارے ڈاکٹر  
جیسے تم بگڑے مریضوں کو سنواریے ڈاکٹر  
آفرین کرنے لگے ترکوں کے سارے ڈاکٹر  
جو طرف انگلی سے کرتے ہیں اشارے ڈاکٹر  
قوم ہوگی کس طرح تم سے کنارے ڈاکٹر  
قومی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادشاہ کے لب پہ مصرع آ رہا ہے بار بار  
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یورپ میں اتاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۲ء

یورپ کو جا کے پھنچا قومی شہنشاہ ہمارا  
سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن  
اسلام کیوں نہ لائے وہ عیلم لارڈ ہڈلے  
ہڈلے پر منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری  
تینوں کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے

اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا  
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا  
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چلن ہمارا  
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا  
وہ کام کر رہے ہیں اب علم و فن ہمارا

<p>نا اتفاقوں نے دولت ہماری کہوئی اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں کرتے ہیں جب اشاعت توحید حق کی دائم</p>	<p>نا چاقیوں نے لوٹا سارا جن ہمارا اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فگن ہمارا ہم پر کم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا</p>
<p>مداخ بادشاہ کی کس طرح قوم ہوگی شکوہ میں اس کے واسے ہر دم دہن ہمارا</p>	
<p>یتلم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈس صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکٹ انجنیر خواہم گویند پور واقع وانبائی کے مکان میں بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی</p>	
<p>آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت قسمت چمک اٹھی اس ناچیز انجنیر کی برش سے بادشاہین جتنے کہ ہیں سلمان انگلنڈ و ترک میں اسے جنگ پولینکل</p>	<p>مسرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا ثابت قدم و فائین ہے جاودان ہمارا مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گگان ہمارا</p>
<p>اب جارج امپریہ یارب رہے سلامت اسکا کرم ہمیشہ ہوسا نیا ہمارا</p>	
<p>اس شہنشاہ میں جناب بانگی صاحب جو صاحب بہادر چیرمین و انباری میونسپالٹی کی تہنیت انجنیر مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۲ء</p>	
<p>شکر ہے صد شکر اے پروردگار تو نہ کرتا ہم پر گرفت و کرم بانگی صاحب جو ہمارے ہموطن مہمدہ یہ سرکار سے انکو ملا نجر بن فہم میں کیتا ہیں وہ</p>	<p>نیرے احسانات کا کب ہو شمار کامرانی کس طرح پاتے تھے ہم ہیں میونسپالٹی کے چیرمین مستحق اس کے تھے وہ بالکل سجا عقل میں دانش میں بے ہمتا ہیں وہ</p>

آج یہ جلسہ مبارک باد کا جان لین تا شہر کے سپہروسی قوم کا ایک فرد جب پاوے وقار بانگی صاحبزادہ ہین یا رب مدام حکمت علی بھی وہ ایسی کرین	منفق اس واسطے ہم نے کیا قدریوں کرتے ہین اپنی قوم کی گویا سارے قوم کو ہے افتخار صحت و آرام سے ہر صبح و شام جس سے سرکار و رعایا خوش رہین
---	--

ختم کر اپنا سخن اے بادشاہ  
تو ہے جان انجمن اے بادشاہ

اس نظم میں خان بہادر جناب ملک حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف  
ادا کیا گیا ہے تاریخ ۷ جولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو قوم کی خدمتیں ادا تم نے کئے ہین بحساب خان بہادری خطاب تم کو ملا بجا ملا شک نہیں اس میں کچھ ذرا بھر عطا وجود کے جو دو عطا کو دیکھ کر کہتے ہین خادمان قوم رنگ سے بوسے جکے ہے تازہ ہر یک دل دماغ صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجمن	باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ اس کے ہی ساز و بار ہو تم اے حیات بادشاہ گوہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ وہ گل نوبہار ہو تم اے حیات بادشاہ خلق میں نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ
--	--

وصف ہو کس طرح رستم خامہ بادشاہ سے

لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب امین الدین صاحب بہادر ساکن و انبٹاری کیلئے حسب فرمائش  
اراکین انجمن خیر خواہ عام گونید پور واقع و انبٹاری ۳۲۸ھ میں لکھی گئی

کیا کریں ہم شکر اے پروردگار  
قاضی الحاجات تیرا نام ہے  
ہر گھل مقصد شکستہ تجھ سے ہے  
گس طرح سرسبز بوکشت امید  
تو ہی دیتا ہے ہر بک دہن سرور  
دل ہمارا نیری قدرت پر فدا  
ہر بن موہو اگر شکل زبان  
با وجود اسکے ترے الطاف کا  
انجن کے ایک محسن ذی کرم  
ئی آیت الدین صاحب جنکا نام  
انکے گہرین اندون یک نور عین  
لطف حق سے آج برائی امید  
شاوہن حشاش ہن بشاش ہن  
تہنیت خوان ہے کوئی با صد دل  
انجن نے از برائے تہنیت  
کیوں ہر ہم تہنیت لا بن بجا  
اس سپر کے عمرا و اقبال میں  
دور رکھد اس سے زہر مصطفیٰ  
یون ہی کہہ مدوح کو یارب مدام  
خوبیان دونوں جہان کی کر عطا  
قطعہ تاریخ لکھ کر ذیل میں

ہم یہ بن انضال تیرے بشمار  
تجھ سے ہے محروم کب امیدوار  
باغ دل کو کی حط اتونے بہار  
گرنہ ہو تیری عنایت آبیار  
لطف پر تیرے خوشی کا انحصار  
جان ہماری تیری صنعت پر شمار  
ہر زبان سے لفظ نکلیں صد ہزار  
شکر یک شہ نہ ہو گکا زینہار  
نیکو والا گہر عالی وقار  
جکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار  
ہو گیا پیدا بفضل کردگار  
آرزو نکلی ہے بعد انتظار  
سارے خویش و اقربا و دستار  
کوئی دیتا ہے دُعائے اختیار  
منعقد جلسہ کیا یہ زیہ دار  
ممبران انجن با صد وقار  
دے ترقی یا خدا میل و نہار  
سارے آفات و بلائے روزگار  
کامیاب و کامران و کامگار  
خدمت قوی بنے اسکا شعار  
نظم کو اپنی کرمین اختصار

گر قبول افتد زہے لطف و کرم

بادوشہ کے ہے زبان پر بار بار

نظم تہنیت کتختانی پشیل احمد حسین صاحب ولد جناب پشیل حاجی عبدالرحمن ممتاز حرم مولیٰ پلکنڈہ کیلئے لکھی گئی

ہم سے کیا ہو محمد رب ذوالجلال  
 قائم و باقی مقدس اسکی ذات  
 کس طرح حادث سے ہو حمد قدیم  
 نعت احمد حمد سے کچھ کم نہیں  
 رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج میں  
 کیون نہ بھیجیں آپ صلوٰۃ و سلام  
 منعقد کیا آج ہرم عقت ہے  
 یعنی اب نوشتہ ہوا احمد حسین  
 حاجی صاحب گوہن زندہ یہاں  
 عم نوشتہ ہیں پشیل عبدالرزاق  
 کیسی نسبت ہے باہم خود بتر  
 اے زہے روز سعید و وقت نیک  
 ہر طرف ہے بھبت و فرح و نشاط  
 نام ہے جن کا محمد اور حسین  
 اہتمام و انتظام انکا ہے سب  
 کیسے کیسے لوگ اس محل میں ہیں  
 ان میں ہے ہر فرد فرد بے نظیر  
 رونق شرع پمیر ہیں یہی

خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال  
 ہم ہیں فانی ہکو ہے نقص و زوال  
 مادی واجب ہو ممکن کیا مجال  
 اسکا دعویٰ ہی بشر سے ہے محال  
 عرش اعظم جسکے تہا زیر نعال  
 و مہم ہر روز و شب ہر ماہ و سال  
 پلکنڈہ میں بعد جاہ و جلال  
 ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال  
 خویاں زندہ ہیں انکی بے مثال  
 ہیں پدر و ہن کے وہ نیک و ضلال  
 اور کیا فرط محبت پر ہے وال  
 اے خوشایام فرحتہ اشتمال  
 کسکے دل پر آج ہے ریخ و طال  
 ہیں انی نوشاہ کے فرخندہ فال  
 ہیں معظم سب میں وہ بے قیل و قال  
 عالمان دین مشائخ با کمال  
 ذکر حق سے جنگی ہے عظمت بجال  
 واجب بتعظیم ہیں بے احتمال

<p>انکی صحبت خیر و برکت کا مال عاجز اندھے ہمارا یہ سوال شادمان رکھ انکو با اولاد و مال تو بچائے انکو یا رب بال بال ہوں تروتازہ یہ دونوں نونہال</p>	<p>انکی عزت گویا عودت دین کی یا الہی یہ دعا مقبول کر ولد و ولہن مین دے الفت و فزون رنج سے آزار سے آفات سے تیرے ہی ابر کرم کے فیض سے</p>
<p>بادشاہ اب ختم کر اپنا سخن خوب لکھی نظم تو نے حسب حال</p>	
<p>یہ نظم تہنیت کھڑائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینبور ضلع جنوبی آرکٹ کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>علی محمد سعید تجھ کو یہ عقد و لحزہ ہو مبارک زبان پر ہوسن کے ہی یہی ہے چین ہو چار سو مبارک تجہ مبارک ہو گل کا سہل تجھے یہ ملبوس نو مبارک کہ ہو کو کافی ترالقا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک کوئی یہ رند و نسے جا کے کہد تو مین کو جام و جو مبارک ہے تیری دلجوئی انکو سعید ہوا انکو یہ جستجو مبارک شفیق و ہمدرد مین وہ سب کہن تو اضع کی خود مبارک ہمیشہ تجھ کو رہے سلامت یہ تجھ کو ہو موہو مبارک</p>	<p>بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہو رنگ و بو مبارک نیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر کیڈ لکی کھل گئی ہے خوشی کی ہے آج دھوم برپا ہر کیڈ لب پر ہے ذکر تیرا مکان کی رفعت ہی خوش ہے فلک کی نعمت سے کام کیا ترے محبت کی می ہر خوشتر تھیرے اسے دلو کا ساغر خسرو مین تیر غلام احمد مکرم و محترم محبت بزرگ ناما مین خوب ستر جنہن محمد تقی مین کہتے یہ حسن صورت پر جس ستر بہ زیب زمینت یہ قدر و عود</p>
<p>عردس نوشہ کو روز اور شب رکھ اپنے حفظ و امان مین یاز صدایا قی ہے بادشاہ اب تمہاری یہ آرزو مبارک</p>	
<p>معروضات رعایا بہ حکام وقت</p>	
<p>یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندہ جدہ اور شیوع پر امانی کی گولہ باری کے دفعئے کے لئے</p>	

برطانیہ کلاں کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد الاجابی ترپڑی مدرسہ میں منعقد ہوتا

محبت کے بہت اقسام ہیں اس دہر کے اندر  
ہے یوں دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے  
بہم بین خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوں  
محبت دین کی ایسی ہے جس پر ہم کرین قربان  
نہ ہو جس شخص کے لیکن محبت دین کی کچھ بھی  
زبانی دین کا دعویٰ نہیں ہے قابل وقعت  
پہڑی ہے جنگ ترپولی میں جو ترک ڈالائی کی  
نظام اٹلی والوں کے ہمیشہ یوں تو سستے تھے  
ارادہ جِدہ و متبوع پر ہے گولہ باری کا  
چڑائی تیرب و بطن پہ گویا ہونیوالی ہے  
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ  
ہم اپنے دولت بڑش سے یہ امید رکھتے ہیں  
رعایا کو ہے اسکی خیر خواہی جس طرح منظور  
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے  
ہم ایسے دین کے پیرو ہیں لیکن نعب ہے  
مصیبت پائین خون اپنا بہائیں وہ رہ حق میں  
خوشی سے شوق سے اے مومنو چند عطا کھے

مگر دینی محبت سب میں ہے اعلیٰ و افضل تر  
کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرہ کمتر  
خذف پارہ بہلا کس طرح ہو گا ہم سرگور  
ملاع جان و دل فرزند وزن اور سارا مال و زر  
کبھی اسکو نہیں ہے جامہ انسانیت خوشتر  
عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر  
نہیں واقف بہلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور  
ہے یک تازہ خبر شگفت اکنوں این گل دیگر  
ذلاب ساتوین فیبروری کا دیکھئے پیپر  
رہیں خاموش کیوں ہم سے بہلا یہ ہو سکے کیونکر  
کرین تاداد خواہی دولت بڑش سے سب ملکر  
بینگ کیوں نہ ایسے وقت میں وہ حامی و یاور  
رعایا پر بھی یوں رحم و کرم اسکو ہے لازم تر  
خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر  
رہیں اخوان ترپولی سے یوں انجان ستراسر  
دریغ ہم کو اوہر تائید مالی سے رہے کیونکر  
تمہیں مد نظر ہے گرضائے خالق اکبر

دعا ہے بادشہ کی فتح دے سلطان کو یارب

رہیں پامال و غارت دشمنان دین ستراسر

یہ نظم اس جلسہ عام اہل اسلام مدرسہ میں پڑھی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

فرستادن کو مدد کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار  
کچھ نہیں ذاتی غرض کچھ نہیں شخصی مفاد  
شکر ہے تابع ہیں ہم ایسی گورنمنٹ کے  
مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ  
سارے مذاہب کا حق کی نظر میں ہے ایک  
سچ تو یہ ہے دہر میں ہم ہیں بڑے خوش نصیب  
ایسے نکو ذات کے کیوں نہ ہوں ممنون ہم  
بہر زمین قبور اور پئے مر و گان  
اس سے پریشان اب فرقہ اسلام ہے  
مذہبی احکام میں اس سے بڑا ہرج ہے  
ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو  
ستفقا نہ یہی عرض ہماری ہے آج  
مالک و حاکم ہیں آپ آپ کے محکوم ہم  
لیک گزارش ہے یہ کیسے ہی احکام ہوں  
سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کیسکو ملا  
مطلعل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون  
بیکلی غنچو نگی ہے وجہ ورود صبا  
کیجئے مدد اب آپ ان ابواب کو  
آپ کے اقبال کا کس کو نہیں اعتراف  
نظم میں کیا کیجئے شرح ان ابواب کی

جمع ہیں سب اہل دین صاحب عدو و قار  
مذہبی تائید ہے دین کے ہیں غمگسار  
مذہبی آزادیاں جس سے طین بے شہار  
جسکو کسی دین میں دخل نہیں زینہار  
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار  
امن سے آرام سے سب ہیں صغار و کبار  
ایسی حکومت پر ہم کیوں نکرین افتخار  
جذو قاعد ہوں اندون جو آشکار  
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار  
فتوہ علماء کو تم دیکھئے تفصیل وار  
ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بروئے کار  
خدمت سرکار میں باادب و انکسار  
آپ جو چاہیں کریں آپ کو ہے اختیار  
صد مدہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار  
پائینگے مقصود کیا اگر نہ ہوں ہم خواستگار  
روئے نہ جب تک کہ وہ شیر نہ دے زینہار  
تڑپے نہ گر غنڈیپ آئیگی کیو نکر بہار  
خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار  
کون نہیں آپ کا دل سے اطاعت شعار  
کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار



مقصد جلسه حصول کیون نه هو ای پادشاه  
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت بروردگار

## کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجا اب غزل شیخ علام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلیٰ حضرت نظام دکن نوشته بود

<p>مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است اے دہان یارمن انچہ گل فشا نیہا است باعث خجالتم حیف سخت جانہا است مردم بعشق توبہ ز زندگانہا است پیر از عمت شدم عشق در جوانیہا است برق راز آہ من شوق ہمغانیہا است بر لبم حجاب را کار پاسبا نیہا است انچہ موشکافیہا است ایچہ نکتہ دینیہا است فرش را گشتہ ام فیض تا تو انتہا است آنچہ می کنی ستم عین مہرانیہا است</p>	<p>جوش موسم گل است زورشاد مانیہا است عطر بنیز شد دماغ دل شدہ است باغ قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ چون نظر کند ترا خفسہ ہم و ہر صدا بین بھد عارضم بازیہائے طفل شک ابر از گریہ ام تاب ہمسری کجا عرض مدعائے وصل پیش تو کنم چنان غیر وصف زلف و خال نیست در دم خیال مین جذبہ دل است برورت رسیدہ ام خوگر غم دالم شد چنین طبعی ستم</p>
---	--

دیدنی است پادشاه آب گوہر سخن

بحر طبع موجزن خامہ در روانیہا است

<p>چشم شتاق لقائے دیگر است عشق بازان رقبائے دیگر است در دین وقف و ولے دیگر است</p>	<p>در سرم اکنون ہوائے دیگر است بارہ شد گر جاحہ بسم چہ باک تو مرا معذور دارے چارہ ساز</p>
--	--

نیت کارے از ضیائے ہر ماہ دلربایانِ جهان چسبگر نیند مطر بار اورا چہ ساز و ساز خوش چنان آید گل و گلشن مرا من نمی خواہم صلہ از خاص و عام	آنکھی جویم ضیائے دیگر است در خیالم دلربائے دیگر است آنکھ شیدائے نوئے دیگر است عذیب دل فدائے دیگر است بہر اشعارم عطلتے دیگر است
دیگر است اے باد شمع رنگ سخن طبع را جوش دلائے دیگر است	
این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکہا سیٹھ مدرسی نوشتہ بود	
مصرع طرح "بقامت خون عالم بختی پوشیدہ پوشیدہ"	
تم از تیغ جانان گر چہ شد غلطیدہ غلطیدہ بیائی تو بدست و پا خنا مالیدہ مالیدہ نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون خسیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو بذکر رخ دم تحریر زنگین گشت قرطاسم ہوائے دیدمی دارم رسائی از کجا یا ہم طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ	ستاید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ ز بہ انصاف او دلشاد من رنگیدہ رنگیدہ چہ کیما مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ بوصف زلف بہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ صبا ہم می رود در گلشت ترسیدہ ترسیدہ دل نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ
ندیدم باد شمع نظارۂ صبح وصالش را چہ دامن بخت من تلکے بود خوابیدہ خوابیدہ	
زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند سوس ویاور کسے را گر بنی دارم چہ غم	آہو ان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند بخت و آرام غمت را غمگسارم کردہ اند

<p>ہر مرثہ گوید رگ ابر بہارم کردہ اند اہل معنی گو بہر تبین شمارم کردہ اند یاس راجوش الم امید وارم کردہ اند</p>	<p>نازہ و ترچون نہ گرد گشتن دل غجگ غوطہ زن دیدن چون در وصف آن دریا چن عالم نا کامیم راجیف دیدم کامیاب</p>
<p>کشتہ عشق تو ہستم این گل دیگر شکفت گلکشانیہا خلایق بر مر زارم کردہ اند</p>	
<p>تضمین سعدی شیرازی</p>	
<p>کشور خویش مستقر گیر بد نزد خود بے بہا گھر گیرید حتی الامکان از وحذر گیرید اندکے اندکے ظفر گیرید پند سعدی بگوش در گیرید</p>	<p>این چہ خطای عا کر جرمن چون صدف سیرت قناعت را کبر و نخوت زوال می خواہد ہمہ کشور چپان شود مفتوح تا بکے قصد مردم آزاری</p>
<p>کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید</p>	
<p>قطعہ تہنیت و خیر مقدم عالیجناب سیادتو جعفر بے افندی رگر کش کانسل جنرل مقیم بمبئی بکان آنریبل خان بہادر محمد عبدالغفور بادشاہ نظام الدین مدرس ضیاء</p>	
<p>اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی مرجا خوش آمدی صید مرجا خوش آمدی بارک اللہ نو بوقت خوش نما خوش آمدی ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی ہر دہن در وصف تو گردید و خوش آمدی</p>	<p>ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی ای سیادتو افندی نام جعفر بے خوش است بلدہ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد منظر بود ند چون نرگس ہمہ مدراسیان نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت</p>

گو یا آمد از برائے تشنگان آبجیات منتشر اجزائے الفت بود در دلهائے ما الله الله این چه اوصاف است از ذات عیان آن تعلقی که داریم از خلافت بارگاہ	بهر گمراهان چو خضر بهما خوش آمدی جمیعت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی خوش مزاج و خوش ادا و خوش بقا خوش آمدی کردی مستحکم بصدشان علا خوش آمدی
---	--

حسب و جان می بالد از فرط سرت بادشاه می زنده بے ساخته هر سوسه اخوش آمدی
---

نظم برائے سالانہ جلسہ مدرسہ عثمانیہ واقع تر ملکپوری مدراس منعقدہ ۱۳ جون ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ

مدرسہ واہ واہ نیک ترست جمع ہستند جسد خوبیہا میر عثمان علی نظام دکن کیست از بذل وجود او محروم لیک از بہر التفات او مدرسہ شد بنام او ایجاد دولتش باد قایم و دائم جلسہ مدرسہ کنون دیدیم بنگر اے بادشاہ مقصودم	طرز تعلیم خوب با اثر است قج و زشتی مگر از فہر است آنکہ چون آفتاب شہر است از فیوضش کدام بے خبر است مدرسہ صبح و شام منتظر است بلکہ ناش ہمیشہ تاج سر است تا زمین فرش و آسمان چتر است بدل ما سرور لا حصر است ہم برین شہر عمدہ منحصر است
--	---

این مراتب کہ دیدہ جزو لیست کار کلی ہنوز در قدر است
---

تاریخات مساجد
---------------

قطعہ تاریخ برائے مسجدی پٹوہ محلہ گونڈ پور واقع والہاڑی حب فرمائیں جناب دیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود نہ خوشنما گشت تعمیر مسجد	بگوید ہر اہل نظر اللہ اللہ
--	----------------------------

چنین گفت تاریخ تمام ماتف	عبادت گم نیک تر اللہ اللہ
قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پکنڈہ نوشتہ بود	
گشتہ عبادت خانہ تعمیر بمسکرمونمان	لے مثل درسن و صفا از فضل لطف داورست
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود	دل گفت از روئے ادب - این مسجد کو تیرا
قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع وانبازی حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود	
خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد	بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب ماتف بگفتا	محکم مسجد گاہ اہل اسلام
قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود	
گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ	بعد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از ماتف ندا ای بادشاہ آمد	عبادت گاہ معبود حقیقی است سال او
ایضا	
وزیر فوج سرکار است بانی	چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگو ای بادشاہ تاریخ تمام	بجہ اللہ زبے خوب است مسجد
قطعہ تاریخ برائے مسجد رانی درگ واقع ضلع بہاری حسب فرمائش جناب ایٹکنڈے چنداسیا صاحب ساکن وانبازی نوشتہ بود	
از بہر مومنین بہ افضال کردگار	تعمیر گشت مسجد فرخندہ با صفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او	آمدند از غیب کہ - این خانہ خدا
قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنڈہ واقع ضلع چور حسب فرمائش اہل پکنڈہ نوشتہ بود	
بہ پکنڈہ تعمیر مسجد شدہ	بفضل خداائے جہان آفرین
بہر سہ کسے گر سال بنا	بگو - خوشنما مسجد المومنین

## تاریخات متفرق تعمیرات

قطعه تاریخ خریدی مکان انجن خیرخواه عام گوند پور واقع و انبائی

ای ز به نیک ساعته ای نه به جوش جوت  
انجن از برائے خویش کرد خرید خانه  
می کند انجن دعا بهر معا و نین مدام

هست بحال ماعیان فضل خدائے انس جان  
گشت چه قلب مومنان خرم و شاد بیکران  
حق بدد بهر زمان صحت و راحت و امان

بود بفکر سال چون طبع رسائے بادشاه  
هاتف غیب ناگهان گفت - چه خوبتر میکان

قطعه تاریخ تعمیر میکان جناب سید تراب حسن صاحب کنز اکثر ساکن ارکوم ضلع شمالی آرکات

ساخت کنون خانه خویش تراب حسین  
بود بفکر سنن طبع من ای بادشاه

هست نمایان از حسن و لطافت چه خوب  
پیر فلک ناگهان گفت - عمارت چه خوب

قطعه تاریخ انصرام تعمیر بدالدین منزل عمارت مدرسه اسلامیة واقع و انبائی

چه زیبا مدرسه تعمیر گشته  
بگو ای بادشاه تاریخ اتمام

هزاران شکر ب ذوالجلال است  
ز به چشمه علم و کمال است

ایضا

ز بهر مدرسه اسلامیة شد  
تلاش سال او چون بادشاه کرد

بصدر رفعت چه خوش اسلوب تعمیر  
نذا آذر هاتف - خوب تعمیر

قطعه تاریخ چاه باغ اکبری واقع بگین پل تعمیر کرده جناب خان بهادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر

دیوان ریاست بگین پل

آفرین براہتمام تست ای محبوب علی  
باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر  
تر زبان در وصف او بہتند جملہ خاص علوم

خوشنمایا ہے کنون دیدم بہ باغ اکبری  
کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر  
چون سبب د نوع انسان فیض از وئے بالذوم

یادگار عمدہ تر نا حشر باشد پائدار	ہست این چشمہ بے دیوان صاحب نامدار
	از فلک چون باد شہ پر سبد نیکو فال چاہ باغ اکبری کینید - گفتہ سال او
تاریخات شادی	
قطعہ تاریخ تختانی شہید ارعبد القادر صاحب متوطن ترپا تو ربا و ختر ساہوکار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم	
ہست مثل مہر روشن نام آں صاحب نوال موج زن دیدم کنون دریائے فضل و الجلال ہر کسے محبت سرچون غنایب خوش مقال باز بان حال می گوید منم فرخندہ حال با کمال فخر اینجا خود بھی نازد کمال ہم نمی دارد نظیرے ہم نمی دارد مثال	شد نکاح مستفقم بادخت حاجی بادشاہ چون بنیاد ساز سپاس و نکر ہر کس تر زبان شاد و خندان ہر کسے مثل گل گلزار ہست ہر در و دیوار از جوش مسرت و مسہم اے خوشا محفل ہمہ اہل کمال اند جمع اے زیبہ بر میکہ در ہر زیب و زینت کرو فر
	ہاتف غیبی ز روئے انبساط ای بادشاہ نیک تر عقد نکاح عبد قادر - گفت سال
قطعہ تاریخ تختانی حاجی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محمدی الدین صاحب متوطن مدر	
بعالم جلوہ گرا از فضل خلاق جزو کل شد صریر خامہ ہمزنگ نوا سنجی ببل شد دل ببل شگفتہ تر بگلشن صورت گل شد چو زلف گلر خان آراستہ ہر بار سنبل شد طرب شد صورت ملالہ مثل ساغر مل شد چہ زیبا تر و اینجا مجمع اہل فضل شد ہر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد	بہار شادی فرزند قادر محمدی دین صاحب ز وصفش خامہ شلخ گل شدہ قرطاس برگ گل بدار و طبع رنگین مثل ببل ہر گل رعنا شدہ محو تا شا چشم نرگس غنچہ مقبستم نہ چون آید نظر سرو سہی مستانہ ستانہ فلک از دیدہ انجم بدوق و شوق می نگرد کہے لفظ مبارکبا و گاہے آفرین تحسین

نشاط و بهجت و عیش و سرور و شادمانیها چو خواهی پاوشه تاریخ این جشن طرب افزا	بلطف حق تعالی همه را با سلسله شاد بگو حاجی عبید از نو نوشته با قبل سبزه
البیضا	
سعادتمند خلف الصدق ساهوکار من امروز ز طبع پاوشه این مصرع تاریخ برآمد	بصد شوکت به حشمت بفضل حق شده نوشا بجهد الله مبارک هست شادی عبید الله
قطعه تاریخ کتختانی حکیم محمد عبدالباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس	
اے زبانه آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب در تلاش سال بودم ناگهان پیر فلک	آید آواز مبارکباد از صد با قلوب ز نذر عقد نکاح عبید باسط شد چه خوب
قطعه تاریخ کتختانی حاجی محمد عبید الرحمن صاحب فرزند جناب ساهوکار حاجی قادر محمدی الدین صاحب متوطن مدراس	
صد شکر عقد یزدان زین جشن عقد نیکو اے پاوشه ز طبعم سالش چنین برآمد	جوش طرب پدید است پیش نگاه امروز نوشه شده عبید رحمن واه امروز
قطعه تاریخ کتختانی سید عبدالعزیز صاحب باوخر جناب ساهوکار عبدالرزاق میا صاحب ساکن کتر پیر	
صد شکر عقد سید عبدالعزیز نامی سرور و شاد دلبا محو دُعا ز بانہا ز گیتی نشاط این بزم چون نوشتم نوشا در بزم مردم چنان نشسته است ہستند عروس و نوشہ چون مشتری وز ہرہ آن کیمت خسر نوشہ ذی عز و جاہ تا جہ اونست گرچہ زندہ اما ہر نیک اوصاف الحال جانشینش قادر حق دین است سادہ و بے تکلف ہر چند بہت نظم	امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق پر نور زین نظارہ ہم دید ہائے مشتاق کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق جلوہ فراز انگارے گویا میان عشاق ساعت ہمین قرآن السعیدین راست صدق کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق زندہ است نام نیکو صبح و ساد آفاق ذی فہم ذی فرہست یکتا بلطف و شفاق نازم کرمیت درجے عیب غلو و اغراق



<p>دائم عروس و نوشہ باشد شاد و آباد</p>	<p>محفوظ از حوادث وار و خدا در آفاق</p>
<p>تفقیث سال شادی ای بادشہ چہ کردم</p>	<p>گفتادم چہ فرخ و ایام عبد رزاق</p>
<p>قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس بادشاہ آراکات شمس الدین صاحب ساکن دیوبند</p>	
<p>نشاط این جنس بارک اللہ زبوتے گلہائے فرح و بہجت خوشا جلو سے زہے بہارے بعلم و فہم است نبک نوشہ</p>	<p>بہر دے جلوہ رز خوب است سنام ماعطر بہر خوب است بین کہ نظارہ چیز خوب است کمال اخلاق نیر خوب است</p>
<p>ز روتے ہائف سنش برآمد نکاح عبد عزیز خوب است</p>	
<p>قطعہ تاریخ تہنیت کھڑائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن خدا اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار بخیر دکن مدراس ۵ مارچ ۱۲۹۷ء</p>	
<p>کھدا اللہ فرزند شاہ دکن دل عالی گشت خرسند و شاد گہے بر دل ما طرب شد نشا ر نجل از دل چشم مایان کنون چون این عقد را بے تکلف بدید خوشا اتباع رسول کریم نہ پسرے چنین دید چشم فلک پدر گوئے عظمت بہ شایان ربود پدر آفتاب سپہر کرم</p>	<p>چو نو شاہ با شوکت و شان شدہ خلافت برین مژدہ نازان شدہ خدا تے طرب کہ دل و جان شدہ گلستان شدہ گرستان شدہ تکلف ازین جشن حیران شدہ زہے شان سنت نمایان شدہ نہ پدرے بگیتی ہدیہ ان شدہ پسر خزانہ اشال و اقران شدہ پسر ہم نہ اوج احسان شدہ</p>

	چونامت به تاریخ گویان شده	سکوت توای بادشاه خوب نیست	
	سن عیسوی ازلب ابتهج بگور عقد عثمان علی خان شده		
	قطعه تاریخ تختانی صبییه برادر مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمدیشی حضور نظام و کن		
	خداوند ملکه در مکان برادر موصوف روبرو حضور نظام و کن خوانده بود		
	با هزاران کروفر با جابه با صد ریب وزین داه شد شادی دخت مولوی احمد حسین	چون بجام جلوه آرا گشت این فرخنده عقد مصرع سال سیجی گفت طبع بادشاه	
	قطعه تاریخ تختانی صبییه جناب محمد اسحاق سیٹھ برادر جناب محمد اسماعیل سیٹھ معتمد متوطن مدراس		
	چون موسم گل به باغ آفاق آمد بیل همه تن نظیر عشاق آمد ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد معمور ز غفاری و اشفاق آمد طبعش سخن عجیب شاق آمد امروز بفضل لطف خلایق آمد خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد پر نور هر یک دیده مشتاق آمد هر بار بهین صد از آفاق آمد	هنگام نشاط و شادمانی اکنون رنگ گل تر رشک رخ خوبان هست ذی علم و هنر محب من اسماعیل معموم تخلصش چه زبید که دلش فکرش غامض و بهت او عالی عقد بنت برادرش جلوه کنان این جشن بهر تکلف و آرایش شادان همه دلهماوز با نهان مداح این عقد و این طرب مبارک باشد	
	ای خاتم بادشاه سالت نبویس زیبا چه پنکاج دخت اسحاق آمد		
	قطعه تاریخ تختانی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب کن پیرام پیٹھ ضلع شمالی آرکات		
	کرده اکنون سنجح نور عین	ای محب من حسین محی دین	

شد بپا جوش سرت سو بسو شادمان باشد نو شاه و عروس	مخفے دیدم چه با صد زیب وزین دائما از فضل رب المشرعین
از پئے تاریخ طبع بادشاہ گفت - احسن عقد خیر الدین حسین	
قطعه تاریخ کتخدائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسماعیل سیٹھ مالک انگلش و بیروز متوطن بنگالو حسب فرائض جناب علیا عبدالسمان صاحب بہادر نوشتہ شد	
منسلک چون بسک عقد شدی ہست معمور از نشاط و سرور جن عقد تومی و ہر اکنون ہمخان است شاد ماینہا والدست سیٹھ اسماعیل عمر و اقبال و جاہ افزون باد	ای مروت تاب یونس سیٹھ دل ہر شیخ و شاب یونس سیٹھ چہ خوش آب و تاب یونس سیٹھ فضل حق ہر کاب یونس سیٹھ تاجر لاجواب یونس سیٹھ تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ
مصرع سال بادشاہ بگفت شدہ نوشتہ جناب یونس سیٹھ	
قطعه تاریخ کتخدائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب ستوطن و یلو ر	
زہے امروز این کرم گترم بہر تاریخ اکنون دل بادشاہ	رونق افروز برمند نوشہی ست گفت شادی دلبند عارف علی ست
قطعه تاریخ کتخدائی صبیحہ جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری ستوطن مدراس	
بارک شد منعقد کردی نہیہ بزم نکاح مصدر اخلاق ہستی مظہر اوصاف بیک زین طربہائے فراوان زمین نشاط بیک	ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبدالعزیز ہست ذات تو بعالم مستقیم عبدالعزیز یافت ہر حصہ بے بیش و کم عبدالعزیز

مصرعہ سال سیحی گفت طبع بادشاہ

شد نکاح دختر والاہم عبدالعزیز

قطعہ تاریخ کھڑائی عبید اللہ صاحب فرزند جناب بے بی عبدالرحمن صاحب شاد و سلطان و انبازی

عبدالرحمن شاد مشفق من کرد چون عقد نور چشم خود ہر کسے جمع شرت و فرحت در جہان نام او عبید اللہ بہر زوین حق بیفزاید بادشہ حق الفت بہت ہین	زوی کمال و خلیق خوش منوال شادمان گشت و خوب مال مال می کند شکر ایزد معال نوجوان نیک طبع بنک خصال مایہ عمر و دولت و اقبال قطعہ سال تا کنم ارسال
---	--

از لب انبساط ہا قف غیب  
شادی خلیفہ شاد و گفنا سال

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی - محمد ابراہیم صاحب ساکن و انبازی موسوم بہ محمد اسمعیل مد عمرہ

حبذا درچمن نسیم بہار شاہد گل حسن و زیبائی ای زہے چشم نرگس شہلا نغمہ عند لب در ہر سو منفق من جناب ابراہیم شد نولد کنون بخانہ او ہر کسے اراقارب و احباب ہر کسے می دہد مبارکباد	آمد از فضل لطف رب جلیل بر سر شاخ ہست چون اکلیل لطف نظارہ می کند تحصیل ہست بر جوش انبساط دلیل نیک دل نیک خو فہیم و عقیل پر مد تقا حسین و جمیل گشت خرسند و شادمان بے فیل بہزاران طرب بصد تجلیل
---	---

<p>ز در قم کلک بادشہ سالش          طفل فرخنده آید اسماعیل</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب مہر مدرس مدرسہ جامع العلوم و انبیاری</p>	
<p>کہ در علمائے دین فردو حیدر است          ہزاران شکر کے رب مجید است          ز سب بگفتہ گلزار ابد است</p>	<p>جناب مولوی سید زمان شاہ          عطا فرمودی اور انیک پسر          وزد ہر دم نسیم شادمانی</p>
<p>ز روئے آرزو سال ولادت          بگوائی بادشہ خلف سعید است</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صفا سفیر روم مہر مدرس</p>	
<p>ذی کرم ذی وقار و ذی شانت          دریکت بہ بحر احسانت          یک جہان زین نوید شادانت          مثل مہ از رخس درختانت          ہر کسے یارب از تو خواہانت</p>	<p>عبد سبحان خوشامحب من          گل رعنا بگلشن اخلاق          شد تولد بجانہ اش پسر          لمعہ ہائے سعادت و اقبال          از بچے طول عمر و صحت او</p>
<p>بگوائے بادشاہ مصرع سال          رحمت جان عبد سبحان است</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صفا سفیر روم مہر مدرس</p>	
<p>خوشا افضال و لطف رب یزدان          بگلزار دل احباب ہر آن          تنہا آرزو مقصود ارمان          طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان</p>	<p>ز بے ساعت خجہ آوان فرحت          نسیم حرمی ہر سوز و ان است          بجن کامیابیا بنازند          سرت ہم بالذ از مسرت</p>

	جناب عبدالجبار ذی لیاقت یگانہ ساخت خالق ذات اورا شدہ درخانہ اش خستہ تولد جبین اوز انوار سعادت اکہی عمر و اقبالش فزون کن بر ریائے سخن خواص مکرم	کہ نقشبست مولانا نمایان بعلم و حلم و اخلاق فراوان چہ دختر و دختر فرخندہ عنوان درخشان صورت ماه درخشان طفیل مصطفی سالار اکوان بر آورده در تاسخ زنیان
	ہکولہ باد شہ از روئے اخلاص ہمایون باد دخت عبدالجبار	
قطعہ تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب المذکر اللہ الوہاب		
	شد چہ تولد عبد وحید سال ولادت ہاتف غیب	نیکو طالع نیک آثار گفت - ہمایون برخوردار
قطعہ تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مد عمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل - معتد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ		
	نازم بفضل لطف خلاق ہر دو عالم این مژدہ طرب چون باد صبار و ان عمرت دراز باد ای فرزند نیک طالع	درخانہ برادر فرزند گشت پیدا ہا فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا ہننام جدا مجد داری چہ نام زیبا
از بہر سال ہجری ای بادشاہ طبعم امروز شد تولد قاسم حسین - گفتا		
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب فی امین الدین صاحب ساکن و انبٹاری		
	جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شدہ ہا تقم ای باد شہ سالش ز روئے انبٹا	مجلس این تہنیت ہم خانہ اش باگفت قرۃ العین امین الدین مبارکباد گفت

قطعہ تاریخ تولد بر خور دار عثمان حسین مد عمره فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے۔ بی۔ یل۔  
سی۔ یس۔ ای۔ یعتدیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد کنون بساعت نیک	لاریب ای برادرین نورعین نیکست
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت	انگاہ گفت ہاتف عتمان حسین نیکست

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی بر خور دار محمد عبدالوحید مد عمره نو چشم بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ

خوشا ساعت لب عبدالوحیدم	زبسم اللہ کردہ درفشانی
نش از روتے بسم اللہ برآمد	چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی

### تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبدالقادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبدالحمی صوفی و عارف عالم دین	راہنمائے راہ ہدی حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنیٰ در بہہ اہل علم و کمال	ہست کد این شہر دران نیست فیض و جاری
حیف شدہ چون وصل حق شوقیامت شد بر پا	مضطر و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پاسے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او  
راہی عقبی شد ہے ہے مولوی عبدالقادر علی

### ایضاً

ازین زمانہ جو آن فاضل زمانہ برمت	شد نذیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای بادشاہ جو بودہ تخلص صوفی	وفات صوفی والا تبار۔ گفتم سال

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبدالرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادی الدین صاحب ساکن مدینہ

از غم فرزند ساہوکار من	زار و مضطرب شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت	کرد رجعت عبدالرزاق از جہان

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ حسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

	شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بہ تبسم حبیبائیش صفا مصوف نوشتہ شد	
	خلق را مبتلائے حسرت کرد شاہ یسین بائے رحلت کرد	فوت آن حق شناس پیر ہوا سال تاریخ بادشاہ گفنا
	ایضاً	
پنهان چو شد آن ہر سماء عرفان ہے ہے شدہ انتقال یسین پیران		در دیدہ عالم است عالم تاریک تاریخ ہمین گفت فلک از دل من
		قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی محی الدین صاحب فقیہ و یلوری نور اللہ مرقدہ
ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا بے سرو پا گشتہ اند زہر و دریاضت ارتقا		راہی ملک بقا شد چون محی الدین فقہ کن تامل اندرین مصرع بین سال وفات
		قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس
ساعتے اسی چرخ دون خالی نماند حیف قادر محی دین نامی نماند مایہ صبر و سکون باقی نماند ذی ہمم فیاض لاثانی نماند وادریغا اینچنین حامی نماند آنچہ در عالم تو میخواستی نماند		از ستمہائے تو این دور زمان سوئے عقبی رفت زین دار فنا از ہجوم درد و غم در ہر دلی بود یک عالم ز فیضش بہرہ مند چون نہ گویم قوم مارا بنصیب بادشاہ صد آرزویت خاک شد
	دور کن پائے طرب بشنوش آن قدح بشکست و آن ساقی نماند	
کن	قطعہ تاریخ وفات حضرت داؤد علی شاہ قدس سرہ حب فرمائش کیے از شاہین ساکن حیدرآباد دکن	
	جانب ملک بقا حیف ازینجا رفتہ بے بہا لعل ازین معدن دنیا رفتہ	اہل صنوی مجذوب حقائق آگاہ گم شد از قلم ہستی در بے مثل عدیل



شد چنان معتقدان راخلش خوارالم	صورت کبھ گل صبر زوہا رفته
بادشہ گفت بہین مصرع تاریخ وفات ہائے داؤد علی شاہ بعقبی رفته	
ایضاً	
عارف حق داؤد علی ہاتف گفتا تاخیش	شد بجا ب حق وصل رفت ولی پڑ روشن دل
<p>قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ لارافواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۸۹۷ء</p>	
<p>جان نثار حضرت سلطان روم در گلستان ہم بے مثل گل ستقل در راہ دین مصطفیٰ سرنگون دشمن پیش ہچو تیغ آنکہ در جنگ پتو نہ پے بہ پے روسیان را ہمیش تا این زمان بر وجودش کرد استنبول ناز و ادنیٰ ازین جہان مثل نسیم کیست کودر لرقتش مضطر نہ شد شد نصیب دوستان زین سانچہ یا لہ العالمین بر روح او</p>	<p>غازی والا شہم عالی گہر درنستان شجاعت شیر نر ستقل در طاعت رب بیشتر دوست در غمخوارش سینہ پیر کرد فوج روس را زبرد زبر ہست در دل مثل نقش کالجہ فخر از دے دشت ہر ترکی بشر جانب ملک بقا کردہ سفر کیست کونالان نشد با چشم تر درد و یاس و حسرت و سوز جگر رحمت تو باد ہر شام و سحر</p>
<p>عیسوی سالش ہجرت بادشاہ رحلت عثمان پاشا ۱۸۹۷ء</p>	

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبدالرحیم سیٹھ متوطن مدراس حسب فرمایش جناب سیٹھ ساکب

واور بغاوت خرا احمد بن عبدالرحیم آنکھ ہر دم افزا اور عزیزان بدشت حسن خلق او ہر یک دم صورت با دسحر از جبینش بود انوار سعادت جلوہ گر بست و نشتم از رنج الثانی چون آمد پدید ناگہان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد ہر کسے می سفت و تار مژدہ در پائے اشک شوہر او آنکھ موسوم است ابراہیم سیٹھ ہیچ کس رائیت جز صبر و تحمل چہارہ یا الہی رحمت تو باد بر روحش بدام	ذی فرست ذی موت بکنو نیکو لقا آنکھ ہر کس در رضا جوئی او باسد و لا کرد خندان گلشن دلہائے خویش واقرا خالق عالم چہ خوبیا بہ او کردہ عطا روز پنجشنبہ بوقت یازدہ ساعت دلا مضطرب و بیتاب ہر پیر و جوان شد بر ملا جوش زن گردید در پائے الم در سینہ ہا در ہزاران حسرت و اندوہ و غم شد مبتلا لازم است انسان بود ہر وقت راضی بر رضا جابدہ اورا بخت از لطیف مصطفیٰ
---	---

سال فوت او چوبیسیم زول ای بادشاہ

گفت۔ رفتہ حور بی بی جاہ لب دار البقیہ

قطعہ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی غفر اللہ لہ مطبوعہ اخبار نیر آصفیہ دہلی

جناب امیر احمد ذی وقار بفضل و کمالات مقبول تر بذہن رسائش کر مہائے حق ہمہ خاطر خلق لاریب از و ستودہ خصائل پسندیدہ وصف ورین و ہر عمدہ تصانیف او غم رحتش از پئے خاص و عام	بہند آنکھ استاد نامی شدہ مثال نظامی و جامی شدہ ہمیشہ مدوکار و حامی شدہ سخن بشیرین کلامی شدہ فراہم بذاتش تمامی شدہ زہد یادگار و امی شدہ بسے باعث تلخکامی شدہ
--	---

	بہ باغ عدم چون مقامی شدہ		بسان عناول فغان می کنیم	
		بگو مصرع سال ای پادشاہ وفات امیر گرامی شدہ		
ایضا				
	معجز بیان ادیب زمان فصیح اللسان گنج علوم فخر زمان و زمانیان زین بوستان دہر سوائے ملک جادوان		سحان دہر فاضل ذی مکرمات امیر نکتہ تناس نیک نفس قادر الکلام آن جامع اکمال روان شہر جہان	
تاریخ عیسوی میں فوت شد چو خواستم گفتادم - برقت امیر سنجو ران				
قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعہ وانباشی				
	ہر کس دُسر شک بہ تارترہ برفت رفتہ ازین چہان شہ عبدالعزیز گفت		کرد انتقال عالم دین واعظ شہیر از ہر سال ہاتف غیبی بہ پادشاہ	
قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانباشی عم زاد برادر والد مصنف				
	رہنمائے شریعت عزرا بود آسمش عیان چو شمس ضعی ذہن او پر ضیاء فہم رسا فرد کامل بزد و ورع و تقا جمع بے شمار نحو بیہا بالیقین داشتہ بدھوئی متلاشد طبیعت والا داد داغ مفارقت مارا		فاضل دہر عم ذی شائلم حاجی و مولوی خضر محمود سینہ اش بود گنج علم و کمال منظر حلم و منبع اخلاق بود در ہر ذات والا لیش طرفہ تر اینکه در تجارت ہم وادرینا ز شکوہ ہیضہ کرد ناگاہ جان بحق تسلیم	

<p>ہر کسے گفت حستادردا من کجا فیض و لطف دوست کجا می کنم ایجا خدا وندا یا ایہی مقام او بادا</p>	<p>ہر دے گشت جو رنج و الم جف بینم کجا لقائے او کن پذیرا ز بہر مغفالتش نزد خاصان تو بجلد برین</p>	
	<p>بگوای بادشاہ سال وفات ز جہان رفت عالم کیست</p>	
<p>قطعہ تاریخ انتقال خستہ مصنف نسخہ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ اہل</p>		
<p>عازم سوئے عقبی شاناگاہ خدیجہ بی بے تاہم و بے صبرم واللہ خدیجہ بی ہر کس صفات شد آگاہ خدیجہ بی تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی خلدست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی</p>	<p>زین جلوہ گہ و بناور عین شباب افسوس صد پارہ دل و جگرم از درد و غمت گشتہ اخلاق نکوئے تو ظاہر جہ کنم اکنون مانند گل لالہ این داغ و سراق تو روح تو جدا از تن با کلمہ طیب شد ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا</p>	
	<p>ای بادشاہ خستہ از ہر سن رحلت بے ساختہ دل گفنا۔ رفت آہ خدیجہ بی</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات ملکہ و کٹوریہ فرمانروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار مجر و کن مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ</p>		
<p>فخر شہان زمان امپریس و کٹوریہ حشمت و شوکت نشان امپریس و کٹوریہ شدنہ کسے حکمران امپریس و کٹوریہ کردہ دہا طپان امپریس و کٹوریہ نوحہ گر و نوحہ خوان امپریس و کٹوریہ</p>	<p>ملکہ ذی عز و شان امپریس و کٹوریہ مالک برطانیہ والی کل انڈیا شل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات رفتہ سوئے عدم دادہ صد رنج و غم ہندو بہم اہل ہند از غم تو گشتہ اند</p>	

<p>عہد تو شصت و چار سال درین روزگار ای زہے عہد سعید گاہ تنزل نہ دید زندہ نامزدی و یک زندہ بود نام نیک</p>	<p>بود چہ راحت رسان امپرس و کٹوریہ داشت نہ دیگر چنان امپرس و کٹوریہ شام و سحر ہر زمان امپرس و کٹوریہ</p>
<p>سال برآمد چہین از تہم بادشاہ رفت ز دار جہان امپرس و کٹوریہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعہ اخبار شیراز صفی مدد</p>	
<p>حضرت داغ عالی جاہ بزم سخن را داد شروع بے سرفظ آسائش</p>	<p>حیف زد دنیا یائے فشرود گوئے فصاحت از ہمہ برد خاطر من چون سال شمرود</p>
<p>ناگہ گفتا ہائے غیب ہائے جناب داغ ہر برد</p>	
<p>قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طباب شہزادہ و جعل الجنتہ متواہ</p>	
<p>شد چون وفات والدہ بودم بہ کمہ این خبر دامان صبرم چاک شد چشمم بسے فناک شد غمو از فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان در اہل دانش محترم در راہ دین ثابت قدم ز بہار نتواند کسے و را مر خالق دم زدن کردم دعائے مغفرت و رجاء فضل تر مقام</p>	<p>ناگاہ ابواب الم صدنا بجان من کشود بتابیم ہر بار یلیماب سبقت می ربود در والدان این زمان او نادر و جمیل بود عالی ہم نیکو تسمی کتا بہ لطف و بذل وجود صبر و تحمل کن و لازین اضطرابیہا چہ سود جایش عطا کن در جہان ای حضرت رب دود</p>
<p>مرقوم کردم بے سر آرام سائش بادشاہ حاجی محمد قاسم از دار جہان رحلت نمود</p>	
<p>ایضاً</p>	

<p>بدر ذی وقار من جان افتخار من در تلاش سال چون طبع بادشاہ بود</p>	<p>سوئے عالم بقا کرد از جهان سفر آمد از فلک نذر وائے ابن غم پدر</p>
<p>قطعه تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب بیتہ الفادری المعروف بدصاحب قبلہ مرحوم ساکن دم پٹی تریانور</p>	
<p>مرشد من ہادی من قبلہ و ماوئے من زبدہ آل پمیر قدوۃ اہل سلوک جامع شرع و حقیقت شل او بینم کمی از کہ گویم ار کہ شنم این غم و اندوہ دل از فیوض بہرہ وائی مرا حاصل نہ تیرہ و تارست در چشم مریدانش بہا ن</p>	<p>ناگہان زین دار فانی جانب عقبی برفت مرجع فن تصوف صوفی یکتا برفت صد ہر دان حیف ار مار ہمائے ما برفت او برفت اما ز دستم نعمت عطی برفت عمر من بہیات از سسی و استعبار برفت راست از جانہا برفت و صبر ار دہا برفت</p>
<p>ملہم ضعی پیے سال وصالش بادشاہ گفت سید امین الدین از دنیا برفت</p>	
<p>۳۷ حکم خالق عالم زین عالم و ہم جامدی انسری رور تبہ بود بر لب اہل حاجت جاری این سخن است</p>	<p>قطعه تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبدالرحمن صاحب غفر لہ متوطن و انبازی ۳۷ تاجر کبتا باذل ذیشان فوت شدہ ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ از دل ما بان بعد ارمان فوت شدہ</p>
<p>سال رقم کن بادشاہ اخلاص مش ملنگ حاجی عبدالرحمن فوت شدہ</p>	
<p>نفلک می دہد ہر زمان داغ حسرت مذا نیم ہیہات چون مرگ خود را</p>	<p>قطعه تاریخ وفات جناب بی بی محمد سلیمان صاحب ساکن و انبازی برین زندگانی انسان حیف است بدینا برین ساز و سامان حیف است</p>

محمد سلیمان از رحلت تو تو بودی سرا پا لیلیق و مکرم	ہر دل تاسف بہر جان حیف است بصد حسرت و رنج دارمان حیف است
جناب ابی بادشاہ گشت سائل وفات محمد سلیمان حیف است	
قطبہ تاریخ وفات جناب ابوسعید محمد عبدالرحمن صاحب تبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدرس والاجنباب عبدالرحمن ذی لیاقت در فارسی وارد و اعلیٰ مہارت دشت بودہ تخلص او تبرور در زمانہ صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد	بے مثل استادے در فن شعر یکتا ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ مہرور فی الحقیقت مہرور بود حقا کردند در مقام مدائن دفن اورا
ای بادشاہ از من ناگاہ ہاتف غیب مہرور و ای رحلت کردہ - سنش بگفتا	
قطبہ تاریخ وفات حاجی عبداللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب سوطن و انباری و طیفہ خوارمرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ	ناگہاں رفتہ ارین دارالحسن سوسے الہ کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ
بود انی اعظم ترا ای عبد ہادی مولوی بادشاہ این مصرع سال وفات او بگو	
تاریخات متفرقہ واقعات	
قطبہ تاریخ فتح یونان مطبوعہ سنس الاخبار مدراس مورخہ ۷ جون ۱۹۰۷ء	
اے امیر المسلمین عبد الحمید یک جہان را از تو لطف زندگی خون انست را عجب گسترده حیف در باغ جہان حسا ورا	ہست ذاتت نازش شاہان روم روم مثل قالب و تو جان روم ہر دل مومن شدہ مہمان روم می خلد چون خار عروشان روم

<p>شاہ یونان بود یک روباہ و شش لشکرش ہر جاسکتے یافتہ ڈبوک آف سپارٹا پیرش گریخت خود سپاہ او سپاہ خویش را آنکہ می گفتند سلطان رامرضی ہست این عجیبہ کمی بینم کنون فکر تا رخیش کن ای بادشاہ</p>	<p>کرد و عدم رزم از شیران روم شد فنا از تیغ خون افشان روم شد چو طاری خوف بے پایان روم اکشتہ انداز ہیبت مردان روم پہر او شان خوب شد در مان روم دشمنان را ہم شاگو یان روم گر تو ہستی از ہی خواہان روم</p>
<p>از لب سلام طعم زدند فتح شد یونان از سلطان روم</p>	
<p>ایضا مطبوعہ اخبار و کیل امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء</p>	
<p>شدہ مخرج ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان سپاہ یونان ہلاک شدہ ہزار ہا زیر خاک پہنان چنین مذلت چنین شکستہ ندید یونان پہنچ وقتہ بین تو از درۂ پلونا بہ ہاڈموکو زگو نہ گو نہ</p>	<p>زمین بعد جوش مر جا گفت بارک اللہ آسان گفت ز تیغ بران فوج رومی نہ پہنچ کس غیر الامان گفت سزا ست اور القب بدیورپ اگر کشتہ ہزد لا گفت بلاد و قصبات و قلعہ ہائیش شدہ مفتوح یکجہ گفت</p>
<p>چو بہت این فضل بہت بیچون نہ چون کم فکر سال کنون چہ خوب ای بادشاہ دل من فتح عبد الحمید خان گفت</p>	
<p>قطعہ تاریخ ورود من طاعون در شہر بنگلور</p>	
<p>از دست طاعون سر بربنگلور شد زیر وزبر در فکر سال عیسوی بودم جو بار سنج ولی</p>	<p>صد گو نہ آفات و بلا بہر تبہ ہی آمدہ زد ہا تلف غیبی ندا - غضب الہی آمدہ</p>
<p>قطعہ تاریخ جشن تاج پوشی شہنشاہ یزد در ڈہم فرما نروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار بخیر دکن مدراس مورخہ ۲۰ آگست ۱۹۰۲ء</p>	



<p>اے شہ یڈ ورو ہستم واہ ولہ نغمہ خوان بر شاخ گل ہر غنایب چشم نرگس قفس نظارہ شدہ باہزاران کرد فرماج شہی وجہ اعزازت ندانم تاج را اکثر اہل تاج محتاج تو اند خوب شد فرحت ز بہر دوستان بت و ششم جون آمدہ چہ خوب سر شد ند تو اپ در ہر یک مقام</p>	<p>نیرنجت تو روشن خوب شد گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد محو یح شاہ سون خوب شد بر سر نو جلوہ انگن خوب شد بلکہ تاج از تو مزین خوب شد خلق را ذات تو مان خوب شد از حد پامال دشمن خوب شد شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد سوسو آواز دن دن خوب شد</p>
<p>باد شہ پید از تافتش گفت - جشن کارونیش خوب شد</p>	
<p>قطعہ تاریخ طغیانی پالار پڑ و انیمباڑی</p>	
<p>شدہ از شامت اعمال مایان ندیدہ و انیمباڑی ز طفلی چہ می دانی جفا اے پیر گردون سکا نہا منہدم برباد اموال جد اگشتند با حرمان ز قالب گلستانہا چو خارستان بدہم فراہم تودہ تودہ بر مزارع کسے درفاقہ بے جامہ کسے را نصیب ہر بشر شد گو نہ گو نہ</p>	<p>ظہور قہر یزدانی ز پالار جنین سیلاب لاثانی ز پالار بیاموز این ستم رانی ز پالار عجب شد خانہ ویرانی ز پالار بسے جانہائے انسانی ز پالار مزارع ہم ہمہ غانی ز پالار ہمہ ریگ بیابانی ز پالار میتگرشت عریانی ز پالار پریشانی و حیرانی ز پالار</p>

	برون از حد تحریر است بهیهات	زیان مالی و جانی ناپالار
	چرا ای بادشاه خاموش هستی	نگو تاریخ - طغیانی ز پالار
	قطعه تاریخ حبس و ستار بندی مدرسه باقیات الصالحات و یلور	تعالی اللہ این بزم ہمایون ز روئے وجد گفتم مصرع سال چہ ریاض جلیہ و سہار بندی است
	ای نیک محب من ذیجاہ شفیق من ممتاز شدی اکنون از عہدہ دیوانی دور و در فلک بگر آن کبت کشاؤن شایان چنین سرت لاریب وجود بود	فہم نواسا آمد بخت تو خوشا آمد ہنگام طرب افزا از فضل ندا آمد دل مح سر آمد لب محو دعا آمد مقصود مراد ما آمد چہ بجا آمد
	ز بادشہ تاریخ حسن از قطع سر اعدا	این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد
	قطعه تاریخ عطائے خطاب سی یس ای - بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم بی - بی -	مقتدینی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۹۱۱ھ
	تمنہ وہم خطاب سی یس ای - عمدہ تر انتخاب سی یس ای - در ہمہ شیخ و شاب سی یس ای - گشت این لاجواب سی یس ای - صورت آفتاب سی یس ای - خوب با آب و تاب سی یس ای -	داد احمد حسین را قیصر از معذرت خطابہا کردہ کرد پیدامسترت بے حد موجب اتحاد سرکاری وادشہر تراجہ کشور ہند ای برادر بنام تو زید

<p>ز در تہم بادشاہ سن ۱۱۰۰ ہست مای خطاب سی۔ لیس۔ ۱۱۰۰</p>	
<p>قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخہ ہذا از مرض دہل</p>	
<p>فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دہل بنزد ڈاکثران جبر علاج قطع ٹبرید مر طفیل گناہان ناسزا شاید</p>	<p>عجیب کرد جہائے ولے بخیر گزشت گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت نمودیچ دوائے ولے بخیر گزشت خدا بداد سزلے ولے بخیر گزشت</p>
<p>سرحد چو بر بدم بیستم تاریخ رسیدہ بود بلوائے ولے بخیر گزشت</p>	
<p>قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الواعظین مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قاوری حشی چلواری کہ درئون ہال مدرسہ تاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود</p>	
<p>چون سلیمان واعظ شیرین مقال نرم شد و لہاتے مومن ہچہ موم حق تعالی داد تا ثیر عجیب</p>	<p>گفت وعظے خوش بقصرتون ہال شد فزون خوف خداے ذوالجلال در بیان وعظ او بے قیل وقال</p>
<p>سال تاریخ سن ۱۱۰۰ بادشاہ وعظ دلکش یکک من نبوشت سال</p>	
<p>قطعہ تاریخ خطاب خان بہاد وعظائے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بگن پٹی</p>	
<p>خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ بلغت بادشاہ خیر خواہ مصرع سال</p>	<p>مسترت دل جاب روز افزون شد خطاب خان بہادر نہ ہے ہمایون شد</p>
<p>تاریخات کتب</p>	

قطعہ تاریخ زواج مظلوم مصنفہ جناب فشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم ضلع کی

جناب فشی والا گھر عظیم الدین	بسک لظم ذرستہ زواج سفت
ولم زہر سن طبع ازلب ایما ن	نہے زواج مظلوم لاجواب بگفت

قطعہ تاریخ طبع دیوان گوہر مہتمی بہ گوہر آباد تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوہر مدرا سی

خوشا دیوان گوہر طبع گشتہ	کہ ہر لفظ او مرغوب دلہا است
بنار و لفظ بر حسن معانی	معانی بر کمال لفظ شیدا است
درخشان است مضمون مثل گوہر	روان طبع مصنف ہیچو دریا است
صدائے آفرین آید زہر سو	لوائے شہر نشہ ہرست برپا است

رقم زہادوشہ این مصرع سال	کلام گوہر نامی چہ یکتا است
--------------------------	----------------------------

ایضاً

کرد رقم نسخہ دیوان عجیب	شاعر ما گوہر عالی و قار
گفت سن طبع ہین پاوشاہ	گوہر شاعر چہ شد آبدار

قطعہ تاریخ مثنوی نعمتہ توحید مصنفہ جناب ابوالعزیز شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد مصلحت

چنان زونعمہ توحید تسلیم	شدہ ہیچو دل اہل زمانہ
بطبع پاوشہ ہم کرد تاثیر	بگفتہ سال - برجستہ ترانہ

قطعہ تاریخ مثنوی چندر بدن ماہیار مصنفہ جناب جی محمد عبدالقادر صاحب شاکر متوطن و انباز ی

رقم زہد کنون شاکر خوش بیان	چہ منظور اہل نظر مثنوی
برآمد ز دریائے طبعش عجیب	درخشہ مثل گہر مثنوی
زحالات چندر بدن ماہیار	شدہ دلکش و پراثر مثنوی
سن طبع او ازلب آفرین	گو پاوشہ عجمہ تر مثنوی

# نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق واقعات میں لکھی گئیں

یہ نظم اشائے سفر حرمین شریفین میں لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کئے گئی

سوئے کعبہ اندون جاتے ہیں سم ہم کہاں یہ نعمت عظمیٰ کہاں ہو نہیں سکتا ہے لفظوں میں ادا شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے عمر ب ہے بے گناہوں میں کٹی نام نیکی کا نہیں اعمال میں اپنے مہمانوں پہ کر لطف و کرم انکساری عذر خواہی بے بسی اپنی آہیں باوزن سے کم نہیں دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی	حق کے فرمان کو بجا لاتے ہیں ہم اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہیں ہم اس سفر میں جو مزا پاتے ہیں ہم دیکھتے کس کس کو لیجاتے ہیں ہم کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہیں ہم ہاتھ اب مل مل کے پچھاتے ہیں ہم سخت شرماتے ہیں شرماتے ہیں ہم یا الہی تیرے گھر آتے ہیں ہم نذریہ در پر ترے لاتے ہیں ہم عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہیں ہم دل کو بون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہیں ہم
--	--

رنگ تیرے شاعری کا بادشاہ

اندون کچھ اور ہی پاتے ہیں ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزوں کئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوئی

ہزاران لشکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے الہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری تے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تھا	الہی یہ ترے ناچیر مندے تیرے گھر پہنچے کہاں تھے کس جگہ تھے یکایک ہم اب کدھر پہنچے ہزاروں میل سے طی کر کے راہ بحر بر پہنچے
--	--

<p>زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ اسرار الہی بخشہ سے ہلکے الہی بخشہ سے ہم کہ مقابل اس خوشی کے ہونہیں سکتی خوشی کوئی جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر پوچھنا کہ ہے</p>	<p>بقدر و عا ستر و ماچار ہم ستہ جگر پہنچے ترے در پر نہ سے رحم و ارم کے منتظر پہنچے نہ ہرگز اس سفر کو کہ تی دنیا کا سفر پہنچے ری معولیت کا بھی شرف اسکے اگر پہنچے</p>
<p>نہ بوجہ یاد و شہر اہل وطن کہ خوش دحت کو پہنچنے کی ہماری جب وہاں آنکھ خبر پہنچے</p>	
<p>یظہر بعد امتعت سفر حرمین الشرفین لکھی گئی</p>	
<p>رنگیا بس زبان پر نام سفر شکر خالق ہو کیا ادہ ہم سے یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں وہ تمنا کہاں وہ خوش کہاں کہاں وہ دن بدینہ و مکہ جلد کیجے سفر اے شتاقہ</p>	<p>جف ہے آج اختتام سفر ہم ہوے فائز اطرام سفر آہ وہ لطف صبح و شام سفر اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر نہے ہمارے لئے مقام سفر ہے اگر دل میں اہتمام سفر</p>
<p>یاد و شہر ہے دعا ہی حق سے پیر و بارہ ہو انتظام سفر</p>	
<p>نیظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع مورہ پلین سپیس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء بھیلے</p>	<p>لکھی گئی اور پڑھی گئی</p>
<p>کیا شان حق ہے روم کی کایلیٹ گئی فائض ہوئے ہیں ترک اور نہ کے شہر پر جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد بلقانیوں کی ہو گئی آپس میں جنگ خوب</p>	<p>اس کے شہزاد کی جو قسمت پلٹ گئی بلغاری فوج میں جو تھی شہادت گئی دل سے ہمارے فکر تنزل کی گئی ضرب المثل ہے جو تیوں میں دل بٹ گئی</p>

کہتا ہے دل کہ مجھے سرس چٹ گئی  
آغاری فوج مارے مذہب کے کٹ گئی  
فوج اسکی جیسا بھیلی ہی بون ہیٹ گئی  
دکھو ہوا او دہر کی ادھر اب پلٹ گئی

کہتا ہے ہم آج مین بالبدہ ہو گیا  
حاجت نہ اسکو کتنے کی تھی تیغِ زکے  
حیران ہے دل گرفتہ یہ شاہِ فردوسیؒ  
ہر جا پہ رسدِ تہ دار کا ہے غل

اے پادشاہِ عالم کو تم کیجئے خفقہ  
کوئی نہ کہہ اور مٹے کہ طبعت اوجٹ گئی

## ایضاً

نہیں نہیں ہے اب خوشِ طبعت اڈریا نوپل  
ہوی دہ چند پھر ترکوں کی عظمت اڈریا نوپل  
فقط اللہ کی ہے رعنایت اڈریا نوپل  
ستار کہی تھی کیا کبائتری مرقت اڈریا نوپل  
ہمارے لب پہ ہے ہر کیا ساعت اڈریا نوپل  
ہمارے جذبِ دل کی کچھ حالت اڈریا نوپل  
بہلا دی تو نے کیا دودن میں لغت اڈریا نوپل  
تجہ اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریا نوپل

عجبے فتح سے تیرے سر سے اڈریا نوپل  
بڑھادی تو نے پھر دینی محبت اڈریا نوپل  
کسے امید تھی پھر آئے تو ترکوں کے قبضے میں  
کر وروں دل مسلمانوں کے تیرے عاشق و شیدا  
زبانِ پریوں نہ بجنوں کے بھی ہو گا نامِ لیلیٰ کا  
نکلنا ہی پڑا بقا یہ کو تیرے پہلو سے  
یہ ہے چھ سو برس سے ہم جو تیرے ملک و مٹا رہے  
غلط ہے یہ گمان ہرگز نہیں ہے تجھ سے یہ امید

دعا ہے پادشاہ کی یا الہی کجیے مقبول  
نہ چھوئے ترک سے پھر تافیات اڈریا نوپل

نیظم ساحلِ مدلس پر جہنمی کرد ز میٹن کا حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء عیسوی

کباستم ہم یہ ڈھایا لے میڈن  
خوب گولے چلا ما لے میڈن  
خوب چرکا لگا یا لے میڈن

تو جو مدر اس آیا لے میڈن  
آدی بیس کرتے مجروح  
جل اٹھے تیل کے خزانے دو

<p>شہر سے ہے بھگایا اے یڈن ایسا طوفان اوٹھایا اے یڈن تو نے ہکو جگا یا اے یڈن بارشانی جو آ یا اے یڈن انگلیوں پر نچا یا اے یڈن رحم کچھ بھی نہ لا یا اے یڈن سب کو تو نے بچا یا اے یڈن سب کے دل کو لہایا اے یڈن تجھ کو کیٹا جو پایا اے یڈن کرتے ہیں اب رعایا اے یڈن تیرا محسوسایا اے یڈن</p>	<p>تو نے مدراسیوں کو دہشت سے پھر رہا آج تک ہے آنکھوں میں خوابِ غفلت میں سو رہے تھے ہم اب نہیں خبر گیری ساحل پر کیسے کیسے جہاز کو تو نے بجٹہ سے غرقاب دس جہاز ہوئے دی نہ اہل جہاز کو ایڈا لفظِ خلافی سے تواضع سے مح اور دم کے دونوں پہلو میں کوئی نفیرین آفرین کوئی میں کہوں گا نہ پھر کسی پہ پڑے</p>
--	--

بادشاہ نے یہ واقعہ سچا  
آج تجھ کو سنایا اے یڈن

### ایڈا

جہ پٹ لے خلیجِ بسنگا لہ  
جانتا خوب تھے یہ یڈن  
اس سے دون کی تیری چاہت ہے  
دوستی پر تو اسکے پھول گیا  
ذات میں تیری گردِ وفا ہوتی  
بگڑے یڈن کی ایک دن حالت  
ہو گا برش کا اس پہ یکدن فیر  
کیون نہ یڈن کو غرق کر ڈالا  
سلطنت کا ہمدی ہے دشمن  
مدتوں سے ہماری الفت ہے  
دوستانِ قدیم بھول گیا  
تیری یڈن پہ کچھ جفا ہوتی  
یا گرفتار ہو گا یا غارت  
بکرے کی مان منائیگی کیا خیر



نام ٹیڈن جو سب کے لب پر ہے  
ایک چوٹا سا وہ کروڑ ہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر میں شائع ہوا تھا

صریر کلک میں بھی میسر آواز تو نم ہے  
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو جسم ہے  
حموشی میں بھی سوسن کے اب انداز سکلم ہے  
الم کا نام جب مانند عفا دہر سے گم ہے  
وہ ساتی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے  
فزون تر جبکا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے  
تجاعت ہے عدالت عنایت ہے رحم ہے  
ہے مثل آسمان دہلی یہ خلعت شکل خبم ہے  
کہ ہر یک جشن پارس جشن کو حاصل تقدیم ہے  
لیاقت ہے فرست ہے تدبیر ہے نفہم ہے  
تکلف و آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے  
دل بدخواہ بر حین گویا شیش گزد م ہے

یکس شن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے  
چمن میں غنچہ گل نے جمایا رنگ عشرت کا  
ادائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل  
سبدل کیوں نہ ہر رحمت ہو اپنی فرح و بخت سے  
تعلق جوش فرحت کا ہر یک دل کے یون گویا  
کہ یعنی جشن اسکے تاج پوشی کا ہے انروزوں  
وہ شاہ ہندو گلستان کہ جسکی ذاتیں عید  
شریک جشن لاکھوں میہان ہیں شہر دہلی میں  
یہ حسن انتظام لاؤڈ کرزن کا نتیجہ ہے  
نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع میں اسکے  
لکھیں گرا ب زر سے وقعہ یہ کچھ نہیں عجب  
بھی خواہاں دولت سب سرت سے ہیں لالہ مال

لکھوے بادوشہ تاریخ اس دربار دہلی کی  
ہمایون تاج پوشی شہید چورڈ ہفتم ہے

قطعہ تاریخ و رد و سرور عنایت اللہ خان جو اخبار غبر و کن و اس مطبوعہ ۱۸۸۷ء جنوری شائع ہوا تھا

رونق فزائے شہر کلکتہ ہے بصد جاہ  
ہمایون میں ہے یون تاروں میں جھطج ماہ  
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

خلف امیر قابل سردار ذی وجاہت  
ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن  
باقی رہا نہ کوئی تنظیم کا دقیقہ

<p>تو پون کی وہ سلامی وہ احترام فوجی وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف کیا جواب دونوں مہان و میزبان ہن مہان و میزبان میں تھی گفتگو جو با ہم تخفے او دہر سے آئے وہ چنڈا دہر سے بھینچے</p>	<p>وہ شاہی مہمانی وہ الفت اور وہ چاہ وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ یک جانشین کا بل یک نائب شہنشاہ اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ پیدا ہوئی دلون میں کیا اتحاد کی راہ</p>
<p>تاریخ خیر مقدم اے کلک یا دشتہ اب لکھ۔ جلوۂ در و سپردار عنایت اللہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ روسی بیڑہ بالٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار ممبر کن مدر اس مطبوعہ ۱۴ جون ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا</p>	
<p>تہا روسیوں میں عجیب جوش و فرت معلوم یہ کس کو تھا کہ وہی دن میں کہتا تھا خوشی سے ہر سپاہ جاپان صد آفرین تو گو کی ہے صیادی پر بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان پیشہ سے ہوئی ہلاک فوج نرود کیا حرف غلط تھا صفحہ ہستی میں ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا</p>	<p>جس دم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ خوان نیما ہے بالٹک کا بیڑہ کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ مصداف رکھا ہے بالٹک کا بیڑہ یک لخت مٹا ہے بالٹک کا بیڑہ کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ</p>
<p>لکھتے ہیں شاہ سال بحری تاریخ ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>جنگ بحری میں تری بیفج و نصرت دیکھو</p>	<p>ایسی شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے</p>

غیب سے آئی نذال فتح عظیم الشان ہے	بادشاہ کو جوتہی عیسوی تاریخ کی
قطعہ تاریخ سیخ پورٹ آر تھر جکی اشاعت اخبار مجر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ رجوری ۱۹۵۹ء عین ہوی تھی	
<p>چمکتا ہے تیرے سمت کا اختر کیا ہے پورٹ آر تھر کو مسخر تو نازان انجہین نازان ہوں تجھ پر کہا بہت نے بڑ بکھین ہوں یاور جگھ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر ہوا ہے رشک کے یورپ مکدر شکت فاش ہے اسکو میسر پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر</p>	<p>خدا کی شان ہے امی شاہ جاپان ترے لشکر نے با صد جانفشانی سجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے اگر کچھ یاس نے صورت دکھاتی طفیل اس جنگ کے جاپانیوں نے صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت ہنہیں زیبا خموشی شاعروں کو</p>
<p>لب جاپان سے طبع بادشاہ نے کہی تاریخ - فتح پورٹ آر تھر</p>	
قطعہ تاریخ فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۹ء عین شائع ہوا تھا	
<p>لطف حق اس پہ سایہ افکن ہے شاہ جاپان کا جیب و دہن ہے کہہ رہا سارا ہندو لندن ہے ایک عالم پہ آج روشن ہے حق نے اسکی چو کاٹی گردن ہے روسیوں میں الم ہے شیون ہے آج مکڈن بھی رشک کشن ہے بس وہی یک تمہارا ما من ہے</p>	<p>کیوں نہ جاپان میں ہو خوشی کی دہم کل مقصد سے سرسبز معمور آدین اسکو اسکے لشکر کو حالت فتحیابی مکڈن کبر و نخوت میں سر بلند جو تھا نغمہ ہائے طرب میں جاپان میں حیف رنگین ہے خون انسان سے روسیوں! جاؤ سوئے پیٹر برگ</p>

لطف اب جنگ میں نہیں زہار  
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا

بے مزا سارا حیلہ و فن ہے  
یہاں مطلوب عیسوی سن ہے

بادشاہ روئے انبساط سے تم  
کہندو۔ تسخیر شہر پکڑن ہے

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بت ستمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہیں جہان میں  
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس میں جنگ  
صد آفرین ہے تجھ پر اے امریکہ کے والی  
اگر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی  
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری منوں  
کتے ہیں تہنیت کے تارین تجھے لگاتار  
ہر گوشہ جہان میں اس صلح کا ہے چرچا  
مسرور و شادمان ہیں سب اہل روس و جاپان  
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر  
لجھاؤ تم گلے لے دلائی صلح با ہم

جنگ و جہل سے ہے کس کو پہلا خوشی آج  
باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج  
تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج  
یوں جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج  
گردن ہر یک کی بابت سے ہے جھکی آج  
شاہوں میں قدر تیری کس درجہ بڑ گئی آج  
ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج  
انکے ہر یک مکان میں ہے عید و قی آج  
جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج  
کہتے ہیں جنگ کس کو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح مکھدو  
خونریزی خلائی موقوف ہو چکی آج

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسالین امیر المومنین حضرت عبدالحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدقہ  
ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانکی انطہار خوشی میں لکھ گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ  
سہراگست ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم  
مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

<p>ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی نہ اسے مہر تیری ضیا ٹل گئی خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی غم و درد کی اب صدا ٹل گئی مری فکر طبع رسا ٹل گئی</p>	<p>کیا ہم کے گولے کا دشمن نے دار نہ پیچھا گھن کا یہ صدمہ بچہ بچا یا ہے خالق نے گلزار کو خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ ملا مصرع سال جہدم مجھے</p>
<p>اوڑا کر سر جو رکھ بادشاہ ستہ روم پر ہے بلا ٹل گئی</p>	
<p>قطعہ تاریخ جوزو جہیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا</p>	
<p>مکان یہ وقف ہے جسے کیا آج مبارک ہو یہ خیر جہاں یہ آج</p>	<p>نہ کیوں پائے جزائے نیک حق سے لکھی تاریخ اسکی بادشاہ نے</p>
<p>قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونہ</p>	
<p>یہ قطعہ جلسہ عام اہل راس میں پڑھا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ یڈورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تھی۔</p>	
<p>کیوں ہر ایک کے لب پہ ہے شکر خدا کسلے اوتھتے ہیں یوں دست دعا ہو گیا مفقود تھا وہ رنج کیا ہے سرت عام اسکی وجہ کیا خادم الحرمین ذی مجد و علا سب پہ قابض اسکو خالق نے کیا بالیقین ہے مذہبی فرمانروا اسکی ذلت ذلت دین ہے بجا</p>	<p>کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا وہ کیا یوں مطمئن ہیں خاص و عام شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیوں کسلے جلسہ ہوا یہ منعقد حضرت سلطان امیر المومنین مذہبی جتنے ہیں اعلیٰ تر مقام سارے دنیا کے مسلمانوں کا وہ اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین</p>

آفتاب آمد دلیل آفتاب  
 کس طرح مانینگے دعویٰ اوسکا ہم  
 اسکی ہمت اسکی عمدہ پالیسی  
 آج تک پایا ہے کس سلطان نے  
 جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ  
 دین و دنیا دونوں ہمکو چاہتے  
 استفادہ ہمکو دونوں سے ضرور  
 لے رہے قسمت شہید و رد بھی  
 امدنوں جب ملک پر سلطان کے  
 جنگ کے آثار تھے بالکل عیاں  
 مضطرب سارے مسلمان ہو گئے  
 دل ہر یک کا آشنا تھا بچ سے  
 ہم نے خدمت میں شہید و رد کے  
 آپ شاہانہ عنایت سے کرین  
 ہم رعایا کی ضروری عرض کو  
 ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان  
 معترف احسان کے گر ہم نہ ہوں  
 اسی شہید و رد ہفتم ذی وقار  
 آج بہ جلسہ بعد جو شش طرب  
 اود کرتا ہے ادائے تہنیت  
 مخمض سے جنگ کے از فضل حق

وصف خود شاہ ہے یکے وصف کا  
 جو نہیں اسکو خلیفہ مانتا  
 اسکا استقلال اور فہم رسا  
 مدح حوان دشمن بھی مین بے ساختہ  
 حاکم دنیا شہ برطانیہ  
 ہمکو دونوں سے تعلق ہے لگا  
 رک کر سکنے ہیں ہم کسکو بہلا  
 بادشاہ ہر بان ہم کو ملا  
 بحری بیڑہ دول بورپ کا گیا  
 پیش تھا مقدویہ کا مسئلہ  
 مہا پریشانی مین ہر یک مبتلا  
 کون تھا جو اس سے مشاشر نہ تھا  
 تار سے یہ مدعا ظاہر کیا  
 دول اور سلطان بن با ہم تصفیہ  
 شاہ نے منظور فوراً کر لیا  
 بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا  
 اس سے بڑ بکر اور کیا ہوگی خطا  
 ای ہمارے امپیر آف انڈیا  
 کر رہا ہے شکر یتیر ادا  
 خدمت سلطان مین باشوق و ولا  
 رکھیا محفوظ جو ملک آپ کا

<p>اس خوشی میں سب نے حصہ لیا ملک سلطان کو تو رکھ لیون ہی بچا ہر زمان ہر وقت تار و زنجیر فتح و فیروزی ہو اس کو جا بجا منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا روسیہ ہو جنگ کا صبح و سہا اندون دربارہ مقدونہ بہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے فرا درد گر کہتے اسے بہ ہے دوا پاوشہ طحل سخن ہو تاجبا گر لکھوں تاریخ تو جیبا ہے کیا</p>	<p>ہم تو گیاروئے زمین کے دیندار التحا ہے ای الہ العالمین شوکت و اقبال سلطان ہو فزون اسکے اعدا کو شکست فاش ہو ترک و برٹش میں ہو باہم اتحاد یہ زمین بایکدگر شیر و شکر ساری دنیا میں رہے صلح و امان یہ جو دو جلسے ہوئے مدراس میں متحد دونوں کے ہیں اغراض سب وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر ریج گر کہتے اسے رحمت ہے بہ ای قلم کردستان کو مختصر جو مکہ ہے یہ واقعہ بھی یادگار</p>	
	<p>لو سو یہ مصرع تاریخ سب آج خوف جنگ ہے دل سے مٹا</p>	
	<p>قطعہ تاریخ و ردو عالیجناب پرنس آف ویلز مع بیگم</p>	
<p>جسوقت مدراس میں حضور مدح کی تشریف آوری ہوئی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور مدح نے اپنے حرام سروانہ سے اسکی قبولیت اور شکر یہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکر یہ حضور مدح تمام حکام والا مقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات میں بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے پاس سے شکر یہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز و منف ہوئے وہو ہذا</p>		
<p>آمد آمد کی تھی جیکے ایک مدت سے خبر ایک جہان کی آنکھ جیکے دید کی تھی منتظر</p>		

جسکے مہمانی کی بہنیں تباریانِ شام و سحر  
 جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر  
 افشاحی سیکڑوں رسمیں تہن جس پر منحصر  
 ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جانشین  
 ایک دن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپیر  
 اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گھر  
 کس نے خاتونانِ شاہی میں کیا ایسا سفر  
 رشک کرتے ہیں تری قیمت پہ ایامِ دگر  
 دیکھنے آیا مع بیگم ترے نشہ کا پیر  
 اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھکو خوب تر  
 بے سبب ہرگز بہنیں خم ہیں ترے پشت و کمر  
 یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کروشہ  
 خوشنما اوقات یہ نظار ہائے پر اثر

جسکے استقبال کی تھی دہوم سارے ہند میں  
 جسکے خاطر ہو رہی تھیں جا بجا آرائشیں  
 جسکے ہاتھوں سے ہمارا کام کی ہے فالِ نیک  
 تحفِ انگلستان کا کہتے ہیں جسکو جانشین  
 ایک دن چمکیگا جسکے سر پہ تاجِ کوہِ نور  
 بلکہ مدراس میں وہ آج ہے رونقِ فزا  
 یہ وہ بیگم ہیں کہ چلے ہند میں آئیں یہی  
 کیا مبارک ہے اسی سبب وچہارم جنوری  
 جسقدر ہومازای مدراس تجھکو ہے بجا  
 ہر زمان لازم ہے تجھ پر اسکی آمد کی خوشی  
 ہم نے مانا اسی فلک پر جہانِ دیدہ ہے تو  
 سچ بتا تو نے کبھی دیکھا ہے اپنی عمر میں  
 صفحہ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح

تحفہ تاریخِ تم یہ پیش کرد و بادشاہ  
 ہند میں آیا شہ انگلنڈ کا بختِ جگر

قطعة تاریخِ مرہبت لارڈ کرزن و سیرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعہ اخبارِ مجر دکن مدراس مورخہ

۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء عیسوی

دورنگی اسکی ہے عالم پر روشن  
 عجب فہم و فراست کی تھی معدن  
 چلا ہے وہ بسوئے شہرِ لندن  
 بعدِ شوکت ہوا ہے جلوہ انگن

نہیں یک حال پر حال زمانہ  
 جناب و سیرِ ہند کی ذات  
 حکومتِ ہند میں کی جسے چھ سال  
 اسی کے عہد میں دربارِ دہلی



<p>پرنس آف ولیر ابن شاہ لندن مشن بھیجا ہے بروقت معین جھکالی والی ثبت نے گردن اسی نے مسعد کی ہے کمیشن اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن محبت کا عجب پہیلا کے دامن چایا بے نہایت ستور و شیون ادھر بنگال کا تھا بارشیشن بنایا خوب ہر یک دل بن مسکن دل من داند و داند دل من</p>	<p>اسی کے عہد میں شریف لا یا بسوئے کابل و ایران اس نے سفارت جب گئی ہے سوئے ثبت پئے اصلاح تعلیمت و پولس بڑا آڑا کے ہی زور پالسی سے عرب کے بھی سوا حل پر گیا وہ اسی کے عہد میں بنگالیوں نے ادھر تھا جوش تحریک سدیشی غرض طرز عمل اس حکمران کا ہے اسکے وصف میں یون ہند گویا</p>
---	---

لکھوے پاوشہ تاریخ رخصت  
ہوا رخصت وطن کو لارڈ کرچون

قطعہ تاریخ جن جو ملی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اجارہ محمد کن مدد اس مطبوعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا تھا

<p>رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے کیا دیوم ای صبا نرے دلکش چمن کی ہے سوسن سی بے زبان کو متنا سخن کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے ناز و داد گلونین سراسر دہن کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے رغبت اسے بھی اندنوں انگشت نشن کی ہے فرحت عجیب آج ہر یک مرد و زن کی ہے</p>	<p>کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار ہر یک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ نرگس کی کور آنکھ بھی بنیا ہے اندنوں گل میں کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے دولہ ہے عذیب براتی ہیں سب شجر غیچون کی بو سے کرتی ہے ان روزوں ہمیری پوڈر لگا یا گل نے زر گل کا رخ پہ آج یعنے شہ دکن کے ہے یہ جو ملی کا دن</p>
---	---

قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے منت یہ کیسی بارگہ ذوالمنن کی ہے نسبت یہ گویا دونوں میں اب روح و تن کی ہے طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے باقی نہ ایک شکل بھی رنج و عن کی ہے جو کچھ یہاں ہے قدر فقط علم و فن کی ہے جب تک بقا الہی زمین و زمیں کی ہے	ہر یک خوشی بجا ہے اسی اہل و کن تمہیں نظارہ ایسے جشن کا ہنکوعطا ہوا مازان رعایا شاہ پہ شہ ان بہ شادمان کس طرح مجھے حضرت آصف کا وصف ہو اشرارے خوشی شہ آصف کے عہد کی اس عہد شہ میں جہل ہے بقدر کس قدر اقبال وجاہ شہ کا فردن تر بود مبدم
---	--

تاریخ جشن تم یہ سناد وای بادشاہ  
اب جو جلی جہان میں نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات و لیور کیلئے لکھا گیا

خوب ہے مجمع سرن خوب ہے  
سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ  
علم کا ہے آج عز و جاہ خوب  
جلسہ تعلیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدر آباد دکن میں لارڈ منٹو سیر لے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہیں رونق افزا و سیر لے ہند ملت میں  
ہوا آراستہ پیر استہ یوں ہر گلی کوچہ  
نہ تھی کس کو تمنا اس سرت خیزت ابو کی  
بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق و لہجہ کی  
نہ کیوں مسرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل مہان  
نہی ہے دہوم ہر جامیزبان کے خلق نیکو کی  
عجب افش و زائیں میزبان مہان کی تقریریں  
ہے لکے آگے کیا وقت فلاحون کی اسطو کی

لب بھبت سے سال صیوی اے بادشاہ فوراً  
کہو اب ہے خوش آمد دکن میں لارڈ منٹو کی

قطعہ تاریخ جو آریل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ جج ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہوئے  
متعلق لکھا گیا

رکھتا ہے سب میں لیکن شان عظیم جس  
ذی جاہ کے سلطان مرد سلیم جس  
بہادر قوم آئے کیسے نہیں جس

سرکار میں معزز عہدے نو یوں بہت ہیں  
صد شکر اندون ہیں رونق فزائے ہی کوثر  
مدرا سیو تھاری قسمت کی یاوری ہے

تاریخ عبسوی یہ اسے بادشاہ لکھدو  
فرخ نہاد ہیں یہ عبد الرحیم جس

قطعہ تاریخ جو اقلیل حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مجز دکن مدراس مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا

زبان پر کیوں ہر ایک کے آج شکر رب باری ہے  
بہار ہے جو سن کیوں دل میں یہ فرحت آج کیسی ہے  
سبب کیا جا بجا یہ اتفاق و حب قومی ہے  
بصد شوکت و بان اب ہکا جشن افتتاحی ہے  
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے  
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے  
تم اچھے ہو تمہاری اندون تقدیر اچھی ہے  
زیادہ کچھ ہمیں عرصہ جدت ہے وہ ٹھوڑی ہے  
وہی یعنی امیر المومنین سلطان غازی ہے  
ادب سے سارا یورپ کو کہتا ہر محبٹی ہے  
یہ وہ سلطان کہ جو شرعی کا دل سے حامی ہے  
یہ وہ سلطان کہ جسے سلطنت خود ناز کرتی ہے  
شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے  
بھلا تاریخ میں بتلاؤ ہمسر اس کا کوئی ہے  
زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

مجھی ہے کس نوید جانفر کی دہوم عالم میں  
نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا جلوہ  
سبب کیا ہر طرف آثار عشرت یوں ہویدا ہیں  
سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو  
خوشی ہم بھی منائیں گریہاں ہر گز نہیں بجا  
مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک  
سہولت اب سفر کی حاجت ہم کو مبارک ہو  
وہ دن بھی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو  
یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی  
ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان  
یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہیں  
یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہا قائل  
یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمان دنیا کو  
تدبرین تحمل میں فرست میں لیاقت میں  
محبت اسکی مثل می ہمارا دل ہے پیلا نہ

یہی ہے آرزو دل کی بھی ہے التجا حق سے  
شہرِ یزور و ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم  
تعلق ہو دو نون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا  
جہان میں وہ رہے باقی جہان جب تک باقی ہے  
کہ جس نے مذہبی کاموں میں آزادی نہیں دی ہے  
وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے جیہی ہے

تلاش اے پادشہ تہی بہر سال افتتاح ریل  
کہا ہاتھ نے شہر کو مبارک ریل پھینچی ہے

قطعہ تاریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدر آباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ  
نومبر ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا

حادثہ سکر ترا اسی حیدر آباد دکن  
موسیٰ ندی کا ہے یوں سیلاب آیا ناگہان  
کوئی تو دب کر موات کوئی ہوا ہے غرق آب  
کر دیا ہے استقامت اسکو بھی سیلاب نے  
گر گئے صد ہا مکان سجد ہوا نقصان مال  
لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہاں سب خاروں  
بچکے صدمہ سے جو اولیٰ تھی کیا حالت زبوں  
آفرین صد آفرین ہے تو نے اے شاہ دکن  
کھا نا بھوکوں کو کھلایا کپڑے ننگوں کو ڈے  
اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری  
تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا  
کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو

آہ ادل کس کا نہیں ہے خنجر غم سے دو نیم  
جس طرح کرتی ہے دہا و ملک پر فوج غنیم  
کہلگئی تھی خلق پر کبارہ عین و دال و سیم  
تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم  
سیکڑوں بیوہ ہوئیں عورات اور بچے یتیم  
ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تھی نسیم  
ہائے انکی بے بسی وہ سچ و غم وہ خوف و بیم  
کس قدر ان خستہ حالوں پر کیا لطف عیم  
اور اپنے خاص ایوان میں کیا انکو مقیم  
حشر میں دیکھا جزا کیا کیا تجھے رب کریم  
واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم  
ماہ تابان تو ہے اور انجم ہیں سب تیرے ندیم

ہاتھ غنی نے بہر سال مجھ سے پادشاہ  
کہہ دیا - آیا دکن میں دائے سیلاب عظیم

قطعہ تاریخ جو مسند نئی بہرائش نواب غلام علی خان بہادر والی ریاست بگن پٹی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوئی آج یہ کسی مسند نشینی  
دوستان ہے تقدیر بگن پٹی کی  
نہیں کچھ یہ سچا اگر آب زر سے  
عجب چشمہ فیض ہے یہ ریاست

ریاست کا گلش ہے سرسبز و شاداب  
کشادہ مین کیا کیا مسرت کے ابواب  
لکھن تندرہ اسکا ذی فہم اصحاب  
شب و روز خلق خدا جس کے سیراب

لکھو بادشاہ تم یہ سال سیحی  
غلام علی خان ہوا آج نواب

قطعہ تاریخ جو لارڈ مٹو بہادر و میرائے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار نمبر دکن مدراس  
مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا

کیا مبارک ہے تو اے ماہِ ڈسمبر کی ہنم  
گلش مدراس میں کیا لائی ہے تو نے بہار  
نائبِ یزور و ہفتم رونق افزا مین یہاں  
چل رہا ہے دورانِ باده دیدار کا  
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی  
بلدہ مدراس ہے آراستہ پیراستہ  
آپ لاثانی فرست مین ہو یکتا فہم مین  
آپ کی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید

تیرا آنا گویا بکھو فال نی کو ہے یہ آج  
جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج  
شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج  
ساغر چشم خلاق خوب مملو ہے یہ آج  
ہکواظہار و فاداری کا قابو ہے یہ آج  
ہر گلی دلکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج  
کون مانند آپ کے خوش خلق خوشو ہے یہ آج  
آپ کے احسان کا انکار کس کو ہے یہ آج

جستو ہے گرجے تاریخ کی ای بادشاہ  
لکھ۔ خوشا زباد و دلا رڈ مٹو ہے یہ آج

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لچلیٹیو کنسل مدراس کی مبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہم نیکو شیم

عبد بن قدوس کے عالی جناب

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال جنگے گھر سے فیض یک عالم کو ہے کونسل کے تاج وہ ممبر ہوے دل ہر یک کا ہے خوشی سے بلوغ مانغ دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی سرخ رویا رب رہن یہ قوم مین	جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب مرح خوان جنکے ہیں سارے شیخ و شاب قوم ہے ممنون جن سے بے حساب کر دیا انکو خدائے کامیاب واقعی ہے یہ سرت لاجواب ذکر ہے ہر جایہی با آب و تاب قوم ہوائے ہمیشہ بہرہ یاب
--	---

مین نے سال کا سیاہی بادشاہ  
لکھ دیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جو ہر مجبئی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

ہے اب رونق فزائے تخت انگلنڈ مبارک باد کی ہر سو صدا ہے رعایا پرور و عادل و باذل زے ہی خرمن فیض و کرم کی پسھر دولت و اقبال کا تو سر اسر مورد فضل الہی چلیکا باپ کے نقش قدم پر سنادین مصرع سال جلوس آج	ہزاران آفرین ہے جارج پنجم خوشی اب بکھڑیں ہے جارج پنجم کوئی تجھ سا نہیں ہے جارج پنجم رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم عجب ماہ سین ہے جارج پنجم ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم یہی ہمکو یقین ہے جارج پنجم تسا یہ ہمیں ہے جارج پنجم
--	---

سرا عدا کو کرد و دور سنلو

خوشا اور بنگ نشین ہے جارج پنجم

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلماء خاں بہادر نواب عزیز جنگ بہادر مخلص بہ ولا ساکن حیدر آباد کوٹ

<p>لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۱ ستمبر ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا</p>	
<p>عزیز جنگ بہادر و کلائے والا شان وجود تیرا جہا میں بسا غنیمت ہے تیرے فیوض سے آبِ سفید کون نہیں خبر جو تیری علالت کی اندون پھیلی ہر ایک زبان پہ تھی تیری سلامتی کی دعا پئے علاج اطبا اور دہر ہوئے مصروف ہزار لشکر ملی تجھ کو دولتِ صحت</p>	<p>شہیر خلق ہے تو باہزار زیبائی تھے ہی دم سے ہے ہر فن کی قد فرما تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدا نود و ستون کی طبیعت بہت ہی گہرائی ہر ایک دل نری صحت کا تہا متنا ادھر غنایتِ خلاق جوش پر آئی ہزار لشکر خدا نے امید بر لاتی</p>
<p>سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ عزیز جنگ نے نام خدا شفیق پائی</p>	
<p>قطعہ تاریخ جو جلسہ ابتدائے رسالہ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا</p>	
<p>شکر صد شکر منعقد ہے آج بادشاہ اسکی تم لکھو تاریخ</p>	<p>جلسہ ابتدائے المضمون طرب افزا بنائے المضمون</p>
<p>قطعہ تاریخ جو جلوس ہرنائنس میر عثمان علیخان بہادر جی سی۔ ایس۔ ای۔ نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد شہر ملکہ و سلطنت پر لکھا گیا</p>	
<p>ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر بادشاہ نے لکھ دیا سال جلوس</p>	<p>میر عثمان علی والامقام اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام</p>
<p>قطعہ تاریخ جو دول پور وپ میں جنگ عظیم چہر جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا</p>	
<p>یورپ کی دولتوں میں کیا جنگ چہر گئی ہے سال اسکا بادشاہ سے پوچھتے ہو سنلو</p>	<p>کس نے نظیر اسکی تاریخ میں ہے دیکھی جنگ عظیم یورپ سے اسکا سال ہجری</p>

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صاحب شملوی زاد مجسده جو مسجد مہمان کوچہ آئڈرسن مدرسہ  
میں پڑھا گیا

مہمنو! آپ کی مسجد میں آج وہی پائیکا جسز اخلاق سے دین کے واسطے ہے یہ دنیا مولوی شملوی صاحب کا بیان ایسے واعظ کی اگر قدر نہو ہن یہی ندوة العلماء کے کیل	شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے دین کی باتوں کا جوشیدہ ہے گر نہو دین تو دنیا کیا ہے پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے قدر کا لفظ ہی پھر بجا ہے ہند میں اسکا بڑا شہر ہے
--	--

بادشہ وعظ کی تاریخ لکھو

واعظ کا بیان اچھا ہے

تاریخات مساجد و عید گاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنڈہ واقع ضلع انت پور کیلئے حب فرمائش اہل پنگنڈہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوئی مسجد کہدیا سال اسکا ہاتف نے	دل ہوا مومنوں کا فرحت ناک کہ زہے خانہ خدا سے پاک
قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چتور کیلئے حب فرمائش اہل پنگنور لکھا گیا	
فضل سے اللہ کے پنگنور میں کہدیا ہاتف نے سال اختتام	ہو گئی تعمیر مسجد با صفا مومنین کا مسجد گاہ بیت خدا
قطعہ تاریخ جو تعمیر عید گاہ آسور کیلئے حب فرمائش باگی قادر بادشاہ صاحب کپنی لکھا گیا	
فکر ہے یہ عید گاہ طاعت حق کیلئے فکر تہی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ	ہو گیا تیار از فضل خدا سے جہان لکھو وہ ہے یہ خوشنما عید گاہ مومنان

تاریخات شادی



قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نطہر شمس الدین صاحب ساکن دہلی باڑی محلہ نکاح میں پڑھا گیا اور دوسرے سفر کی تاریخوں کے ہمراہ طبع کر کے تقسیم کیا گیا۔

گلشن میں فصل گل کی کیا دہوم ہے مچی آج ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو سبرہ کی سبز بختی ہے تابل نظارہ غنچوں کا مسکرانا پہولوں کا پہول جانا بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے مصروف ناز ہے گل جو نیاز طلب ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب میں یکجا دل ہے کہن لبہا تکی آنکھیں کہیں جبراتی رنگ چین سے اسی دل حیران کیوں ہوا ہے نطہر شمس دین کا فرزند نیک طینت چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر علماء و عوام گان سب میں جمع باجماع کس کس کا نام لوں میں کی صفت لکھوں میں یارب عروس و نوشہ ہر دم میں سلامت یہ لطف زندگی بس قائم رہے ہمیشہ	نغمہ سر ہے بلبل ہر ایک بصد خوشی آج ہر نخل تازہ رہے ہر شاخ ہے ہری آج گو یا بچہ ہے ہر جافرش ز مردی آج دکھلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج دونوں کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے رتی آج زرگس کی شوخیان میں و اللہ دیدنی آج کیا یہ نوید فرحت نو نے نہیں سنی آج پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج جو طرب میں یکسر کیا پیر کیا صبی آج اس جن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج عاجز فلم ہوا ہے قاصر زبان ہوئی آج باصدق دل ہی میں ہوں تجھ سے ملتی آج جو طرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج
--	--

تاریخ کا میصرع سن لیجے بادشہ سے  
ہے بزم کھڈائی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ کھڈائی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کی گئی

مرحباے نبویں ماہ رجب تیرے آنسے ہوئے سرور ہم نیکے ہر سودے محمود ہے ہونے دکھلائی ہمیں صبح امید یعنی فضل جن سے اب نوسنہ ہوا ذی مروت منظر خلق و کرم وہوم ہے ہر جا مبارکباد کی یون نگفتہ ہے دل پر و جوان واسطے تاریخ کے اسی بادشاہ	تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب برے آنسے ہوئے ہم کامیاب تجھ کو زیبا ہے ہر یک زیا خطاب تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب دوست یک میر لیاقت انتاب ہر صفت میں ہے وہ فرد لا جواب خرمی بجد ہے فرحت بے حساب تازہ تر گلشن میں ہو جسے گلاب فکریری ہو گئی وقف حساب
---	---

لیکھ ہاتھ سے یون آئی نذا

ہے یہ فرخ شادی عید و باب

قطعہ تاریخ تختہ لائی جناب عبدالقادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب و یلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب حرم متوطن و یلوکی لڑکی سے لگی تھی۔

بارک اللہ یہ کیا محفل ہے شوق کہنا ہے کہ کچھ لکھ مضمون شکل فنجہ ہے کوئی قہر مسم مدح خوان صورت بلبلی کوئی جا بجا یون ہے اثر فرحت سما برے یک دوست ہیں شیخ احمد نام ہوا اب انکے برادر کا نکاح ذی وجاہت ہے سر اسر لو شاہ	ہر طرف جوش طرب ہے ظاہر طبع کہتی ہے کہ میں ہوں حاضر شل گل کوئی شگفتہ خاطر کوئی ترگس سا ہمہ تن ناظر جیسے گلشن میں صبا ہے سائر صاحب خلق ہیں ذی شان تاجر اسلئے ہے یہ مسرت وافر طرہ ہے اسے لباس فاحشر
--	---

<p>عالم و فاضل و نسی ستا          اہتمام اسکا ہے بالکل نادرا          کون ہے کسی زبان ہے فاصر          لس یہی میری دعا ہے آخر          فضل حق اسکا ہو ہر دم ناصر          وہ جو بہن من سخن کے ماہر</p>	<p>جمع کیا کیا بہن بہان اہل کمال          رونق اس بزم کی کچھ اور ہی ہے          سب کے لب پر ہے مبارکبادی          چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام          شاد و حرم رہیں دولہ و لہن          بادشاہ داد سخن کی دینگے</p>	
<p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ          خوب ہے شادی عبدنا در</p>	<p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ          خوب ہے شادی عبدنا در</p>	
<p>مادہ تاریخ نکاح</p>	<p>خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف          نکاح خطیب عبدالرشید</p>	
<p>خندہ زن گل بہن شگفتہ طبع سارے عنذلیب          جطر ح دربار شاہی میں ہو آواز نفیب          راز دل حبیب کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب          آتی ہے باد سحر اب بکے استاد وادیب          کون ہے اہل چمن میں آج محتاج و غریب          ناز ہے یہ بل و گل کو ہے کون اپنا رقیب          جسکا ہے ہم گرامی عبد الرحمن خطیب          آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق عجیب          آج آتی ہے نظر مجھ کو خوشی ہی خوش نصیب          ذات نوشہ میں یہ سب بہن جمع با شان عجیب</p>	<p>شکر اللہ آج ہے گلشن میں کیا فصل بہار          نعمہ بلبل ہے پست نشا ہد گل اس طرح          شاخہائے گل ہم کرتے ہیں یوں سرگوشیا          طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو لبہم اللہ سے          ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر رنگیا          سرسبز حیران کہیں گلچین کہیں صیاد ہے          یعنی یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم          انکا نور لہن ہے جو صاحب علم و کمال          شاد ہے سرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر          علم و اخلاق و تواضع نیکوئی خوشدلی</p>	

<p>بزمِ شیل فلک ہے شگلِ آبِ جم جمع ہیں مولوی حاجی حضر محمود جن کا نام تھا گو نہیں زندہ ہیں زندہ مگر ہے انکا نام دولہ و دلہن کو یارب شاد رکھ آباد رکھ</p>	<p>عمر گمانِ شہر سارے اور علمائے لبیب عقد نوشہ میں جو آئی انکی ہے دختِ نجیب رہبر دین پمیر فخر وہ روحانی طبیب تیرے افضال و کرم ہر دم میں انکے قریب</p>
<p>مصرع تاریخ یوں لکھا ہے میں نے بادشاہ ہے مبارک عقد نیکوئے عبید اللہ خطیب</p>	
<p>قطعہ تاریخ کتخانی حکیم محمد عبدالواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدرس</p>	
<p>عبدالواحد کا ہوا بسا ہوا آج بادشاہ تم یہ سنا دو تاریخ</p>	<p>دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاہد شادی سرخ عبدالواحد</p>
<p>قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب دادا نغی محمد برہیم صاحب سکرٹری محمد ایجوکیشنل سوسٹی انبانی</p>	
<p>کس زبان سے ہو تراشکر و سپاس شاہد مقصود کو تو نے کیا جیسے گلشنِ مین روان باد نسیم دل سے ہر ایک کی کہتی ہے خوشی کون ہے ایسا جو باغِ دہر میں یعنی یک میرے کرم دوست نے واہ کیا محفل ہے جس پر ہے خدا اہل محفل صورت پروانہ ہیں ہر دہن وقف مبارک باد ہے دل میں مہمانوں کے مدت تک رہے مصرع تاریخ کی تھی جستجو</p>	<p>فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج یوں خوشی کی ہے دلونین راہ آج خادمہ تیری ہوں بے تنخواہ آج اس مسرت سے نہیں آگاہ آج عقدِ دختر کا کیا دلخواہ آج ستان و شوکت اور عز و جاہ آج اور شمعِ بزم ہے لوشاہ آج ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج مہربان تیری لطف و چاہ آج آئی ہانف سے ندا ناگاہ آج</p>

## کہد وازروئے بشاشت بادشاہ

دخت ابرہہ ۲۳۳۳۳۳۳۳ کا ہے بیاہ آج

قطعہ تاریخ تادی دختر مولوی احمد حسن صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ بل معتمد پشی حضور نظام دکن جو برادر مولوی  
کے مکان میں رہو حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑنا گیا

محفل ہے عذکی یہ کیا خوب بارک اللہ  
اے ملک بادشاہ تو کھدے یہ سال بھری  
سب دوستوں کے دل کو فرحت ہے چین آج  
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج

قطعہ تاریخ کتھائی بلہالم عبدالرحیم صاحب فرزند جناب بلہالم امین الدین صاحب ساکن و انباری

شکریہ کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم  
تیری صنعت کے ہیں شیدا جلد عقلائے زمان  
ستان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی  
سے اعلیٰ سب برتر تیرا احسان ہے بھی  
تو نے وہ بزم سرب بہکو دکھلائی ہے آج  
یعنی بلہالم امین الدین صاحب ذی وقار  
آج نورعین کا انکے ہوا عقد نکاح  
پورا پورا اگر لکھوں اس بزم کا میں کرو فر  
اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہر سو شہر میں  
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج  
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکو نیکو خضاد  
فارسی اردو و انگلش کا نہیں ماہر فقط  
اب دعا کرتا ہوں حق سے بہر نوشاہ و عودس  
سارے آفات و حوادث سے انھیں محفوظ رکھ

ہم ہیں بندے تو ہے مالک ہم ہیں حادث تو قدیم  
تری حکمت سے ہیں حیران سارے دنیا کے حکیم  
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم  
تو نے رکھا دین احمد پر جو بہکو مستقیم  
سایہ انگن جب ہے ہر دم تر بفضل عظیم  
منظر لطف و عنایت دوست ہیں میرے مصیم  
فرحت و محبت ہیں کیا کیا دین ہر ایک کے مقیم  
صفحہ کا غذہ میرے ہوں خدا و راقیم  
جس طرح گلشن کے اندر ہورواں باد نسیم  
جمع ہیں تجار کیسے کیسے علمائے مخیم  
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم  
بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم  
خوش رہن خرم رہن یہ دہرین بے خوف و بیم  
کر کریم ان پر اپنی نام ہے تیرا کریم

فکر خفی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ  
لکھ کہ - زبیا خوب ہے اب شادی عبد الرحیم

قطعہ تاریخ کتھائی احمد بادشاہ صاحب سید صاحب متوطن گوندپور واقع دامباری جو صاحب  
نریش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوندپور دامباری لکھا گیا

آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمیں دکھلا دیا  
جسے عجبوں کو سگفتہ کرتی ہے باد صبا  
معدن اصلاق خوشخو صاحب فہم رسا  
بارک اللہ اب مبارک عقد اکٹا ہو گیا  
کسے لبے اب نہیں آتی صدائے مرزا  
ہیں یہ نوشتہ اسکے یک برجوس ممبر باصف  
بیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا  
ہے ہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا  
خوش بین خرم رہیں دنیا میں ہر صبح و سہا  
یا الہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

شکریہ کیا کریں اسی خالق جزل و علا  
یوں کہا خندان دلوں کو آج میرے فضل نے  
یعنی یک نخلص ہمارے دی لیا تب ذی کمال  
نام احمد بادشاہ ہے عرف ہے با شامیان  
کسے چہرے یہ نہیں آثار فرحت کے عیان  
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام  
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق  
ازرہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول  
اتجاہم سب کی ہے بارک کہ نوشاہ و عروس  
الف و اخلاص ان میں دم دم ہو ازیاد

آگیا ای بادشاہ تاریخ کا مجھ کو خیال  
شادی دلخواہ احمد بادشاہ - دل نے کہا

قطعہ تاریخ کتھائی جناب محمد سخی سیٹھ برادر جناب محمد اسماعیل سیٹھ المتخلص پیغمبر ساکن مدراس

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ  
باشان باجمل اب بنگتے ہیں نوشاہ  
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقایق آگاہ  
اوج کرم کے گویا یک ہر ہین تو یک ماہ

ہنگام شادمانی عالم میں جلوہ گر ہے  
یک دوست نیک طینت سخی سیٹھ نامی  
مفہوم سیٹھ انکے ہیں محترم برادر  
ہیں دونوں یہ سر اور سب جو ہونکے جامع

<p>دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی پدر عروس عالی بہت ہین سیٹھ تونس کہنے ہین ہم مبارک طرفین کو مبارک یار عروس و نوشہہ دایم رہیں سلامت</p>	<p>مخل ہے کیا یہ عمدہ جمع ہے کیسا دلخواہ ہر لب پہ مرجا ہے ہر یک زبان پہ ہے وہ ذی فہم ذی فرہنگ ذی قدر اور ذی جاہ یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ سیری عنایتیں ہوں ہر وقت انکے ہیراہ</p>
--	---

تاریخ بادشاہ تم کھدور روئے اخلاص  
اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ

<p>مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے ابنا فضل نیرا صنور عالی شدہ دکن کے ہین اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل پر سادہ یہی ہے باندی شریعت بھی ہے بنمیل حکم سنت خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر ایک لب پر خوشی کا چہرہ یہ دولہ دلہن رہیں سلامت فرخو ہر قربان جاوشت</p>	<p>بر آئے ہین آج دوستوں کے مقاصد و مدعا و ارادوں ہر اکبشام و سحر ہے انہر لوارش خسروی فراوان ہزاروں آرائشیں لصد ہزاروں زینت ہین سپہربان یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداؤں کا فرمان کسی کا دل مجھو خوش الفت کوئی ہر شادان کوئی ہر خندان اہلی ائیر ہر کن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان</p>
--	--

نلاش تاریخ ای مجبو ہوئی ہے جب طبع بادشاہ کو  
کہا یہ ناقت نے اپنے منہ سے نکاح احمدین ذی شان

قطعہ تاریخ کتھا آئی عبدالہامطیمان صاحب فرزند جناب ساہوکار وعدارزاق میان صاحب مرحوم ساکن کرناہ  
جوساہوکار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چتور کی دفتر نیکل خرنے لگی

<p>آج فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج چل رہا ہے ہر طرف سے دور و صبا لئے نشاط لڑکھڑاتا ہے نتہ سے سرور غنا کا قدم</p>	<p>باغ عالم کا عجیب عالم نظر آتا ہے آج گل ہر یک ساعر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج دبدۂ نرگس بجا مجھو رو دل افزا ہے آج</p>
--	--

بلبلو غم پہ لیے ماز کیا کرنے ہو تم  
صفیر گلشن سے گم بون ہو گیا نام الم  
اللہ اللہ کقدر رنگ چین کا ہے اثر  
چینیہ دے دیکر جگانے کو لگا اربہار  
کیوں نہ بوا د صبا دل سے ہوا خواہ حیرن  
بے سبب ہرگز نہیں گلشن کی یہ دلچسپاں  
ذی فراست ذی محبت عبد باط حبکا نام  
فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عفو کناح  
عبدالرزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر  
جمع اسکی ذات والا میں یقین کیا کیا خیال  
آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا  
ہیں خسر نوشاہ کے عالی ہم حسین  
وید کے لائق نہ کیونکر جو یہ سارا اہتمام  
خویش اور حساب سے جمع ہیں نوشاہ کے  
اے ملک محفل بہ ایسی ایسا مجمع یہ خوشی  
دولہ دہن کو الہی ساد رکھ آ باد رکھ  
طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن

بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج  
صورت حرف غلط داع دل لالہ ہے آج  
غیرت رکھائے گل تار نظر میرا ہے آج  
سبزہ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج  
ہر لب منجھ صدا سے مرجا سے وا ہے آج  
کرو فرسا کسی کے جشن شادی کا ہے آج  
جکے چہرہ سے سعادت کا اثر پدا ہے آج  
نوشہی اعرا از اس نے واہ کیا پایا ہے آج  
وہ نہیں زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج  
خز کڑ پہ تہا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج  
بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکھلایا ہے آج  
نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج  
وصف کے قابل یہ حسن انتظام کتا ہے آج  
مدہ پتو میں کیا جلوہ کڑ پہ ہے آج  
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تھا جو دیکھا ہے آج  
التجا تجھ سے ہی اسی خالی نکتا ہے آج  
شوق کہتا ہے کروں کیا جوش کپ تہتا ہے آج

بادشاہ اس جشن کی تاریخ گر کہتے ہو تم

کہتے۔ عقد عبد باط کیا ہی درخیزہ ہے آج

قطعہ تاریخ تختہ آئی سد عبد الحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن و انبٹاری

آج کیا تقریب ہے کون شادمان ہیں خاص عام  
حوش پر ہے آج کون فضل خداوند کریم



یوں شکستہ کس لئے گلشن و یلور آج  
آ رہی ہے کیوں صدائے مبارک باد کی  
یعنے یک سیکر مفرماہن جو سید عقیل  
آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح  
ہیں خسر نوا شاہ کے سید حکیم عارف علی  
یوں کہا دل نے سرت سے نہیں تجھ سا رفیق  
عمر و دولت دولہ و دلہن کی ہو یارب فرزند

تھنڈی تھنڈی چل ہی ہے سرتِ نسیم  
جو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر تقسیم  
معدن فن طبابت دوست ہیں سیکر قدیم  
ہو گیا باکر و فر باجہ ہا ہا شانِ عظیم  
خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصافِ عظیم  
دل سے کہتی ہے سرت آپ کی ہونینِ ندیم  
الفت و اخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سب کو سنا دو بادشاہ  
فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم

قطعہ تاریخ کھڑائی محمد عبداللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب حاج محمد عبدالسلام بادشاہ ہمایوں صاحب

شعبان کی مبارک نیسین ہے آئی  
آیٹین نئی ہن زیبائش نئی ہن  
ہن جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت  
پدر عروس عبدالقدوس بادشاہ ہن  
عبدالسلام بادشاہ پیرا پیرا کرم  
عم بزرگ پیرا عبدالعزیز پاشا  
زیب بدن جو تیرے کچھو لوٹکے ہا ہن آج  
یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت

مسند پہ نوشہ ہی کے جلوہ کنان ہے نوشہ  
ہر کرد و فریا ہے اور نوجوان ہے نوشہ  
والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ  
لاریب افتخار کل نوشہاں ہے نوشہ  
مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ  
با صدق دل وہ تجھ پر کیا مہربان ہے نوشہ  
کہتا ہے نبل دل صد گلستان ہے نوشہ  
یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنا دو  
سعد اللہ بادشاہ اب باعز و شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ کھڑائی حاجی عبدالرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبدالقادر صاحب مرحوم متوطن و انباری

رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے  
 شکر ہے لب پر روان دلین خوشی خوب ہے  
 بہکو بھی نسل پیر و صبی خوب ہے  
 انکے قدم سے یہاں زیب دہی خوب ہے  
 نیک ہے سعادت تری شان تری خوب ہے  
 جکا بجا اہتمام حسب دلی خوب ہے  
 جسکی یہ بار و فرج لہ گری خوب ہے  
 نیک خصال سخی ابن سخی خوب ہے  
 خلق و کرم میں جنھیں ناموری خوب ہے  
 درگہ حق میں دعا اپنی یہی خوب ہے

عقد کی کے یہ آج دہوم می خوب ہے  
 وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم  
 محفل نجم فلک تجھکو مبارک رہے  
 جمع ہیں علمائے دین دین کے رکن کین  
 ای مع شعبان کی نوز دہم مرحبا  
 تو نے دکھایا ہیں آج وہ جشن نکاح  
 نوشہ فرخ بہاد نام سے عبد الرحیم  
 منع لطف و عطا صاحب فہم رسا  
 والد نوشاد تھے عبد صمد ذی ہمم  
 شاد ہیں خوش رہیں دولہ دولہن مدام

صرح تاریخ تم کیجئے رسم بادشاہ

شادی عبد الرحیم آج ہوئی خوب ہے

قطرہ تاریخ تختانی شیخ امام صاحب ساکن تار پتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق سیاض صاحب مرحوم  
 ساکن کتر پکی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

مسترت کی ہے ہر طرف دہوم دہام  
 شگفتہ ہیں کیا کیا دل خاص و عام  
 جناب عبدالرزاق والا مقام  
 ہے واما دنیو سیر نیک نام  
 یہ دونوں کافر خندہ ہے انضمام  
 اوہر اعلیٰ تر ہے ہر یک انتظام  
 و فور تمنا ادھر لا کلام

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے  
 مبارک سلامت کا ہے غلغلہ  
 تھے جو ساکن کتر پریک ساہوکار  
 ہوا عقد یہ انکی خستہ کا آج  
 اوہر تار پتری ہے کتر پری ادھر  
 اوہر عمدہ تر ہے ہر یک کار و بار  
 اوہر جوش خلاص و لغت ہے خوب

بصحت نبوت بہ رحمت مدام

عروس اور نوشہ کو رکھائی خدا

اگر خواہش سال ہے بادشاہ

سنادو۔ ہوئی شاہی شیخ بہرام

قطعہ تاریخ جو جناب قادی الدین صاحب برادر زادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ کی لڑکی کے عقد کیلئے لکھا گیا۔ جو عبد الصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ سے منسوب ہوئی تھی

چمن آج ہے لہلہا تا ہوا  
ہر یک برگ سے ہے خوشی کا پتا  
سماتا بہین پرین مین ذرا  
کہیں لب مین سوسن کے فرحت و  
کسی جاغندا دل مین نغمہ سرا  
سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا  
سرا یا محبت سرا یا عطا  
بلند انگی بہت بلند حوصلہ  
ہن بحر کرم کے در بے بہا  
یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا  
زبان پر نہیں کس کے ہے مرجا  
ز بے نوجوان خوش ادا خوش لقا  
مری نظم ہو جائیگی بے مزا

چلی کس مسرت سے باد صبا  
نہال آج ہر یک ہوا ہے نہال  
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون  
کہیں چشم ز گس ہے نظارہ باز  
کسی جاہن غنچے بسم کنان  
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھ کر  
مرے دوست یکتا کہ ہے جنگی ذات  
بلند انگی کٹرپہ مین ہے عز و شان  
جو نام انکا مادر ہے اور محی دین  
ہوا آج دختر کا انکی نکاح  
نہن دل ہے کسکا مسرت پذیر  
ہے نوشاہ کا نام عبد الصمد  
نہ لکھوں اگر سال تاریخ مین

لب و جد سے طبع نے بادشاہ

خوننا عقد عبد الصمد۔ کہدیا

	قطعہ تاریخ کتخانی دست نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور	
	<p>مکرم دوست میرے شیخ احمد سراپا مظہرِ حلاص والفت صحاب فیض سے انکے ہمیشہ ہزاروں شکر ہے دستِ کارِ نکی نمایان ہر طرف جوشِ طرب ہے مبارک باشد و باشد مبارک رہیں آباد یارب و ولہ دُلہن زمانے کے حوادث سے رہیں دو</p> <p>محبت میں مہین جو کیتائے افراد ہیں اخلاق و کرم ان میں خدا د دلِ جناب کا گلشن ہے آباد ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد کوئی ہے جو نہیں مسرور و دل شاد خداوندِ اہتِ نون و الصاد بصحت عافیت باآل و اولاد انہیں محفوظ رکھے اور چشمِ حساد</p>	
	<p>لکھا ہے سالِ ہجری بادشاہ نے مبارک ہوئے شیخ احمد کو داماد</p>	
	ایضاً	
	<p>آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح مصرع سالِ سیچی تم سنا دو بادشاہ</p>	
	جوشِ پر ہے کس قدر فضلِ خداوند کریم عقد بنتِ شیخ احمد صاحب طبعِ سلیم	
	<p>قطعہ تاریخ کتخانی دست نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس ہو گیا عقد نکاح صبیحہ عبدالعزیز</p>	
	<p>کیون نہ ہم لائیں بجا شکر و سپاس ایزدی واہ کیا فرزند یہ داماد ہے یوسف علی</p>	
	<p>قطعہ تاریخ کتخانی پیل احمد حسین صاحب خلیف جناب پیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ ضلع شمالی آسکاٹ</p>	
	<p>مظہرِ لطف و عطا احمد حسین لکھا ہے سببِ سبب کتخانی احمد حسین</p>	
	<p>فضل سے حق کے ہوا نوشتہ آج سالِ ہجری کیلئے اسی بادشاہ</p>	

	قطعہ تاریخ کتخانی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترجیا پٹی	
ہوئی ہے آج میرے یکم عز و دست کی شادی	مبارک بادی کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب کہا دل نے ہمایوں عقد سید مرتضیٰ صاحب	زروئے انبساط ای پادشہ سالک سچی اب
	قطعہ تاریخ کتخانی دختر جناب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس	
دہوم مبارک بادی کی آج ہر یک سو خوب محی	یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ خوب سرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ	یارب تیرا فضل ہے کیا دہین ہے فرحت حد سوا
	سال کا اسکے تھا جو یان پادشہ خلاص نشان کہا دیاد دل نے زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ	
	قطعہ تاریخ کتخانی سید قادری الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوٹور ضلع کرپہ	
شاہان گل کی نیزگی ہے خوب آج بلبل کی نوا سنجی ہے خوب چشم رنگس میں مسیتی ہے خوب بے زبان سون بھی اب کہتی ہے خوب منعقد محفل شادی ہے خوب ساتھ اسکے جوش لہفت بھی ہے خوب طبع میں جسکے ہر یک غبی ہے خوب صورت و سیرت میں لائانی ہے خوب نیکوئی جن میں حق نے دی ہے خوب خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب خوشنما ساعت ہی کیسی ہے خوب آرزو پیرو جوان نے کی ہے خوب	باغ پدوٹور میں آئی بہا ر شاخ گل پر کس او اسے بار بار چل رہا ہے بادۂ عشرت کا دور گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیوں آج پتھر ہے دار السرور صرف فرحت ہی نہیں ہر لہن آج بنگیا نو شاہ قادری دین بامروت بامتناں نوجوان جسکے ماموں پھولے فخر الدین ہیں دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی دولہ دہن نشاد مان یارب رہن مصرع تاریخ سننے کے لئے	

تم سنادو بادشہ از روئے واد  
عقد قادر مجی دین نامی ہے خوب

قطعه تاریخ تھانی و خضر خباب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد خضر الدین صاحب فخری نقوی سیلا پوری مدظلہ

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے	یہ طرب کس لئے پھیلی ہے آج
جس طرف دیکھو او دہر عالم میں	بارک اللہ کی منادی ہے آج
خلق کیوں جمع ہے مثل انجم	قدر کس ماہ نے پائی ہے آج
جا بجا دور می عشرت ہے	کون اس بزم کا ساقی ہے آج
کشور دل سے طرب کہتی ہے	خوب تجھ پر مری شاہی ہے آج
مٹ گیا حرف غلط بن کے الم	خوش نما صفحہ ہستی ہے آج
میرا ممدوح ہے جو آل بنی	مولوی فخری نامی ہے آج
صاحب علم ہے اور صاحب فضل	مایہ فخر و مباہی ہے آج
جامع جملہ کمالات ہے وہ	معترف ساری خدائی ہے آج
اسکی خدمت رکا ہوا آج کھاج	فضل حق لا متناہی ہے آج
فخر شادی کو ہے جس شادی پر	کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج
خوف ہے چاک نہ ہو جائے تن	تن میں فرحت یہ سمائی ہے آج
رخ نوشہ پہ سعادت کی ضیا	مثل خورشید چمکتی ہے آج
حق کا طرز یہ ماشار اللہ	رہبر سنت نبوی ہے آج
گل و بلبل کے لوازم سے بہری	خوب یہ نظم انوکھی ہے آج
خوش و خرم رہیں دولہ و دلہن	یہ دُعا تجھ سے الہی ہے آج
ہمکو مقصود ہمیشہ انکی	عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سنادو تا ریخ

## شادی صبیحہ فخری ہے آج

الضیاء

بادشاہ خوب ہے یہ عقد نکاح  
کہد و تاریخ زروئے اسلام  
کون ہے وہ جو نہیں ہے دلشاد  
فخری صاحب کو مبارک داماد

قطعہ تاریخ کتھانی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب سٹیشن سرجن متوطن مدراس

میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح  
سال لکھو اسی بادشاہ اخلاص نشان  
جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم  
ہے یہ زیبا شادی بنت عبدالعظیم

قطعہ تاریخ کتھانی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

آج برآیا ہے دل کا ارمان	اللہ الحمد بفضل یزدان
آج ہے رحمت حق کا باران	آج شاداب ہے باغ امید
آج سرور ہیں سب پیر و جوان	آج بشاش ہیں سارے اجاب
آج سب جمع ہیں ذی عزت شان	آج موجود ہیں سب اہل کمال
اور طرب کہتی ہے مین ہوں قربان	زیب و زینت ہے فدا محفل پر
عبدالرحمن معارف عسوان	میرے یک دوست جناب تسلیم
اور ہیں مظہر علم عرفان	مصدر خلق و ادب اہل ذکا
وصف انکا نہیں غماز بیان	سب کمالات کے جامع ہیں وہ
سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان	انکے فرزند کی شادی ہے آج
نوشہی نام پہ جسکے نازان	کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ
ارجہ عی کے سب آثار عیان	جسکے چہرے سے ہیں ما شا اللہ
فاضل دین ہیں کیتائے زمان	جو خیر اسکے ہیں خورشید اللہ
صحت و عافیت و حفظ و امان	دولہ دہن کو اپنی دیجے

ان میں اخلاص و محبت ہو فزون جیسے یوسف کے زینچا تھے انیس	روز و شب شام و سحر ہر ہر آن جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان
یا دوشہ نے یہی لکھی تار بچ محل عقد خلیل الرحمن	
قطعہ تاریخ کھدائی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس	
آج آئی سے مسرت کی بہار گل میں خندان تبسم غنچے شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے زنگ زرگس ہے وہ چشم بد دور تخت نگہبست گل کی تقسیم پاسبان کیوں نہوں ہر جا زرگس وصف گل میں ہے یہاں تک مصروف دیکھ کر سرو کی ثابت قدمی وصف گل ایک بھی پورا نہوا نترن اور نسرین کی مہاک تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ عبدتار کا اب عقد ہوا رخ نوشہ ہے نمایان بالکل تھا پدر ساکن کہتیم اسکا نام جسکا ہے محمد جعفر وصف نوشہ کے حشر کا کیا ہو	خوب شاداب ہے صحن گلزار بلبلین کیوں نہوں سوجان سے نثار جیسے میخوار سے باہم میخوار ہمہ تن آج ہے وقف دیدار کرتی ہے آج صبا ہر یک بار منعقد ہے شہ گل کا دربار لال بلبل کی ہوئی ہے منقار دل قمری ہے تصدق ہر بار رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار مشک و عیز کو بسادی بیکار باغبان نے یہ کہی وجہ بہار ہے اسی کے یہ خوشی کی بہار نیک بختی کے ہیں عمدہ آثار تاجرون میں تھا معزز زیار بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار



<p>جسکے مالوف صفار اور کبار منظہر خلق ہے ذی عز و وقار بہائی نوشہ کے خسر کے ہن شمار دونوں ذی رتبہ ہن نزد سرکار اور موجود ہن سب خویش و تبار ان سے محفل بھی ہوئی زینت دار ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار رہن باہم وہ انیس و عنخوار یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار تا کجا اپنے سخن کا طومار</p>	<p>نامور ہے وہ اسٹنٹ سرجن نام ہے عبد عزیز احمد نیک دل عبد رحیم عبد عظیم یک وکیل ایک اسٹنٹ سرجن الغرض آج شریک محفل ان سے محفل کو ملی عزت و شان ہو مبارک یہ مبارک تقرب رہن دلشاد عروس و نوشاد آل و اولاد سے آباد رہن بادشاہ خواہش تاریخ میں اب</p>	
	<p>سال یہ بے سرائیشہ لکھو مرحبا یہ شادی عبد الستار</p>	
<p>یہ نظم اور قطعہ تاریخ تختہ آئی دختر جناب الگنی محمد یعقوب صاحب متوطن و انباری کیلئے حسب فرمائش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوند پور لکھے گئے</p>		
<p>نیچے ہن بلبلون کے دلچسپ بے نہایت کرتا ہے کیا دو بالا گلشن کی زیب و زینت کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بہجت سوسن ہے مدح گو اور زنگس ہے محو حیرت اس جشن کی ہوئی ہے یونیکشف حقیقت ہنسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت</p>		<p>آیا ہے موسم گل گلشن میں بامسرت پہو لوں گا پہو لجا نا غنچوں کا سکرانا شاخین ہر یک شجر کے ستارہ جہو متے ہن باد صبا خزاں ہے آج کس ادا سے گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی حاجی ملنگ عبد الرحمن جو باو تر ہن داماد حاجی صاحب یعنی حیات پاشا</p>

<p>مشہور خلق ہر دو وزن کی ہے تجارت منظور او تکو ہر دم ہے قوم کی حمایت والا ہے بذل اسکا عالی ہے انکی ہمت ہے نقش انکے دل میں اپنے وطن کی الفت محسن ہیں وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت انکے ہر ایک خوشی میں لازم ہے اپنی شرکت اس نظم تہنیت کو کرتے ہیں پیش خدمت ہیں جمع کیسے کسے دیباہ ذی وجاہت ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت دیباہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت حفظ و امان میں اپنے رکھہ انکو نوسلامت</p>	<p>داماد اور سر کی توصیف کیا کرین ہم خلق و کرم میں دونوں عالم میں ہیں بیکانہ تعلیم کیلئے وہ روپے دے ہزاروں اہل وطن میں انکے مالوف جان و دل سے یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ او انکی تعریف محسنوں کی ہے فرض انجمن پر ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش احلاص کس کرو فرکی ہے یہہ تعزیب اللہ اللہ ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا دہن کے جو پدر ہیں یعقوب صاحب جاہ یار رہن ہمیشہ دلشاد دولہ دہن</p>
---	---

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا  
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

### قطعہ تاریخ

<p>شادمان خزان نظر آتے ہیں خوش اقرار کیا مبارک کتنے آئے - آسمان نے کہدیا</p>	<p>و ختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح بادشاہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال</p>
<p>ہم یہ کیا کیا ہیں اسکے فضل و کرم رحمت دل ہے اور سرور جان آج کس دہوم سے ہوئی شادی سب سرگرم اہتمام یہاں</p>	<p>شکر خالق نہ کیوں کرین ہر دم اور نعت رسول ہر دو جہان بنت حاجی محمد عثمان کی جتنے ممدوح کے ہیں فرزدان</p>

کوششوں کا ہے انکی خوب اثر عبدتھی ہے جو نام نوشتہ کا طالب العلم ہے وہ یف یے کا پائے بی یے کا کیون نہ وہ اعوان نیک اوصاف سے منور ہے ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ ان پر رکھہ یا خدا کرم کی نظر ان میں اخلاص دے محبت دے شوق تاریخ جسکے دلیں ہو	کیون نہ خوش ہوگی ان سے روح پر اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا نیک خونیک دل ہے نیک ادا خلق میں کیون نہوگا وہ ممتاز اور وطن اسکا چھٹی بند ہے دولہ دلہن ہوں شادمان دلخواہ تا خوشی میں ہو انکی عمر بسر تذرتی کی انکو نعمت دے بادشاہ ان سے تم بھی کہدو
صرح سال ہے اسی نیک مزاج واہ یہ خوشتر نکاح ہے آج	
تاریخات ولادت	
قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدرس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعنا	
بفضل خدا میرے داماد کے گھر ہوئی فکر تاریخ جب بادشاہ کو	تولد ہوئی دختر نیک اختر کہا دل نے پیدا ہوئی نیک اختر
قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد عبدلہ صاحب ساکن محلہ گویند پور و امنپاڑی	
جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار شاہ گل کو ہے رنگینی عطا بوسے گل لاتی ہے گل سے یون صبا کیون نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو دختر اب پیدا ہوئی اسکے مکان	آج شادابی ہے گلشن میں عجیب چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب جیسے نائب لائے پیغام منیب شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب ذی لیاقت ہے جو یک میراجیب

	اور لب پر شکر خلاق مجیب کوئی دیتا ہے دعا اگر قریب مین گل تاریخ کا ہوں عند لیب		دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون کوئی مصروف مبارک باد ہے کوئی کہتا ہے یہی با ذوق و شوق	
	بادشاہ کبدوز روئے انبساط بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب			
	ایضا			
ہوئی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مرست ہے صفیہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے		عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکانین کج تلاش سال تہی اسی بادشاہ آئی صدا دل سے		
ہے چنکا نام ابراہیم صاحب نیکو ذی جاہ ہوا پیدا مکان میں انکے اب فرزند رشک ماہ پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہاں واللہ ترقی عمر میں صحت میں اسکے دیجے دلخواہ		تقطعت تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گویند پور واقع و انبساط کر مفر ماہین میر دوست میرے ہون سیر کہ کیوں پیدا ہو جوش شادمانی دل میں ہر یک کے خلیل اللہ رکھا نام اسکا سب لگے کہنے ابنی چتر سر پر اسکے ہومان باپ کا قائم		
	لکھو اسی بادشاہ یہ مصرع سال ولادت اب بجھو اللہ پیر نیک طالع ہے خلیل اللہ			
	ایضا			
ہر یک نخل امید پھولا پھولا ہے کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے سبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے		ترے فضل کی آبیاری سے یارب ہن میرے محب ایک اخلاص منظر سرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا		
	کہا مصرع سال یوں بادشاہ نے			

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے	
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص سلیم نشتی برادر جناب ساہوکار عبد الرزاق	
میان صاحب مرحوم ساکن کٹڑہ	
سبارک مبارک ہوا ہی شہ محمد	پسریہ نکو فال سلطان محمود
تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان	ہے یہ ماہ تماشال سلطان محمود
تری ذات والا ہے مدلول اسکی	شرف پر ترے مال سلطان محمود
شجر کو شکر گل کو بو حق نے تجھ کو	دیا ہے بہ فضل سلطان محمود
نہ محتاج ہے میری مدح و صفت کا	ہے محمود ہر حال سلطان محمود
مخاطب ادھر ہو کے کہتا ہوں میں اب	ای فرزندہ منوال سلطان محمود
ولادت سے ہے تیری کس درجہ جنت	ہے ہر فکر پامال سلطان محمود
خدا نقد جان تجھ پہ مادر پدر کا	زرو مال کیا مال سلطان محمود
بصحت چہ شمت رہے شاد و خرم	اہلئ مہ و سال سلطان محمود
پدر اور مادر کے سایہ میں دائم	رہے با صد اجل سلطان محمود
لکھو باد شہ تم یہ سال ولادت	
ہے زیبائش اقبال سلطان محمود	
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن دامنباڑی	
محب ہیں میرے جو سید حسین مولنا	ہیں بحر خلق و عروت کے بے بہا گو ہر
ہر ایک ہے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ	وطن میں اپنے وہ ہر دلعزیز ہیں کیسے
خدا کا شکر بعد آرزو بعد ارمان	ہوا ہے آج تولد مکان میں انکے پس
اپنی جیسا مبارک ہو یہ پسرنکو	پسرنکو آج مبارک ہوں یہ پدر مادر
خبر خوشی کی یہ سنتے ہی باد شہ میں	

	لکھا ہے سال ولادت - نو دہشت جگر	
قطعہ تاریخ تولد ضیہ بی بی مد عمر با بنسبی برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم یے بی بی مل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ		
	خواجہ الطاف حسین نامی کو بادشاہ نے لب بشارت سے کہد یا سال - دہشت الطاف	ہوی پیدا جو دخت نبک اوصاف
قطعہ تاریخ تولد محمد عبدالقدیر مد عمرہ فرزند برخور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب لہ اللہ الواہب		
	اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے تاریخ کی ہے جتو تملو اگر اسی بادشاہ کہد یجے - اب پیدا ہوا ابن خطیب عبدالرشید	سب خویش اور اجاب کو ہے آج کیا فرحت مژ
قطعہ تاریخ تولد فرزند دل بند برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم - یے بی بی مل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ		
	حق نے دیلے ہر سیر برادر کو نور عین فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھ دیا حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی علی سیٹھ متوطن بنگلور		
	سبارک ہوا ای موسیٰ سیٹھ تملو بہت دن سے پسر کی تھی تمنا فرست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے ترقی پر نہ کیوں ہو مال و دولت طفیل جامع القرآن یقین ہے عزیز و اقربا سرور ہیں آج عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے یہی ہر دم دعا ہے اس پسر کو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا ہزار ان شکر اب مقصد برآیا جب سے ارجمندی ہے ہویدا ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا شگفتہ ترین دلہائے جبا وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکوزیا سلامت رکھے سلامت رکھے خدا یا

	رہے آب کرم سے تیرے تازہ فدا ہوں اس پہ وہ یہ اسکا شیدا		ہمیشہ یہ نہال باغ اسید رہن مادر پدر و شاد اس سے	
	پے سال ولادت بادشاہ سے کہا ہاتف نے۔ بر خور دار موسیٰ			
	قطعہ تاریخ تولد رحیم النسا ربی بی دختر بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب			
	اب رحیم النسا ہوئی پیدا بادشاہ نے لکھا یہ مصرع سال		کیون نہ ہوں خویش و اقربا شادان بنت عبدالرشید نیک عنوان	
	قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیالم عبدالرحیم صاحب متوطن و انباشی مسی بہ عبدالحمید محمد			
	تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عظیم ہر قطرہ نرے لطف سے دریا میں ہے در یتیم ملیالم کے گھر کا ہے مشہور نر اسم قدیم خاصی لاققت اسکو ہے کہتا ہے وہ طبع سلیم ذی تجرہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم چہرہ سے جسکے ہے عیاں نور عبادت مستقیم اور روز شہ نہ کا تھا نعمت بہ پائی ہے عظیم پھیلا ہے شل بوئے گل یہ مژدہ فرحت شمیم وصف حمیدہ طرح دے اس میں ای ب کریم یارب یہ کرتے ہیں دُعائیں تجہ سے باقلب صمیم			
	ای بادشاہ خیر خواہ کہد لب اخلاص سے سال ولادت سے یہی۔ زیبا گل باغ رحیم			
	قطعہ تاریخ تولد کریم النسا ربی بی دختر بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب			

<p>یہی کہتے ہیں اقراب مبارک زہے دخت عبدالرشید اب مبارک</p>	<p>کریم النساء آج پیدا ہوئی ہے کہا بادشاہ نے سن مجھ لوں</p>
<p>تاریخات بسم اللہ خوانی خٹان</p>	
<p>قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نورشیم جناب مولانا عبدالرحمان صاحب متوطن مدراس جناب عبدالرحمان ذی لیاقت مجمع اوصاف ہوئی بسم اللہ خوانی آج نورالعین کی انکے زہے تقریب جس پر خود سرت آج ہے نازان نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و حرمت حق کا سمیر روم کے داماد میر دوست لاشانی نشاط و بخت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی</p>	
<p>ہوئی تاریخ کی ای بادشاہ جب تجو مجھ کو صدرا ہاتف نے دی۔ ہے یہ بہا لویں تسمیہ خوانی</p>	
<p>قطعہ تاریخ خٹان بر خور دار مسدوح</p>	
<p>رسم خان کی ہے پسر کی ادا لج میں کسکے نہیں جوش نشاط لب بہ نہیں کس کے ہے شکر خدا آج مرے دوست نے باغوشان کون ہے جو آج نہیں شادمان مخودا اب نہیں کس کی زبان</p>	
<p>تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ پیش کرو۔ واہ مبارک خٹان</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>ہے آج خان ابن عبدالرحمان تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے فی الفور آج تاریست میں ہر یک جا واضح زیل ہے یہ ختہ محمد صالح</p>	
<p>قطعہ تاریخ گلپشتی خان فرزند جناب پیش عبدالرزاق صاحب متخلص بہ افسر متوطن و درمنباری</p>	



موس من عبد رزاق دہیل مرحبا تقریب گلپوشی یہ آج کیا سعادتمند ہے تیرا پس خوب ہے محفل کا حسن انتظام چل رہی ہے فرح و بہجت کی نسیم فکر ہر سال ہے لازم، ہمیں	آج تیرے گہریہ جلسہ خوب ہے بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے اختر طالع چمکتا خوب ہے جمع اجاب کیسا خوب ہے غیر خاطر شگفتہ خوب ہے طبع میں جوش تننا خوب ہے
--	--

بادشاہ کھدو زروئے انبساط

رسم گلپوشی یہ زیب خوب ہے

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی بر خوردار محمد عبد اللہ و د عرف ایر جان مد عمرہ فرزند جناب حاجی حکیم  
محمد عبد الباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے اندون دہوم طرب کی ہرچی حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات انکے ہے نور عین کی تسمیہ خوانی کی خوشی دیکھے اس پس کو ای خالق ذو الحب لائق	آتی ہے بہتیت کی اب دیکھے ہر طرف صدا وہ جو میں عبد الباسط اب نظر الفت و وفا لپ پرسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرجا عمر دراز صحت و فہم و فرست و ذکا
---	--

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے

عبد و وود کی ہے آج تسمیہ خوانی - لکھنا

## نظم و تاریخات وفات

یہ نظم درو انگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ دیوری مرحوم کے حالات میں لکھی گئی حضرت  
مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع و انبائری میں مجلس جو منعقد کی گئی تھی اس میں پڑھی  
گئی اور سکو جناب ہو کا حاجی عبد الصمد صاحب متوطن و انبائری نے چھپو کر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان و مصیبتا  
 غنچوں سے بیکلی ہے عیان و مصیبتا  
 ترکس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے  
 حالت یہ عندلیب کی ہے خطر اب سے  
 سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہر کج  
 نخل الم کا سرو بھی پر گمان ہے آج  
 ویلورین تھا یعنی جو ایک شیخ نامدار  
 تھامی دین فقیہ سے موسوم دیو قار  
 علم و کمال میں تھا وہ علامہ شہیر  
 کس درجہ فیضیا تھے اس جوان پیر  
 ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تھا  
 سینہ تھا اسکا خزان اسرار کبیر  
 ہر دم کیلا تھا دعط و نضاح کا اسکے باب  
 صد حیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب  
 تھا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا  
 غم اسکے نہ قال کا کس کو نہیں ہوا  
 پابند ذکر حق تھا عجب اسکا حال و قال  
 نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تھی کمال  
 چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک میں مزید  
 بشلی کہوں میں اسکو ویا شیخ بایزید  
 تھا وہ مسافروں کا خبر گیر صبح و شام

مر جا گیا ہے باغ جہان و مصیبتا  
 ہر گل ہے چاک سینہ یہاں و مصیبتا  
 سبیل تنگ آہی گیا پیچ و تاب سے  
 نغمے کے بدلے نوحہ کنان و مصیبتا  
 رور و کے خون سرخ رخ اڑھوا ہے آج  
 ہے قریون کے ورد زبان و مصیبتا  
 چہرہ سے جسکے شان و لایت تھی آشکار  
 دنیا سے ہو گیا وہ روان و مصیبتا  
 تھا زہد و تقا میں وہ یک فرد منظر  
 ہے اب کہاں وہ فیض رسان و مصیبتا  
 تھا بلکہ سارا اہل حقائق کا مقتدا  
 کیا پڑا اثر تھا اسکا بیان و مصیبتا  
 اعمال بد سے سب کو دلاتا تھا جنتا  
 زیر زمین ہوا ہے نہاں و مصیبتا  
 شہ رکن دین اسی کا ہے تلمیذ با صفا  
 مضطربین سا رخ و کلاں و مصیبتا  
 مصروف تھا اسی میں وہی سکو تھا خیال  
 تھا کیسا متقی زمان و مصیبتا  
 آتے تھے دور دور سے عالم بشوق و  
 تھا فخر عابدان جہان و مصیبتا  
 بروقت اکو آپ ہی پہنچا تا تھا طعام

بیمار ہوں تو انکی دوا کا بھی اہتمام  
 فارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا  
 ہمدردی اس سے کرتا تھا بے حد و ہمت  
 مرغوب کے طبع کو اچھی غذا نہتی  
 سچ بات یہ ہے اس کو نہ منظور تھی کبھی  
 آتا تھا مالدار اگر کوئی اس کے پاس  
 حق بات کہنے میں تھا کسی نہ کچھ ہر اس  
 وہ بے ریا فی نفس کی وہ مجز و انحصار  
 وہ علم وہ وفادارہ اخلاق ہیشمار  
 تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای نیک نام  
 روز چہار شنبہ قریب نماز شام  
 دیکھن کہاں پھر ایسے ولی خدا کو ہم  
 وہ جو مذہب کہاں یہ متقی و پارسا کو ہم  
 بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہاں  
 ناصح کہاں پھر ایسا ملے راہبر کہاں  
 افسوس کیسے نعمت عظمیٰ کو کہو دے  
 افسوس کیسے عالم غفلت میں ہم رہے  
 ہم سے ہوئی نہ اس کے خصال کی پیروی  
 ہم نہ ہیکہ ہیں حیف بہ لذات دنیوی  
 حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا

کرتا تھا خود وہ بادل و جان مصیبتا  
 نزل و طبیب جاتا تھا لا تا تھا خود دوا  
 تھا کام یہ نہ اس کو گران و مصیبتا  
 پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی  
 دنیا کی کوئی عزت و شان و مصیبتا  
 ہر عیب کا اس کو جتا وہ حق شناس  
 حق گو پھر ایسا ہو گا کہاں و مصیبتا  
 رونا وہ اس کا خوف الہی سے زار زار  
 کس کس صفت کو کیجے عیان و مصیبتا  
 تھا آشکار غرہ ذوالحجہ ہر تہرام  
 تھکی ہے اسکے جسم سے جان و مصیبتا  
 پائین کب ایسے فاضل دین ہا کو ہم  
 کیونکر کریں نہ آہ و فغان و مصیبتا  
 یوں خوف حق کا دین کسی اثر کہاں  
 پائین کہاں ہم اسکا نشان و مصیبتا  
 افسوس قد اسکی نہ زہار ہم کئے  
 خجلت نہ وہ یہ دل ہے طہان و مصیبتا  
 ہم کو ہوئی نہ اسکی نصائح سے آگہی  
 عجبیٰ میں کیوں ہو ہم کو امان و مصیبتا  
 تو بخند ہے گناہ ہمارے بصد عطا

کیا لکھے ہا و شاہ یہ پردہ ماجر

خامہ ہوا ہے شک نشان و مصیبتا		
قطعہ تاریخ وفات جناب محمد بخش الدین صاحب دیلو غنی غفرلہ الباری		
بجمع اوصاف استاد و ادیب	عالم باقی کو جب راہی ہوے	
یون لب انوس سے نکلتے سال	نزدین صدف دنیا سے چلے	
قطعہ تاریخ انتقال نواب شیخ الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو اخبار نیر صفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا		
دار فانی سے سوئے دار بقا	حضرت داغ نے کیا ہے سفر	
ایک دکن کیلے سارا ہندوستان	نظر آتا ہے رنج کا منظر	
پھر کہاں پائیں ایسا اہل کمال	دیکھیں کب ایسا ہم سخن گزرت	
اسکی تربت پہ ہنر نزل مدام	رحمت خاص خالق اکبر	
بادشاہ نے لکھا یہ سال وفات		
آہ کیا دہ داغ دیکھئے دل پر		
ایضا جو اخبار بخبر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا		
میں نے پوچھا اسی شب عید الضحیٰ	رنج و غم سے کیوں ہے تو مانوس آج	
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقف	تو نے کیوں پہنا سیہ ملبوس آج	
ہے مہدل غم سے کیوں تیری خوشی	طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج	
یون کہا اسنے کہ میں کیا چیز ہوں	ایک جہان کو رنج ہے غموس آج	
کون اس غم سے نہیں ہے دانداز	ہنگیا ہر دل پر طاقوس آج	
کیا نہیں تجھ کو خبری بادشاہ		
داغ کی رحلت ہوئی انوسوس آج		
قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی۔ یس۔ ای۔ نواب بیکن علی غفرلہ جو اخبار		

مخبر کن مدرس مطبوعہ برمی ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا اور بواسطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب  
ولعبد بہادر نواب بگین پٹی کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔

<p>صد حیف آج کیوں تری حالت خراب ہے اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے چیر دلی سی لیس۔ وائی کا خطاب ہے اسکی عنایتوں کا نہ کوئی حساب ہے سیما بدار کسکو نہیں اضطراب ہے حسرت ہے درد و یاس اور پچ و تاب ہے یہ التجا یہ آرزوئے شیخ و شاب ہے</p>	<p>کیا کہتے ای ریاست بگین پٹی تجھے والی ترا رئیس ترا حاکم ان ترا سینتیس سال تجھ پہ چونکران روار ہا کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا نبل و کرم کی اس کے نہ ہتی کوئی انتہا مانڈا برکون نہیں آج اس کبار مہمور آج دین ہر یک خاص و عام کے یار ہوسکا خلدین اعلیٰ ترین مقام</p>
---	--

ای کلک بادشاہ ہے سال عیسوی  
تاکہ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد عظیم صاحب مہکری ساکن چتر رج حسب ایمائے جناب مولوی حکیم  
سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی میلا پوری مدرس لکھا گیا اور اخبار جریدہ روزگار مدینہ شائع ہوا

<p>وطن میں ہر دل عزیز ایسا بہلا بہن کوئی اب بتا دو صدیہ آئی ہے۔ پچھان پڑ محمد عظیم گئے۔ سنا دو</p>	<p>حکیم دیشان لیتق دوران محمد عظیم تھا نام جبکا ہوئی ہے اسکی وفات جدم فلک سے ای بادشاہ مجھکا</p>
--	--

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادری الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن  
پیارم پیٹھ ضلع شمالی آدکاٹ

<p>ابر حجت سائبان ہو قبر پر شام و پگھا رحلت قادری الدین ہے افسوس آہ</p>	<p>چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیریں کلام جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولا فی البدیہہ</p>
---	--

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلماء مولانا مولوی شاہ محمد کن الدین صاحب قادری و بلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا

حسرت ای بستم ماہ صیام  
تو نے دکھلایا وہ غمگین واقعہ  
کون اس غم سے نہیں ہے شکبار  
چاک سینہ ہے کیسا مثل گل  
کوئی ملتا ہے کف منوس و غم  
یعنی یکشجہ زمین راہی ہوا  
مہر کے مانند روشن جکام نام  
سید السادات عالی منزلت  
مولوی حاجی و مرشد رہنما  
مثل جو دم ترضی تھا جسکا جو  
تہا مجسمہ سراپا حلق کا  
جا بجا اسکے مرید و معتقد  
جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ  
جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر میں  
موت ایسے شجہ دین کی ناگہان  
یا الہی اسکی روح پاک پر  
جنت الفردوس ہوا اسکا مقام

صبح محشر تیری گویا صبح تھی  
دہوم جکی سارے عالم میں مچی  
کسکو اب حاصل نہیں رنج دلی  
نکسل غنچہ ہے کیو بیکلی  
کوئی حیراں ہے پریشان ہے کوئی  
جانب عقبی بجلم ایسز دی  
شاہ رکن الدین محمد تادری  
جان زہرا و علی آل بنی  
مجمع اوصاف صوری معنوی  
خلق جسکا مثل خلق احمدی  
یک جہاں گردیدہ اسکا واقعی  
ہین ہزاروں سیکڑوں پیروسی  
کم سے کم چھ الف کی تعداد تھی  
ہو رہے ہیں ہونگے اسپر اور بھی  
سب ہماری قوم کی بد قسمتی  
اب ہونا زل و مبدم رحمت تری  
الغیاہم بندگون کی ہے یہی

مصرع تاریخ لکھدو بادشاہ

وائے جلالت شاہ یکن دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملی محمد عثمان صاحب ستون و انباری جو انکی شرکاء کی فرمائش پر لکھا گیا

<p>تہا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجہ کشادہ دست کرم تہا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو جب کی باتیں وہی تاریخ روز یکشنبہ ہی مجبور کیا ہے وہ انتقال جہدم بپا تہا سکر وطن میں ما الہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت مغفرت سے</p>	<p>بلند طالع بلند بہت فہیم ودانا سخی دوران تمام خوشی قربا برادرین جسکے مرہون لطف و حسن ظہور وقت سحر تہا نکلی حکم حق اسکے جسم سے جان کوئی تہا جانسوز آہ بہر تا کوئی تہا مضطر کوئی تہا نا عجب نہیں فضل سے ہے بیکرے جو جنت کا اسکو ایوان</p>
<p>تلاش سال وفات کی تھی کہا زروئے الم فلک نے کیا بملک بقلعہ افسوس پاکملگی محمد عثمان</p>	<p>قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی</p>
<p>ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب بیکر قبضہ میں تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا میں مسیحیت تھے جو مدعی مرزا غلام احمد مرید و معتقد موجود ہیں اب سیکڑوں انکے کیا کرتے تھے مشین گزینان غیر دن کے مرئی براہویا پہلا ہونا نام تو چسکا دیا اپنا کچھ اس میں شک نہیں تھی یادگار خلق ذات الہی</p>	<p>ہمیں معلوم کیا ہے مجھکو ہے زیبا تری حکمت عجب جلوہ دکھاتی ہے تری نیرنگی قدرت ہر یک جاہدین ہر پاتھی جنکے نام کی شہرت یہ سچ ہے جوئی ہوا بات ہے ہمیں بڑی لذت نہ تھی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت رہیگی مدلون تک صفحہ تاریخ کو زینت لکھوں تاریخ رحلت یہ مری سچا نہیں جرات</p>
<p>لب اخبار سے آئی صدای باد شمع جھکو سیح قادیانی کی ہوی لاہور میں رحلت</p>	<p>قطعہ تاریخ وفات جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب المتخاص بخطیب متوطن و انیساری</p>
<p>کر گئے رحلت جہان سے حیف آج جمع اوصاف انکی ذات تھی قرآت قرآن سکران سے ہم</p>	<p>ستقی دیندار تھے کیسے ادیب تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب قلب میں پاتے تھے کیفیت عجیب</p>

<p>ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب نوحہ خوان ہم ہیں مثال غلیب بخشید مجھے انکوائی رب مجیب</p>	<p>اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک لٹ گئی انکی بہار زندگی التجاء ہے بادشاہ کی روز و شب</p>
<p>لوح مرقد کے لئے لکھا ہوں سال ہے یہ قبر عبد الرحمن خطیب</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم حسین صاحب متوطن کٹر پوجہ مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف مخومیان صاحب فخر نذرند مرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدرسہ کس میں شائع ہوا</p>	
<p>ایک جہان پر تھا جسکا فیض عمیم ہو ادا رہا البقا میں آج مقیم تغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم رحم کر اس پر ای خدا تے رحیم</p>	<p>حیف سید حسین عالی شان چھوڑ کر اس سرائے فانی کو اسکے اوصاف یاد آتے ہیں دیجئے خلد میں جگہ اسکو</p>
<p>بادشاہ نے کہا یہ سال وفات گم ہوا آج بے نظیر حکیم</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن و مبارکی</p>	
<p>خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ کہان پھر پاتین ایسا اللہ اللہ کو جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ ہر یک وقف تھے اس سے اور آگاہ محبت مجھے وہ رکھتا تھا دلجو نہ میں نے لی تجاہل کی کوئی راہ</p>	<p>طیب نامور دنیا سے گزرا خلیق و بامروت سحر بہ کار کمال اسکو تھا تشخیص مرض میں تہا سید صاحب اسکا نام مشہور برین پچیس سے افرو دگر زرعے نہ بنجیدہ ہوا انجہ سے کسی دن</p>



<p>کرم سے اپنے یار بخش ہو محبوب کی دعا ہے یا الہی تری رحمت نہیں زہار کو تاہ کہ دایم خلد ہو اسکی گزر گاہ</p>	
<p>جو پوچھا بادشاہ نے سال حلت کہا دل نے غم سید عقیل آہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس</p>	
<p>دنیا کا چلے چھوڑ کے تم مہمورہ تاریخ وفات ہے یہی - معقورہ</p>	<p>ای زوجہ حاجی بادشاہ نانی ہاتف نے کہایہ بادشاہ سنی لغور</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب یے بی - عبدالرحمن صاحب المتخلص بشاد متوطن و امباری</p>	
<p>ہرگز نہیں رہیگا ہرگز نہیں رہا ہے اعمال نیک کا کچھ ہم میں نہیں پتہ ہے رحلت سے انہی سب کو کیا داغ دیگیا ہے اور اسکی دینداری مشہور جا بجا ہے یتری رضا پر رضی رکھ بس یہی دعا ہے</p>	<p>ہے بے ثبات دنیا دنیا میں کوئی انسان دور و نزدیک پر ہے کیا گھنٹہ ہمو ایک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت فہم و فرست اسکی علم و لیاقت اسکی صبر و شکیب و یحییٰ سب دوستوں کو یارب</p>
<p>ای بادشاہ لکھو تاریخ رحلت اسکی اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پہلواری</p>	
<p>کیا دنیا سے وائے ناکامی اور سچا تھا قوم کا حامی اسکی تحریر میں نہ تھی خامی تہا رنگ و پے میں جوش اسلامی ہے عبت ذکر رنج و آلامی</p>	<p>شہ سلیمان کا پیرافنوس زاد و متقی تھا عالم تھا پختگی اسکی ہر سخن میں تھی حب دیں سے دل ہکا تھا مہمور رہن رضی رخصائے حق پر ہم</p>

خلدین اسکودے جگہ یارب	التجاسس بدرگہ سامی
بادوشہ نے کہا ہے سال وفات آہ داغ حسن میان سپامی	
قطعہ تاریخ وفات نواب خورشیدالنسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدہ نواب سرفلام محمد علی خان بہادر جی سی ای۔ ای۔ پرنس آف آرکٹ	
دار دیلے گئیں دار البقا بذل وجود و لطف و جان نین تھے یک قیامت ہے بیا مدر اس میں جنت الفردوس ہو اسکا مقام	بیگم والا گہر عالی صفات گو یا وہ مصدر یہ سامے مشتقات محو کج و غم ہیں سب دن اور رات احدا ہنرے کرم سے مے نجات
بادوشہ نے مجھ میں ان کا سال لکھ دیا۔ خورشید بیگم کی مائت	
ایضاً	
ہوئیں فوت بیگم خورشید بادوشہ مجھ میں لکھ دوسال	باعث رخسار طلب ہے یہ آہ کیا تمس کا غروب ہے یہ
قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ ساکن و انمبار سی	
وقت تھا کون کسکو تھا معلوم جسہ خدا کیا تھا علم و فضل میں اور بذل وجود میں کسکو نہیں ہے اسکی یات کا ہر طرف تھا وہ قبیلہ پروردی خلق ذی ہم پینس سال سے متجاوز نہو گا سن تھا حالت مرض میں عجب ستفل مزاج	ناگہ ہوئی ممات محمد بشیر کی کیا منغم تھی ذات محمد بشیر کی ستہرت نہی شش جہا محمد بشیر کی تھی بات بھی نبات محمد بشیر کی ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی اللہ سے تبات محمد بشیر کی

سب دستوں کو کیوں نہ رلائیگی قدن	وقت دن اور رات مجربشیر کی
عالم تھا اور حاجی و عابد خدا شناس	کیونکر نہو نجات مجربشیر کی
<p>لکھدیجے یہ مصرع تاریخ بادشاہ</p> <p>افسوس اب وفات محمد بشیر کی</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات حاجی بہار الدین صاحب مرحوم مستوطن و انبساطی</p>	
نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حفا	اندون دہا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ
بے سر اندیشہ ہاتھ نے کہا سال و فانا	رحلت حنت مکان حاجی بہار الدین ۱۳ آ ۵
ایضاً	
و اد ریغا حاجی الحسین مرد منعی	دارد نہا سے گیا اب حانب دارا بقا
سال اسکا ہاتھ غیبی نے مجھ سے ناگہان	رحلت ڈکوبہار الدین دیشور ۱۳
<p>قطعہ تاریخ وفات ہر جیسی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قبضہ ہندوستان آجہانی</p>	
ای شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربا	مضطرب معنوم تیری مرگ سے ہے یک جہا
تاریقی آئی کیا لندن سے تیری شوکی	خمن دہا سے عالم پر گردین بلیان
موت کی صرصر نے دم بھرن لے ویو کیا	کیا تر و تازہ تھا تیری زندگی کا گلستان
کسکا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہین	کہہ افسوس سے خالی ہے اب کی زبان
صفحہ ہستی سے ہے گم ہوا تیرا وجود	اب کہاں ڈھونڈیں کہہ ہر جیسی پائین کہاں
دونوں حصے ملتے ہیں تیرے غم و اندوہ میں	یک طرف ہے ملک انگلنڈ یک طرف ہندوستان
گو نہ اپنے عہد میں تو ہند میں آیا مگر	تیری شفقت کی نظر بھرتی تھی ہر جا جادو
تاریقی تعزیت کے کیا لگا تارا اندون	ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت میں روان
سائے امر اسکا روزا زمین مقرر اس مر کے	ہم و دانش میں تھی تیری ذات یکتائے زما
تجھ کو تھی یہ خاص اہل ہندوستان سے	چاہتا تھا ہر طرح سے اکلی تو ہمسودیان

<p>تو نے اکیم فرام ہندین جاری جو کی مبری کونسل کا تو نے حق انتخاب یکڑی کیٹو کونسل کی مبری ہی تو نے دی سوریش بنگالہ سیکر عہدین پیدا ہوئی انکا پورا انتقام ہوقت پر تو نے لیا جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت نقش دلیر بدتون سیکر بہن اوصاف نیک با ادب ہم اب بجالاتے ہیں رسم تحریر جارج پنجم تیرا جفر ز ند عالمی جا ہے ہے یقین ہکور ہے بیشک وہ تیرا ہمسفر</p>	<p>ہم رعایا کو بنایا بے نہایت شادمان ہم مسلمانوں کو بخشا ہے بکھراں پائی اہل ہند نے اب تک کہاں یہ عروشان ایک مدت تک رہا انجان تو بگیاں حد سے متجاوز ہوئے جب باغیوں کے شوخیان پس میکرتھ کو سب کچھتے ہیں عقلان عہد والا کی نری کس طرح بھولیں جو بیان ہکو ترے خاندان سے ہیں دلی ہمدردیا جانشینی سے ہے اسکی ہکو حاصل عروشان ترے الطاف و نوازش کا ملے اس نشا</p>
--	--

بادشاہ تم یہ سناد و مصرع سال وفات

رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب  
موطن مداس کی وفات پر لکھی گئی۔

<p>اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزجم کون ہے عاجز و ناچار ہم اس کے بن سارے بندگان اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے اعلیٰ ترین کون ہیں کیا ہیں ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود ہم امانت دار سب چیز و نکالاک ہے وہی ہکو ہے لازم رہیں ہر وقت راضی بر منا</p>	<p>اسکے ہی قبضہ میں ہے عالم کی سب موت و حیا دو جہان محکوم اس کے سپہ حاکم کون ہے دخل کے کام میں دین ہکو یہ طاقت کہاں اسکا ہمسرو منو کوئی نہیں کوئی نہیں اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ احمقی صابر و شاکر رہیں رنج و خوشی میں بر ملا</p>
--	--

زندگی اپنی ہی اسکی اطاعت ہے یہی  
 واقعہ پروردگار کے دربار میں گزرا ہے آہ  
 صاحب نام تھا ایک صاحب فہم و تہذیب  
 تھا بد کو نازیہ ہے سرسبز لائق پس  
 حاجی بحر بن تباوہ اور مرد مستفی  
 عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال  
 جسکو تھا اپنے بزرگوں کا بڑا پاس ادب  
 طبع میں اس کے منانت اور تھی سنجیدگی  
 صحبت بد سے بُرے نفعال سے رہتا تھا دور  
 فانی اردو میں مائل میں بہارت جسکو تھی  
 ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس  
 اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر  
 پارچہ کے تھا تجارت پر وہ مائل بالذم  
 تیوین سوال کی تھی یکایک آئی بلا  
 نتیجے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال  
 ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دوشنبہ کا تھا  
 آہ وزاری میں ہوئے مصروف سب خورد و کلا  
 تھا جگر خستہ پدر اسکا بحال و افکار  
 خاص کردہ کی اس کے غم سے تھی حالت عجیب  
 پر کہان دیکھ میں اسکو ای مرے پروردگار  
 کو غم سر پر گرا ہے میں سنبھالوں کس طرح

دین و دنیا میں سعادت کی علامت ہے یہی  
 جبہ کرتا ہے ہر یک نفوس و حسرت کی نگاہ  
 نامور جبکہ پدر حاجی حکیم عبد العزیز  
 تھا پسر کو محض یہ اپنا معزز ہے پدر  
 و بنداری اس میں تھی پرہیزگاری ہمیں تھی  
 جسکی خوش خلقی تھی سب میں بے نظیر مثال  
 جسکو تھی مد نظر تعطیم انکی روز و شب  
 باوجود اپنے مول کے تھی یکسر عاجزی  
 نیک کاموں کی طرف جسکو تھی رغبت بالضرور  
 اور انگریزی میں بھی خاصی لیاقت جسکو تھی  
 امتحان اس میں دیا اسنے کیا تھا اسکو پاس  
 یا بقدر و انکی کرتا تھا اعانت سرسبز  
 اور کوچہ میں گزرنے کے تھا تجارت کا مقام  
 شکوہ ہمسفہ میں یعنی ہو گیا وہ مبتلا  
 دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال  
 دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا  
 درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تھا نشان  
 چھٹ گیا تھا بہائیوں سے دامن صبر و قرار  
 کہتی تھی مجھ سا نہیں دنیا میں کوئی بد نصیب  
 دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ و افکار  
 زندگی کے اپنے یہ ایام مالوں کس طرح

الغرض نہا جو ارادہ بن خدا کے وہ ہوا کچھ نہیں چارہ یہاں ہلکو بجز صبر و سکون روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام خوش تارنج رکھتا ہے اگر کوئی بشر	گر یہ وراری سے بے صبری سے ہے کہا فائدہ اناللہ کہتے اور اناللیہم دیجے خلد برین میں اسکو اعلیٰ ترستام ہے (قبیل ہضم) یہ تارنج رحلت محضر
--	---

ختم کردے بادشہ یہ داستان پرالم  
ختم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہیں سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرسہ باقیات الصالحات فاضل کیتا ادیب باقیات الصالحات کیا فن تدریس میں حق نے دیا اسکو کمال اسکے شمع و عطر پروانے سب پیرو جان ملک میں پھیلے ہوئے تھے اسکے انوار فوض عالم حید پھر لیا کب نظر آئے ہمیں اسکے اولاد و افارب کا نہ پوچھو درد و غم ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہا یا اہلی صالحوں میں اسکو تو محشور کر	ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ سارے علمائے زمان کرتے تھے ہکا عز و جاہ قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تھا حسی خواہ تھا سما پروہ جنوبی ہند کے خشنود ماہ کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ روز روشن ہو گیا اپنی نگاہوں بن سیاہ باگلوں سے بونے گل نہ لہوئی بے اشتباہ جنت الفردوس ہو اسکے لئے آرا سگاہ
--	--

بادشہ یہ مصرع تاریخ تم لکھد و لیس  
ہو گیا ہے انتقال عبدالقادر بادشاہ

قطعہ تاریخ وفات دھڑ جناب خلیفہ رکن الدین صاحب ستمن تریا تو ضلع شمالی آرکٹ

ہائے فہوس گئی دنیا سے بادشہ نے سن رحلت یہ کہا	رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی داخل حلیہ زبیدہ ہے ہوی
--	--

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر مستوطن دہلی

صدمر جا یک سیر محب نے ہیں پیائے پارے شعرا کے لفظ اور معنی آپس میں ہوں دیکھیں زمین اور داد اسکی دین سب	لکھا ہے دیوان کیسا خوش سہل و طرز بیان ہے ہر دلوں کو غروب وہ اسکا مفتون یہ ہسکا محبوب لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب
--	---

ای بادشہ تم تاریخ لکھ دو دیوان شاکر و نجیب ہے خوب
--

قطعہ تاریخ مثنوی نالہ سن کر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا مثنوی تو نے اے شاکر دل عاشق نہ کیوں حیرت زدہ ہو لکھوں گراں کو بام حسن خوبان	ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق سکندر تو ہے یہ آئینہ عشق ہے ہر یک شعر اسکا زینہ عشق
--	--

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی ہے نیکو مثنوی گنجینہ عشق
--

ایضاً

عمرہ ترین مثنوی طبع ہوئی اندون اہل سخن ہیں فدا کے مضامین پر حسن بیان دیکھ کر جی سے بھی چاہتا ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہوشیارت و نو	کہوں نہ بہ مرغوب دل خلق میں ہو بالعموم شمع پہ پروان کا رہتا ہے جیسے نجوم لیجئے بڑا بکرا بھی دست مصنف کو چوم ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب نام دروم
--	---

فکر سن طبع جب جھکے ہو بادشاہ دل نے کہا جو ہے الہ شاکر کی دیوہوم
--

قطعہ تاریخ زواج منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب تخلص یہ بہر متوطن بیارم میٹھے شائع کی رکھا

<p>ابن ایسا اٹھایا بار عظیم مسل شاید بہ جسد گاہِ نظم آفرینِ حرب لگا کہنے گلشنِ امر و نہی حقائقِ مین یادگارِ مصنفِ ذی جاہ تأیسات نہ کیوں رہے بانی</p>	<p>کسے لکھا زواجِ منظم جلوہ آرا زواجِ منظم جس نے دیکھا زواجِ منظم کھل کھیت زواجِ منظم ہے یہ اعلیٰ زواجِ منظم تیرا پیر چا زواجِ منظم</p>
<p>باوشہ سال طبع نم لکھو و کیا ہے زیبا زواجِ منظم</p>	
<p>قطعہ تاریخِ ثنوی لغتہ ترجمہ تصنیف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم علوم صوفیہ لکھی ثنوی خوب تسلیم نے مرے طبع نے باوشہ بہر سال</p>	<p>ہر آفرین اور صد حرب تصوف کا پاکیزہ دستہ کہا</p>
<p>قطعہ تاریخِ رسالہ ہدایتہ الاخوان تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب متوطن و انبساطی جناب مولوی الحاج عبدالہادی نام رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا ملیکا حشر میں خالی سے اسکا اجر عظیم بیانِ ہریم سے کہاں و صفاتِ رسالہ کا تہیں فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے یہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید</p>	<p>یگانہ منتخب عالمانِ دین ہے یہ دامِ قابلِ تحسین و آفرین ہے یہ ذرا بھی شک نہیں واللہ ہمیں یقین ہے یہ پیدا ہل نظر حرز شایقین ہے یہ دروغِ عیش کھل معلین ہے یہ مکانِ دل کیلئے واہ کیا مکین ہے یہ</p>
<p>رقم کیا قلم باوشہ نے مصرع سال زے ہدایتہ اخوان مومنین ہے یہ</p>	
<p>قطعہ تاریخِ کتابِ اکیندہ فی اخبار المذنبہ تصنیف جناب الحاج محمد صفی اللہ صاحب مہاجر متوطن مدرس</p>	



<p>مطبوع ہو الطبع مرغوب ہر دائرہ گو یا چشم یعقوب جسکی ہمت سے ہم ہیں منسوب کے دل کو نہیں بہ بطلوب کیونکر ہو یک جہان کو مجدوب انداز بیان ہے کیا خوش ہلو ب بہجد ہو ثواب اسکا عسوب</p>	<p>اللہ اللہ یہ رسالہ ہر حرف حسین ہے مثل یوسف مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے خواہاں نہیں اسکا کون مومن محبوب خدا کے شہر کا حال ایک فاضل دہر کی ہے تالیف اعمال میں تیسرا ہی مولف</p>
<p>تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے یہ تحفہ مومنین ہے خوب</p>	
<p>قطعہ تاریخ رسالہ انسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی حکیم شاہ محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سیلا پوری مدرس</p>	
<p>بہت ہیں یوں تو تصنیفات فخری یہ توضیحات و تفہیمات فخری موشرہوں جو تصدیقات فخری</p>	<p>سلمانو! یہ سب میں عمدہ تر ہے دکھائے خوب فرق حق و باطل عجب کیا ہے نصاریٰ کے دلوں پر</p>
<p>زروئے آفرین ای بادشاہ تم لکھو تاریخ تحقیقات فخری</p>	
<p>قطعہ تاریخ رسالہ البشارت تصنیف مولانا موصوف</p>	
<p>وہ ہر منور ہے ظلمات ہے یہہ ای نصرتیو کیا خرافات ہے یہہ نہیں ہے شریک ہکا حتی بات ہے یہہ ہے افضل ترین سب میں کیا ذات ہے یہہ</p>	<p>مقابل ہو توحید تثلیث سے کب بجلا ایک ہوتین اودین ہوں ایک سنزہ فقط ایک ذات خدا ہے محمد نبی خاتم المرسلین ہے</p>

بشارت جسے ہین اگلے کتب میں چھپا اندون نسخہ البشارۃ مولف جو اسکا ہے مولانا فخری یہ فاضل ہے سید ہے عالی مرتب مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے مکتا ہزار آفرین ای مولف ہو تجھ پر موثر ہے طرز بیان باسلاست جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیکا اسی کو ہین تبلیغ اسلام کہتے خدا و بنی تجھ سے راضی نہ کیوں ہو	مصدق جملہ بشارات ہے یہ ملی بہ نخیل و تورات ہے یہ سزا و انحر و مباحث ہے یہ زہ منع فیض و برکات ہے یہ مہ اوج علم و کمالات ہے یہ نصاری پہ بازی تری مات ہے یہ دکھایا ہے دن یہ ہے اور ہے یہ بلا شک اہم مہمات ہے یہ یگانہ بہ جملہ مشوبات ہے یہ کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہ
---	--

لکھنؤ پادشہ سال طبع رسالہ  
بشارات احمد کا اثبات ہے یہ

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیر خواہ عالم گویند پور واقع و امنبازی کیلئے لکھی گئی تھی

مرحبا ساکنان گویند پور انجمن آپ نے جو کی تائیم فیض پاتے ہیں جس سے صبح و ساء مدرسہ ایک از پیے نسوان انجمن اور مدرسہ ذونون زیور علم سے مزین اب نام تاحشر کیوں نہ ہو باقی	جدا مومنان گویند پور بڑی عزو شان گویند پور سارے پیرو جان گویند پور کیا جاری میان گویند پور گویا تن اور جان گویند پور ہونگے سب دختران گویند پور زہ زندہ دلاں گویند پور
--	---

ایک عالی نشان گویند پور زبدۂ تاجبران گویند پور دے سب عہدگان گویند پور ہو گئے مہر بان گویند پور سب میں یہ قدر دلن گویند پور آفرین حاسیان گویند پور و مہم پاسبان گویند پور رونق گلستان گویند پور	چندہ دس روپے ماہوار دے نام اسکا ہے ٹی امین آکدین اور بھی حسب حوصلہ چندہ اور دیگر محلے والے بھی رسم چندہ سے جو کئے تائید شکر سب معطیوں کا ہے لازم یا الہی ہوتی سیر افضل و کرم تیسرا بر کرم سے ہوا افزون
میں بھی ہوں بادشاہ انروزون شاعر خوش بیان گویند پور	
رباعیات	
سندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئیں اور رسالہ تعلیم و تہذیبی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری میں شائع ہوئیں	
ہو گا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف	جو کام شریعت کے صریحاً ہو خلاف بے شرع یہ اب ضرورت زمانہ فائق
ولہ	
ترمیم فریض میں کیو ہے لان انصاف انصاف آہ انصاف انصاف	کہتا ہے کوئی پردہ نسوان ہے معاف پابند نہیں دین کے دعویٰ دین کا
ولہ	
کہلاتے ہیں آخر تو انہیں کے اخلاف	اسلاف کے ہم میں نہیں گرچہ اوصاف

کچھ قد نہیں ہم کو ہے اس نسبت کی	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف
مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس میں شائع ہوئی تھیں	
عید آتی ہے نہیں دی اہل نظر مبارک ہرمت سے صدایہ کافونین آ رہی ہے	ابن محبت وطرب کا سب براثر مبارک عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک
	ایضاً
بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنوں کو	جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک قومی رپورٹ تکو اہل زمن مبارک
	ایضاً
ادب ہم سب کو فرحت عید کی ہے خوشی اور غم میں دونوں طفل تو ام	ادب ہر پور و پین تیغ اب پل رہی ہے خوشی ہے غم میں اور غم میں خوشی ہے
	ایضاً
شاعری کی آرزو رکھتے ہیں ہم دین کثیر یہ نہیں معلوم آزادی ہو کب حاصل ہوں	کہنہ طرز شاعری کے ہیں مقلد بے نظیر فرضی مشوقوں کے ہم ہیں زلف پیانین
	ایضاً
متبدل کیوں کر نہ دنیا میں حال شاعری ہند میں پوچھے کوئی قومی منزل کا سبب	عشق فرضی کو سمجھتے ہیں کمال شاعری بے تحاشا میں یہ کہہ دو گنا وبال شاعری
	ایضاً
امر معروف سے جدا ہیں ہم حشر میں کس طرح سے ہو گی نجات	ہمیں منکر میں مبتلا ہیں ہم پارسائی سے پار سا ہیں ہم
	ایضاً
دین پر دنیا کبھی غالب نہیں	اسکا ثانی ہر کچھ طالب نہیں

ایک ہے یوں دین دنیا کے بغیر	روح یک موجود ہے قالب نہیں
ایضاً	
مں یہود دنیا کے ہر ایک کام میں	پر نہ آؤ دین کے الزام میں
دین و دنیا دونوں ہم کو چاہئے	ہے کہاں رہبانیت اسلام میں
ایضاً	
قومی خدمت مایہ بہبود دین	قوم کے عمن پہ صد آفرین
ک طرح بھولیں پسرمان خدا	لا یضیع اللہ اجر المحسنین
ایضاً	
جائز کوئی می کو ہے بتا گمراہ	بے پردہ ہوں نسوان کسی کو ہے چاہ
باز نیچے اطفال بنا ہے مذہب	لا حول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
بے پردی عیسیٰ کا ہے قرآن گواہ	منکر ہکا ہو کون غیبر گمراہ
کہتے ہیں یہ ہے خلاف عقل و فطرت	لا حول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
دہر راہ خدا ہے روزہ	دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عہد آجس نے	ترک خواہش سے کیا ہے روزہ
ایضاً	
گر لاکھ بھی جہان میں کہا میں تو کیا ہوا	جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے سخن بس ہے پاؤ شاہ	اقبال کو جو اڈے تو وہ لا بقت ہوا
ایضاً	
کوئی نعمت نہیں دنیا میں مقابل اسکی	ملی خالق سے جو عزت تو سخن کو ہی ملی

بے خبر ہیں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں	ذوق این می نشناسی بخدا تا چشمی
ایضا	ایضا
لیگ اور کانگرس پہ کروغور کی نظر	دختر یہ دونوں ایک ہی ان کہیں ہیں
ہر خدایا بچاؤ کرین ممبران لیگ	چہتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بہر
ایضا	ایضا
ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی	خود غرضیوں نے کیا تری حالت خراب کی
تیرے طمع کاریاں پوشیدہ کیوں رہیں	کہل جاتی ہے ایتر کو زنگت خضاب کی

## مضامین نشر

### انسان کیلئے مذہبی ضرورت

دنیا میں انسان کی زندگی سے سجدہ پیشا ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو بہم دستی اگر کین اذ بخجلہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسند کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مغلص کو مال و زر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت و تھان کو آلات کشکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہاں تک غور کریں جس قدر خیال کو بلند کریں ہماری گرد پیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آ رہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہو گئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہو گیا ہو جہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سوا سچا رہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک قہم ہے حیثیت حسب مراتب ہکو کار بند ہونا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتوں پر مقدم تمام حاجتوں سے عظیم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صد ہزار راہبیاں کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جس پر ہمارے روحانی اور جسمانی مصلح کا انحصار ہے یہ وہ ضرورت ہے جس پر دنیا و دین کی تمام غریب بنگلہ دار و دار